ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ کہ یہ رسالہ لاجواب کاشف الرفع شبہات بعض علماء دین جو لونڈی کے تمام دین کا حکم رکھتے ہیں

رد الشقاق فی جواز الاسترقاق

باہتمام مرحوم مغفوران محمد عبد الرحمن بن حاجی محمد روشن خان مغفور و تربیت یافتہ حضرت جناب مولوی محمد مصطفیٰ خان

مطبع نظامی واقع کانپور میں چھپا

حتی لہ نفسہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ وبصرہ الذی یبصر بہ ویدہ التی
یبطش بہا ورجلہ التی یمشی بہا لیکن جب بشر بسبب بغاوت اختیار کرنیکے نفس ملکی کو مغلوب کرلیا اور خود مغلوب
ہوگیا تو مستعد انتزاع اور انتقام کے ہوئے اطاعت نفس ملکی اور کمال تھا یا ممکن الحصول اور متوقع
الحصول ہوا بسبب شرور ہوگیا اور دیگر انواع جنس کے ساتھ ملحق ہوگیا کہ اون سے بھی بدتر ہوگیا
اور مستعد ... تھی اونمین فی الاصل تھی ہی نہین پس وہ تو معذور ہین مگر اسنے خود اپنی استعداد کو
زائل کردیا ہو واسطے کلام حکمت التیام مین ایسے بغاوت کے حق مین وارد ہوا ان ہم الا کالانعام
بل ہم اضل سبیلا اور اسی سبب سے اونکو بکلمہ شر الدواب تعبیر کیا گیا ان شر الدواب عند اللہ
الذین کفروا فہم لا یؤمنون اور جب دیگر انواع جنس یعنی حیوانات کے ساتھ ملحق ہوگیا
تو وصف آزادی جو خاصۂ نفس ملکی ہے ہر چند ابتداء و دفعات کمال کے اوس سے زائل ہوگیا اور مثل دیگر
حیوانات کے بموجب کلام حکمت التیام والذین کفروا یتمتعون ویأکلون کما تأکل الانعام
تمتع محسوسات اور خور و نوش کا بندہ ہوکر قابل تملک ہوگیا اور جسطرح پر کہ اور حیوانات بسبب اخذ
اور قید کے مملوک پکڑنولے اور قید کرنیوالے کے ہوجاتے ہین اسیطرح یہ قید اور اخذ اور استیلا اونکے
مملوک ہوجانیکا بھی سبب کامل ہوگیا غرض کہ بسبب بغاوت اور غلبۂ نفس بہیمی اور مغلوب ہوجانے
جوہر ملکی کے جو جو صفات کہ جوہر ملکی کے جسم حیوانی مین موثر ہوکر موجب حرمت و عصمت تھین وہ
کنارہ کرگئین اور بعد اونکے زوال اور کنارہ کرنے کے یہ صورت نوعیہ بھی تمامتر مثل دیگر انواع
جنس کے قابل تملک کے ہوگئی اور بسبب زوال عصمت و حرمت کے استرقاق اونکا عقلاً و نقلاً مذموم نہ رہا
اور یہی رای ہے انبیای عظام کی بموجب وحی خالق انواع موجودات کے قل ما یعبؤا بکم ربی لولا
دعاؤکم اور یہی رای ہے حکما اور علماے اہل اسلام کی اور یہی رای ہے اکابر فلاسفۂ اشراقیین و مشائین کی اور چند
پہلے یہی رای تھی مجتہد عصر کی بھی کہ مکان ہند کو کمتر بینڈک اور کیڑے مکوڑے سے تصور فرماکر
سو بت اب و تاب سے علیگڈہ کی سوسٹی کے اخبار مین چھپوایا تھا اگر اتنا فرق تھا کہ اونھون نے بنا اونکی
کے علوم محسوسات دنیوی کے ایسا تجویز فرمایا تھا ہم بربنای جہل و غفلت کے علوم الٰہیہ و معارف توحید کے

تسلیم ناقص الخلقۃ ہونا لازم آتا ہے کہ ایسا ناقص الخلقۃ ہے کہ محتاج ہے طرف تمام اشیای موجودہ یا ممکنہ
کی برخلاف سارے حیوانات کہ وہ اکثر اشیای موجودہ یا ممکنہ سے غنی ہیں اور اگر الفاظ سے قطع نظر
کر کے یہ سمجھا جاوے کہ مدعا یہ ہے کہ انسان اپنی فطرت پہ بنایا گیا ہے کہ جو چیزیں کہ اوسکے واسطے ضروری ہیں
اونکو خود مہیا کر سکتا ہے تو یہ بات کچھ خصائص نوع انسانی سے نہیں ہر حیوان کا ایسا ہی حال ہے
قال خود خدا نے فرمایا ان لیس للانسان الا ما سعی انسان کے لیے بجز اسکے جسکی وہ خود کوشش کرتا ہے
کچھ نہیں ہے **اقول** مخفی نہیں کہ آیت متلوہ میں قصر الموصوف علی الصفۃ ہے کہ جس سے کچھ مدعا مستدل کا
حاصل نہیں ہوتا ہمکو اس مقام میں تشریح معانی آیت کی ضرورت نہیں **قال** پس یہ تمام صفتیں اسبات پر
دلالت کرتی ہیں کہ اس پتلے کے صانع کی مرضی یہی تھی کہ یہ پتلا خود اپنا آپ مالک ہو **اقول** جن
مقدمات پر کہ مؤلف نے نتیجہ ترتیب دیا وہ سب مقدمات باطل ہیں اون میں سے ایک مقدمہ بھی منتج اس
نتیجہ کا نہیں نہ بطریق قیاس اقترانی نہ بطریق قیاس استثنائی پس محض توہمات اور تخیلات ہیں کہ اثبات
کسی مدعا کے نہیں ہو سکتے مقدمات و نتیجہ کو اور کسی امر پہ ہم محمول نہیں کر سکتے اور اگر یہ امور مذکورہ
منتج نتیجہ مسلمہ مؤلف کے ہوں تو سب حیوانات کا ایسا ہی حال ہو کہ پتلا ہونا اونکے جنس کی ذاتیات سے نہیں
ہے اور عوارض مذکورہ از قسم عرض عام کے ہیں جیسا کہ مذکور ہوا ہم بھی کہتے ہیں کہ حریت امر فطری ہے
کیونکہ پیدایش انسان کی فطرت اسلام پہ ہی ہے مگر جب اسلام زائل ہو گیا تو اوسکے زوال میں کیا استبعاد
ہے اور فساد اس قول مصنف کا کہ وہ خود اپنا آپ مالک ہے ظاہر ہے ہماری ملت میں کوئی حر خود اپنا
بھی مملوک نہیں اوسکو اختیار نہیں کہ وہ اپنے تئین بیچ کے یا بتصریح ہبہ کر کے کسی دوسرے کا مملوک کر دے
قال غلامی ان تمام چیزوں کی بابوں کو کہ صانع کی مرضی کے برخلاف ہے اور اسلیے خدا کی مرضی کے
مطابق نہیں ہو سکتی **اقول** یہ کلام بھی نہایت رکاکت بلکہ غلط بات ہے جن لوگوں پہ استیلاء رق کا
ہوا اصلا صانع کی مرضی کے برخلاف نہیں بلکہ عین مرضی خالق سے ہی ہے اور نتیجہ مؤلف کا صرف ایسے
مقدمات پر مبنی ہے کہ محض از قسم توہمات اور تخیلات ہیں اور چونکہ غلامی ابتدا میں سزا ہے اوس جرم کے
کہ بالاتفاق منافی فطرت اور مرضی خالق کے خلاف ہے یعنی [illegible] الکفر

جب یہ امور ممہد ہو چکے تو اب ہم دلائل عقلیہ و نقلیہ مجتہد دہر کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اس بات کو بیان کرتے ہیں کہ اونھون نے جسقدر دلائل عقلیہ لکھے ہیں آیا کچھ بھی مطابقت قواعد عقلیہ اور استدلالات معقولہ سے رکھتے ہیں یا سب لغو اور مہمل اور بے سروپا از قسم توہمات و تخیلات ہیں واللہ الموفق الی الحق والصواب **قال** خدا نے انسان کو ایک ہستی بنایا ہے کہ جسکی فطرت میں آزادی رکھی ہے **اقول** ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ آزادی ذاتیات انسان سے نہیں اور نہ خواص جنسی سے ہے بلکہ خصائص جوہر ملکی سے ہے کہ اوسکے ذریعہ سے بحالت تبعیت کے جسم حیوانی پر مؤثر ہوتی ہے اور بسبب بقاء وحشت کے زائل ہو جاتی ہے **قال** اوسکو ذی عقل اور ذی شعور پیدا کیا **اقول** عقل سے کیا مراد ہے اگر مدرک کلیات مراد ہے جسکو ہمنے نفس ملکی تعبیر کیا ہے تو مغلوب ہو جانا عقل کا اور غالب ہو جانا نفس بہیمیہ کا ظاہر اور مستلزم اسکا ہے کہ یہ صورت نوعیہ بھی مورد احکام بہائم ہو وے بلکہ اونسے زیادہ اور تشدد کیا جاوے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اور ذی شعور ہونا کسیطرح خاصہ انسان تک نہیں جسقدر حیوان ہیں سب ذی شعور ہیں اور مشاعر عشرہ سب میں موجود ہیں حالانکہ سب قابل تکلیف نہیں **قال** اوسکو تمام قوی ظاہری اور باطنی عطا کیے ہیں **اقول** یہ بھی کچھ خصائص انسانی سے نہیں کل حیوانات کو حواس ظاہری اور باطنی عطا کیے گئے ہیں **قال** اونکے استعمال کی اونکو قدرت بخشی ہے **اقول** کل حیوانات کا یہی حال ہے کچھ خصوصیت انسان کی نہیں **قال** ہر کام کے شروع کرنیکی سمجھ اور اوسکے انجام کی سوچ اوسکو دی ہے تا کہ ہر کام کا آغاز اور انجام خود سوچ لے **اقول** اگر یہ قضیہ کلیہ فرض کیا جاوے جیسا کہ لفظ ہر دلالت کرتا ہے تو غلط محض ہے کیونکہ بعض امور کے آغاز کی سمجھ اور اوسکے انجام کا سوچ کچھ بھی انسان کو نہیں دیا گیا چنانچہ یہ امر بدیہی ہے اور اگر قضیہ مذکورہ کو جزئیہ سمجھا جاویگا تو ہر ایک حیوان پر صادق آتا ہے کچھ مخصوص ساتھ انسان کے نہیں ہے بعض امور کا آغاز و انجام ہر ایک حیوان خود سمجھتا سوچتا ہے بلکہ بعض امور جسکے ادراک میں بعض حیوان انسان پر فائق ہیں **قال** اوسکو ایسی فطرت پر بنایا ہے کہ وہ خود اپنے لیے تمام چیز ضرورت کی مہیا کرنیکا خواہشمند ہے **اقول** یہ بھی بدیہی البطلان ہے انسان نفس کل اشیاء موجودہ کیطرف محتاج ہے نہ اونکے مہیا کرنیکی احتیاج رکھتا ہے اور بقصد

اصرار کرنے لگے کہ باوجود پند و وعظ کے رو براہ نہو وے بلکہ بمقابلہ و مقاتلہ پیش آوے تو کیا
اوس بغاوت کی پاداش سے اونکا محفوظ رکھنا اور اونکے اخلاق رذیلہ کی اصلاح مین کوشش نکرنا آپکے
نزدیک عین اقتضای حکمت و مصلحت ہی أیحسب الانسان ان یترک سدی خدا تعالی کا ارشاد
حتی یغیروا ما بانفسہم ذلک بما ہو بنفسہم اور خوب سمجھئے کہ یہ استرقاق جو ہماری شریعت کے
مطابق ہے اون بدخصالوں کے حق مین نہایت مفید اور مثمر ثمرات حسنہ اور موجب تہذیب ہے و نہ یہ کہ جیسا
آپ از راہ غلبۂ توہمات و تخیلات فاسدہ کے سمجھ رہے ہین یاد کیجئے کلام حکمت التیام حضرت صاحب علیہ الصلوۃ
والسلام کو عجب اللہ من قوم یقادون الی الجنۃ بالسلاسل رواہ البخاری و دفعہ ثمرۂ حکم
اعتقاد مین اوس مذہب کے ٹھہری ہوئی ہے او نکے آراء کو باب بغاوت مین ملاحظہ فرمائیے مدعا ہم
اور انتزاع ملکیت اموال منقولہ و غیر منقولہ سے اور عدم تملک کا سبب بصراحت تمام تجویز فرماتے ہین
حجب میراث ہی نہین بلکہ مبطل میراث جو حجب کبھی بدتر ہے واجب ٹھہراتے ہین تلفظ بالفاظ ایل اسم و
اللہ روا نہین رکھتے مگر استعمال احکام غلام مین زیادہ تر قواعد شریعت غرا سے تشدد اور مبالغہ کرتے
ہین یکسے بات شہد نہیں کو ٹا اور دیگر احکام متعلق اوسکے قال جبکہ خدا خود الہام کر چکا ہو کلکم
عبد اللہ و کل نساءکم اماء اللہ کہ تمام مرد میرے غلام ہین او تمام عورتین میری لونڈیان ہین
تو کیا وہ اپنا شریک پیدا کر کے خوش ہوتا کلا واللہ تاللہ انہ وحدہ لا شریک لہ انتہی اقول
آپکی اس تقریر کے جواب مین تو صرف اسقدر کافی ہے کہ جب خدا تعالی نے اپنے رسول مقبول کی زبان سے
درباب غلامون اور کنیزکون کے ہمکو یہ امر فرمایا ہے کہ لیقل غلامی وجاریتی چاہیئے کہ کہے کہ غلام میرا
اور چھوکری میری پس وہ کونسا شخص ہے کہ خدا تعالی کے حکم کے برخلاف اپنی طرف سے ایک حکم
جاری کرنیکا ارادہ از راہ تعلی کے کرے الیس اللہ باحکم الحاکمین اس امر کو پسند فرماویگا کہ اپنے بندون پر کسی
بندہ کو اپنے سے زیادہ حاکم بالاتر بناوے کلا واللہ لہ الامر و لہ الحکم وھو احکم الحاکمین لا راد لحکمہ
ولا مانع لقضائہ اور مخفی نہ رہے کہ مصنف مآل قدرے نے جن کلمات سے یہان استدلال کیا ہے کلکم الخ یہ
حدیث مسلم کی ہے مصنف نے پوری حدیث نہ لکھی ہم اوسکو لکھتے ہین عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلعم

لسا وس جرم غیر فطری کو بھی خلاف مرضی اور اسکی سزا کو بھی خلاف مرضی ٹھہراتا غالباً تعارض کا محل
ہمیں قال حقیقت میں غلامی سے زیادہ کوئی چیز غیر فطرتی نہیں کی جو اصلی منشاء نیچر کا ہی برعکس یا
مخالف نہیں اقول سراسر خطا یا تقصیر ہی وہ امر قبیح کہ جس سے زیادہ کوئی چیز فطرتی نیکی کے برخلاف نہیں
اور اسکے ارتکاب پر سزا دینا اور اوسکے نااہم انجام اولی سزا کو جو عین حکمت ہی ٹھہرانا یہ تو ایسی حق بات کو
چھپانا ہی ع نفی حکمت مکن از بہر دل عامی چند قال غلامی بے انتہا بدیوں کی جڑ اور تمام
بد اخلاقیوں کی بانی اور کل انیہ اخلاق حمیدہ کی دشمن ہی اقول یہ تقریر سراسر بدیہیات اولیات
کے خلاف ہی کیا یہ تثلیث و تقشیر اور بت پرستی اور استعمال ام الخبائث یعنی اور یہ غلامی کے ہی کیا ہی
زناکاری اور فحش و قبیح غلاموں میں ہی محصور ہی کیا یہ سب قبائح مذکورہ جناب سامی کے نزدیک
حسن فطرتی ہیں انصاف فرمایئے کہ جب ایسے ایسے امور مناقض فطرت کسی فرد بشر یا قوم میں راسخ
ہو جاوین تو وہ انسان ہیں بلکہ بدتر از ہا حیوان ہیں اُولٰئِکَ کَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ سَبِیْلًا اور جب
وہ انسان بصورت بہائم سیرت بلکہ بہ انعام کے ہیں تو استرقاق اونکا آئینہ مطابق اقتضائے حکمت
الٰہیہ کے ہی قال کیا پاک پروردگار ایسی ناپاک چیز کو انسان کے حق میں جائز کرتا اقول کیا
پاک پروردگار اون ناپاک اخلاق کی جو موجب تغییر فطرت کے ہیں اونکو سزا نہ دیتا اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ
مَا بِقَوْمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ قال کیا خدا تعالیٰ ان تمام صفات کو جو اوسنے انسان میں
پیدا کی ہیں غلامی کی حالت میں بیکار کرنا پسند فرماتا اقول غور فرمائیے کہ اگر اون صفات کو
اون بہائم سیرتوں نے خود بیکار نہ کیا ہوتا تو ہرگز وہ لوگ مورد استرقاق نہوتے مگر جب کہ اونھوں نے خود
اون صفات کو قبل از ورود استرقاق کھو دیا تو کیا مقتضائے عقل سلیم یہی ہی کہ تدارک اسکا کچھ کیا جاوے
قال یہ تمام قوی جو خدا نے انسان میں اسلیے پیدا کیے ہیں کہ خدا کے لیے کام میں آوین دوسروں کے
تصرف میں جانے پر راضی ہوتا اقول یہ تو فرمائیے کہ آپکے خادمان زر اوسکے قوای لطیفہ کونسے وقت
خدا کے لیے کام میں آتے ہیں اور غلاموں کے قوای لطیفہ خدا کے لیے کام میں نہ آسکا کون بالغ ہی اور جب
بہ خیال بد خلاف اصل فطرت کے خالق کو چھوڑ کر مخلوق کی عبادت کی اور بہا دیکھا اور فضلت نہ پایا

وَمَا ظَلَمْنَاهُمْ وَلٰكِنْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ قال بسبب
انسان ایسی خطاؤن کا خطاوار ہو سکتا ہی انتہی اقول یہ بات مسلم ہی اور ہم بھی کہتے ہین کہ اس ظلم کے
ارتکاب کے سبب ہی لوگ سزای غلامی کے سزاوار ہوتے قال مگر ایسے قصور کا معاوضہ جائز نہین ہو سکتا
انتہی اقول آپ مین کچھ شک نہین اونکے غلام ہو جانے کا خدا تعالی پر کچھ الزام عائد نہین ہو سکتا اونہون
نے اپنے حق کو اپنے ہاتھون برباد کر دیا خدا نے اونپر کچھ ظلم نہین کیا وَتُوَفّٰى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ
وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ حیرت یہ ہی کہ مصنف نے غلامی کو کسطرح جبر مستلزم قصور و اتفاق [illegible] سمجھا جو [illegible]
اونکا یہ معلوم نہین کہ یہ قسم حقوق اللہ ہی یا حقوق العباد ہی یا من وجہ حق اللہ ہی اور من وجہ حق العباد
ہی اور یہی غلط فہمی بایں و باعث اسکا ہی کہ مبنا ہی وجوہ فاسدہ دیوار ناپائدار قائم فرمائی ہی واضح ہو کہ
استخراج نتائج شرعیہ کیواسطے علما امت محمدیہ نے بہت کوشش و اہتمام کے ساتھ از روی دلائل عقلیہ و نقلیہ
قواعد محکمہ قائم کیے کہ مجموعہ قواعد کا نام فن اصول رکھا ہی اور وہ فن مشتمل ہی اور یہ قواعد فن میزان شناسا و طرق
بیان جسقدر تقریر مصنف کی ہی سراسر خلاف اوس فن کے ہی دیکھو نتائج مستخرجہ مصنف از روی قواعد
میزان کسطرح اپنے مقدمات سے لازم نہین آتے مقاصد اونکے از روی دلالات صحیحہ کے جنکی تفصیل فن
اصول مین ہی مدلول کی الفاظ کے نہین ہین صاف ظاہر ہی کہ بسبب ناواقفی کے فن میزان و اصول سے محض
ترتیب وجوہ فاسدہ اور توہمات کے پھندے مین پھنس گئے ہین قال یہ سمجھنا کہ اگر غلام آرام اور آسائش
سے رکھے جاوین اور ہم جنس [illegible] پیرو مرشد بن جاوین تو کوئی برائی نہین غلطی اور سراسر وہم ہو نا ہی کہ غلام
فی نفسہ ایک قدرتی گناہ ہی اور اونکو بد سلوکی سے رکھنا دوسرا گناہ ہی بس کوئی چیز قدرتی گناہ سے زیادہ
خوفناک نہین انتہی اقول ملت اسلام مین حقوق غلامان بہت حسن و خوبی سے منضبط ہین اور انکی
مراعات کی پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کیطرف سے تاکید شدید ہی یہ حکم ہی کہ جو کچھ تم خود کھاؤ وہ اونکو
کھلاؤ جو پہنو وہ اونکو پہناؤ اور جو کام اونپر گران ہو اسکی تکلیف اونکو نہ دو محنت کے کامون مین اونکے ساتھ شریک
ہو کر وہ کام کرو تنہا اونھین سے ایسا کام نہ لو اونپر بیجا کسی تہمت نہ لگاؤ اونکو مارنا نہ چاہیے اگر کوئی
غلام کو مارے تو کفارہ اوسکا یہ ہی کہ اوسکو آزاد کر دے ورنہ مالک کو [illegible] کا ہوگا اگر [illegible]

لا یقولن احدکم عبدی وامتی کلکم عبید اللہ وکل نساءکم اماء اللہ ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتای وفتاتی

انتہی یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ نہ کہے کوئی تم مین یہ الفاظ بندہ میرا بندی میری

تم سب اللہ کے بندے ہو اور سب عورات تمھاری خدا کی بندیان ہین لیکن یہ کہو کہ غلام میرا اور

چھوکری میری اور چونکہ لفظ عبد اور امت کا مفہوم متضمن ہے معنی غایت تذلل کو اور وہ مخصوص ہے

صرف باللہ تعالی کے اسلئے ان الفاظ کے استعمال سے نہی فرمائی گئی اور جو معانی ہین کہ انکا

استعمال مین لایا جاتا تھا اون معانی کے استعمال کے واسطے جو اور الفاظ تھے انکی اجازت دی گئی پس

امر جواز اسکے برخلاف اگر کوئی مجتہد کہی تو وہی ہے تو یہ اجتہاد مقابلہ نص ہے کہ بموجب مسلمہ

مسائل اصول مردود ہے اور مآل ومسکا اسکے مثل عقد ورسیجا جاویگا تنبیہ اس تقریر سے مجتہد عالی قدر کے

غور کرنا چاہیے کہ اس سے صاف نسبت اشراک باللہ کی تجویز مین استرقاق کی نسبت ظاہر ہے حالانکہ خود

باعتراف مجتہد سب انبیاے کرام مجوز اسکے رہے ہین خود مجتہد کا یہ دعوی ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم تا

باتباع رسم جاہلیت مجوز استرقاق رہے پس ظاہر ہوا کہ عقیدہ مجتہد کا یہ ہے کہ نبی آخر الزمان محمد صلی اللہ علیہ وسلم

صرف دو سال و چند ماہ اواخر عمر مین اشراک باللہ سے محفوظ رہے باقی تمام عمر انکی اشراک باللہ مین گذری

واہ کیا خوب حمایت اسلام کی فرمائی ودیتی جبر دخود شمع سیت قال آزادی جو ہر ایک

انسان کا قدرتی حق ہے غلامی ٹھیک ٹھیک اسکو برباد کرنے والی ہے انتہی اقول ہم نہین

سمجھے کہ قدرتی حق سے کیا مراد ہے اور یہ حق کس پر ہے اور یہ حق کیسا ہے آیا کسی جرم سے زائل بھی

ہو سکتا ہے یا نہین اور انسان اس حق کا استحقاق کس سبب سے رکھتا ہے اور یہ استرقاق منافی ہے

یا نہین ہے ان سب امور کی تفصیل کیجیے مجمل باتون سے کچھ فائدہ نہین حاصل ہوتا قال قدرتی حقوق کا

برباد کرنا اعلی ظلم اور نہایت ناانصافی ہے انتہی اقول یہ قولہ برہانی ہے اور ملت اسلام مین مسلم ہے اور اس

کلیہ پر بہت مسائل متفرع ہین چنانچہ یہ مسئلہ اوسی بنا پر مبنی ہے کہ غلامی مبنی ہے اور پر برباد کر دینے

حق اصلی اور اختیار کفر وشرک کے کہ اکبر الکبائر اور ظلم عظیم ہے لا تشرک باللہ ان الشرک لظلم

عظیم اور جبکہ مرتکب اس ظلم عظیم کے ہوئے تو خود اونھون نے اپنی حریت آپ برباد کردی

مصنف کے حکم ملا ہو گا عذر اجم توریت ہین حسب تصریح مذکورہ بالا اسکے مذکور ہو رجا بنیا اللہ ہوا اور
وہ خدا کی طرف سے ہو تو اوسکو قبیح لذاتہ سمجھنا سراسر ممنوع ہے اِنَّ اللّٰہَ لَا یَأْمُرُ بِالْفَحْشَاءِ قُلْ اِنَّمَا حَرَّمَ
رَبِّیَ الْفَوَاحِشَ مَا ظَہَرَ مِنْہَا وَمَا بَطَنَ وَالْاِثْمَ وَالْبَغْیَ بِغَیْرِ الْحَقِّ یَنْہٰی عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْکَرِ
الآیۃ صفحہ ۸۲ جلد دوم تہذیب الاخلاق مطبوعہ ۱۵ جمادی الاولی ۱۲۸۸ ہجری مین خود مصنف
لکھتے ہین کہ پہلے اس قانون قدرت کے مخالف کا کچھ تدارک کیا ہی نہ ہم نے اوسکو جائز رکھا یعنی
نے اوسکی نسبت ایک حرف بھی نہین کہا اسی مین کہتا ہون کہ توریت سے واضح ہی کہ ابراہیم علیہ السلام نے بھی
اوسکو جائز رکھا ہے دیکھو قصہ سارہ و ہاجرہ پس یہ سمجھنا چاہیے کہ ابراہیم سے لیکر عیسی علیہ السلام تک سب انبیاء علیہم
الصلوۃ والسلام اوسکو جائز رکھا پس تین حال سے خالی نہین کہ جناب ابراہیم علیہ السلام سے لیکر عیسی علیہ السلام تک
جسقدر انبیای کرام گذرے اونکو قانون قدرت پر جسقدر بھی علم تھا جسقدر کہ جناب سید احمد خان صاحب کو ہی یا عمداً اونسے
گناہ ہوے کہ جو جنس معاصی ہے تحلیلی کی ہے اور فی نفسہ بھی ناپاک اور قبیح لذاتہ ہی اور اوسکے قلع قمع کیواسطے انبیا مبعوث ہوتے ہین یا یہ کہ
سید احمد خان صاحب ہی نے غلط کہا ہین شق اول و ثانی تو ہرگز لائق تسلیم کے نہین کیونکہ اگر اوسکو تسلیم
کیا جاوے تو قطع نظر اور قباحتون کے زوال عصمت اور جہل انبیاء علیہم السلام لازم آتا ہے بلکہ خود صد ہا معاصی کہ خلاف قانون قدرت ہین عائد ہوگا
کہ انبیاء علیہم کو جبکہ ان کا مخالف قانون قدرت و قبیح لذاتہ کے ارتکاب سے ممانعت فرمائی بر خلاف اوسکے اپنی
کتاب واجب الاتباع مین اوسکا امر فرماتا ہے اگر قانون قدرتی پر عمل کرین تو بسبب مخالفت امر تشریعی کے مستوجب
التعزیر ہین اور اگر کتاب واجب الامتثال پر عمل کرین تو بسبب مخالفت قانون قدرتی کے اقبح
القبائح اور کبیرہ کے مرتکب ٹھہرتے ہین کیونکہ قانون قدرت ہی کہ جسکا قانون کے فرمان واجب الاذعان ہی بر خلاف
ہی اور جب دونون شقین باطل ہین تو بداہۃً شق ثالث ہی متعین ہی کہ اسی شق کے اختیار کرنیکا الزام
ہی ٹھہرتا ہے کہ جناب سید احمد خان [illegible] توہمات و خیالات [illegible] خان
مذکور بہتر تھا کہ [illegible] تنبیہ مدار سب توہمات مصنف کا اسپر ہی کہ ازالہ امر فطری کا گناہ
حالانکہ یہ سراسر وہم اور غلطی ہے البتہ [illegible] اور بوجہ ایسا امر جائز نہین اور بغیر [illegible] شرعیہ جائز بلکہ
دیکھیے جوارح جسمانی اور [illegible] انسانی امور فطریہ ہین اور ازالہ اونکا بلا وجہ جائز نہین بلکہ [illegible]

لئی مملوک ایسے ہوں کہ باہم قرابت رکھتے ہوں تو اونکو ایک دوسرے سے جدا نہ کرے اگرچہ ستر مرتبہ ایک دین
خدا کو ہے تو برابر درگذر کرے اور یہ سب امور احادیث صحیحہ سے ثابت ہیں ترمذی اور ابن ماجہ نے
روایت کی ہے عن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ عن النبی صلعم لا یدخل الجنۃ سیئ الملکۃ
یعنی نہ داخل ہوگا بہشت میں وہ شخص جو بد خلقی کریگا اپنے مالک سے ابو داؤد نے رافع سے روایت کی ہے
ان النبی صلعم قال حسن الملکۃ یمن و سوء الخلق شوم فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص اپنے
مالک سے نیک خلقی کرتا ہے وہ مبارک ہے اور جو بد خلقی کرتا ہے وہ بدبخت ہے مجتہد از راہ کمال سہو فرماتے
ہیں کہ یہ سب باطل اور دھوکا ہے العیاذ باللہ حاصل اونکی تقریر کا یہ ہے کہ غلام بنانا قبیح لذاتہ اور بالذات
گناہ ہے اور یہ روایات جنکی پیغمبر علیہ السلام نے تاکید شدید کی سو جب زوال اوس قبح ذاتی کے نہیں ہو سکتیں
جیسا فرماتے ہیں کہ حسن الملکۃ یمن مجتہد دہر بر خلاف اوسکے کہتے ہیں کہ غلامی خود فی نفسہ گناہ ہے
کہتا ہوں کہ یہ سراسر غلطی مصنف کی ہے اور باعث اس غلطی کا تقلید پادریان اور ناواقفی علم اصول
سے ہے اونھوں نے نہ سمجھا کہ جو چیز کہ لذاتہ قبیح اور گناہ ہے کسی شریعت برحق میں کبھی جائز نہیں ہو سکتی مثلاً
شرک کبھی کسی شریعت میں جائز نہیں ہوا حالانکہ خود مصنف صفحہ ۱۰ پر توریت کے سفر لاویان باب ۲۵
درس ۴۴ لغایت ۴۶ کے مطابق حکم خدا کا بعبارت فارسی نقل فرماتے ہیں اوسکا ترجمہ اردو میں
بائبل مطبوعہ ۱۸۶۹ء مطبع مرزاپور سے لکھتا ہوں تمہارے غلام اور تمہاری لونڈیاں جنہیں تم رکھو
چاہیے کہ اُن قوموں کی ہوں جو تمہارے آس پاس رہتی ہیں تم اونہیں سے غلام لونڈیاں مول لیا اور
اون اجنبیوں کے لڑکوں میں سے بھی جو تم میں بود و باش کرتے ہیں اور اونکے گھرانوں میں سے جو تمہاری زمین
میں پیدا ہوتے ہیں مول لیجیو وہ تمہاری ملکیت ہونگے اور تم انہیں میراث کے طور پر رکھو کہ تمہارے بعد
تمہارے لڑکوں کی میراثی ملکیت ہوویں وے ابد تک تمہارے بردے ہیں لیکن تم اپنے بھائیوں سے جو
بنی اسرائیل ہیں ایک دوسرے پر سختی کر کے خدمت مت لو انتہی اور تبیین الکلام میں خود مصنف بہت اصرار سے
عدم تحریف میں اور بہت ہی شد و مد سے دعوی کرتے ہیں کہ وہ مضامین جو خدا تعالی کیطرف سے جناب
موسی علیہ پر نازل ہوئے ہیں بلا تحریف و تبدیل کتب بائبل میں موجود ہیں پس واضح ہوا کہ مطابق اعتقاد

صاف غلط ہی کونسی قوت جاتی رہتی ہی حواس ظاہری و باطنی مین کچھ فرق نہین آتا جوارح معانی
جاتے نہین رہتے صانع قدرت نے جس کام کیواسطے آدمی کو پیدا کیا ہی کوئی چیز اوسکی مانع نہین ہوتی ہان
ال و متاع دنیوی زائد از حاجت اصلیہ پہنچنے واسطے جمع نہین کرسکتا اور اسراف کی قدرت نہین رکھتا
سو یہ دونون امر منافی قانون قدرت نہین اگر غور کیجیے تو حالت اونکی بہ نسبت محبوسان حبس دوام کے
بموجب بابت ششم پنیل کوڈ کے محبوس ہوتے ہین ہزاران ہزار درجہ بہتر ہوتی ہی **قال** محنت اور مشقت
اٹھانے کی قوت جو خدا نے انسان مین اس مراد سے پیدا کی ہی کہ انسان اپنی ترقی اور بھلائی کے لیے
صرف کرے غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہی کیونکہ اونکی کوئی محنت اونکے لیے نہین انتہی **اقول**
اگر وہ بھلائی اور ترقی مراد ہی جسکے واسطے انسان پیدا ہوا ہی تو سب تقریر مصنف کی غلط محض ہی اونکی
نسبت جسقدر ریاضت و عبادت مین اونکی محنت و مشقت ہوگی ہر آئینہ انھین کی ترقی اور بھلائی کی
باعث ہوگی نہ کسی دوسرے کی اور اگر ترقی اور بھلائی دنیوی جو تمامتر مطمح نظر مصنف اور مقصود بالذات
اونکی ہی مراد ہی تو یہ قول مصنف کا کہ محنت و مشقت الی قولہ انسان اپنی ترقی اور بھلائی کے لیے
صرف کرے انتہی قطعاً ممنوع ہی اگر مصنف اسپر کوئی دلیل عقلی یا نقلی رکھتے ہون تو پیش کرین محض ہمیات
سے کچھ کام نہین چلتا مدعا کے اثبات پر لانا برہان کا ضرور ہی **قال** محبت اور الفت جو انسان کی
زندگی کی جان ہی اور جسپر دین و دنیا دونونکی بھلائی منحصر ہی غلامی کی حالت مین بالکل مفقود ہو جاتی
ہی انتہی **اقول** کلیتہً غلط ہی نا آشنائی اور غیریا قومی خاصہ غلامی کا نہین مقتضائے طبیعت بعض نا اہلون کا ہی
چنانچہ بہت آزاد اس طبیعت کے موجود ہین علاوہ بران کمال انسانی تو محبت خالق اور ربانی دار آخرت
مین ہی اور یہ ہین دین و دنیا کی بھلائی منحصر ہی اور یہی انسان کی زندگی کی جان ہی جب یہی متیسر
ہو گئی تو بعد غلامی کے اگر دوسری محبت و الفت مفقود بھی ہو جاتی تو ہو جاتی دوسرے یہ کہ اسپر
بہشت جسکی پشت ... عقلا کی تہذیب اور ... جسکے آپ معتقد ہین اونکے تواریخ پر
نظر فرمائیے کہ عیسائیان فرنگ بھی اپنی بھلائی کے لیے کچھ محبت نہین کرسکتے **قال** جو لطف اور سرور
محبت ازدواج سے پیدا ہوتا ہی وہ بھی غلامون کو حاصل نہین ہوتا انتہی **اقول** یہ بھی محض غلط ہی

جہاں دو موقع اصل کے واجب ہی اور اسطرح پر غلامی کو جو قبیح لذاتہ ٹھہرایا ہی وہ بھی خطا سے فاش اور کھلی ہوئی
غلطی ہی کیونکہ قائل اوسکا کسیطرح پر بسبب مخالفت دلائل شرعیہ کے معذور نہیں ہوسکتا **قال** غلامی تمام
اخلاق انسانی کو خراب کرنیوالی ہی انتہی **اقول** ظاہرا مصنف کے نزدیک وہ اخلاق کہ جن پر بطور
سزا کے غلامی متفرع ہوئی اور وہ اخلاق مقارن حریت از قسم اخلاق پسندیدہ تھے اگر مصنف ذرا بھی غور
کرتے تو ہرگز ایسا نہ لکھتے بالبداہت واضح ہی کہ غلامی مصلح اخلاق ردیہ ہی نہ مخرب اخلاق صالحہ **قال**
غلاموں کی حالت اور اونکی عقل اور عادات انسانی حالت سے تنزل کر کر حیوانی حالت میں آجاتے ہیں
انتہی **اقول** ظاہرا وہ حالت جسپر غلامی متفرع ہوئی ہی مصنف کے نزدیک حالت ترقی ہی اور یہ قول مصنف کا
بالبداہت غلط ہی اور خلاف مشاہدہ ہی از روے اخبار صحیحہ کے ثابت ہی کہ عقل و عادات و اخلاق غلامان
صحابہ مصطفے صلے اللہ تعالیٰ کے حاوماں آزاد بلکہ خود مصنف صاحب سے بھی بدرجہا اچھے تھے اور مصنف جو بیان
فرماتے ہیں کہ یہ آیت ان ہم الا کالانعام بل ہم اضل سبیلا کسکی مذمت میں نازل ہوئی ہی آیا
غلاموں کی مذمت میں یا مالکوں کی قرآن مجید میں خدا تعالیٰ جنکو حیوان خصال فرماتا ہی وہ لوگ مملوک تھے
پس جاننا چاہیے کہ حیوان خصالی غلامی کو لازم نہیں بلکہ بسا اوقات غلامی باعث اسکی ہی کہ آدمی کو
حیوان خصالی سے نکال کر داخل صفات کمالیہ انسانی کر دے عجب اللہ من قوم یقادون الی الجنة
بالسلاسل مگر سخت مشکل یہ ہی کہ مصنف ابھی تک یہ بھی نہیں جانتے کہ کمالات انسانیہ کیا ہیں اور
خصالات حیوانیہ کیا ہیں تہذیب اخلاق کیا ہی تخریب اخلاق کسکو کہتے ہیں عقل کیا چیز ہی اور وہم
کیا ہی ؏ خسہا ست وانگون وارند قوم **قال** اور جو لوگ غلام بناتے ہیں وہ جبرا اور ناانصافی سے
انسان کو جو اشرف المخلوقات ہی تنزل کی حالت میں ڈالتے ہیں **اقول** شرف انسانی کو تو خود
بعضوں نے پہلے ہی زائل کر دیا اور اپنے اوپر خود ظلم کرکے مرتبہ انسانی سے پہلے ہی تنزل میں گر گئے
اسی سبب سے تو اونپر یہ سزا تجویز ہوئی وما ظلمناہم ولکن ظلموا انفسہم **قال** غلامی کی جائز
رکھنے سے تمام قدرتی قوی جنکو خدا نے وسیلہ ترقی بنایا ہی معطل و بیکار رہ جاتے ہیں اور اونکی حالت
بلحاظ اونکی ترقی کی جنکی ترقی کرنا قدرت بنانیوالے قادر مطلق کی مرضی ہی بالکل ہوتی ہی **اقول**

قال اونکا ازدواج وحشی جانورون کے ازدواج سے کچھہ زیادہ رتبہ نہین رکھتا **اقول** یہ بھی غلط اور ناپید باطل ہی **قال** اولاد کی محبت اور اونکی پرورش کا جوش جتنا جانورون مین ہی غلامون مین اتنا بھی نہین ہوتا **اقول** صریحا غلط ہی پرورش اولاد اور جوش محبت خصائص حیوانیہ ہی اور وہ غلامی اور آزادی پر منحصر نہین لیس یہ قول بھی مصنف کا محض غلط اور خلاف مشاہدہ ہی **قال** غلامون مین ولولہ ہمدردی کا کسی یہانتک کہ اپنی اولاد سے بھی مطلق نہین ہوتا انتہی **اقول** سراسر مغالطہ اور غلط ہی اکثر موقع پر غلامون نے ہمدردی مین اپنے آقاؤن کیلئے ایسے کارنمایان کیے ہین کہ آزادون سے نہین ہوسکتے مشہور خبر ہی اور چند برہوا ہی اخبار مطبع مین طبع ہوئی ہی کہ بعض بلاد مین ہرسال صدہا بچہ نوزائیدہ سڑکون پر پائے جاتے ہین اون جزائر مین جو یہ صفت ہمدردی کی اور محبت اولاد کی ہی کیا وہ بھی لونڈیان ہی ہین **قال** بیوفا ہونا اوسکی ایک مشہور صفت ہوجاتی ہی **اقول** تعجب ہی کہ دعوی ترک تقلید کا اور تقلید یہانتک کہ افواہ عوام کی تقلید کی بناپر استدلال یہ کہنا کہ بیوفائی ایک مشہور صفت غلامی کی ہوجاتی ہی محض مغالطہ بلکہ بیہودہ ہی اور اگر مصنف اصل مین غور کرتے تو سمجھہ لیتے کہ صد ہا استرقاق استدادًا سزا بیوفائی ہی کی ہی کہ جب عہد فطری کو توڑکر غایت درجہ کی بیوفائی اختیار کی تو مستوجب سزای استرقاق کے ہوگئے **قال** مالکیت ایک قدرتی خوشی ہی وہ غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہی **اقول** مالکیت کسکی خوشی ہی اور کسکی صفت ہی کچھہ سوچ سمجھہ کر فرماؤ اور کب بالکل معدوم ہوتی ہی کلیہ بھی ایکا اوپر اصول اہل اسلام کے سراسر غلط اور ناواقفی ہی مسائل اصول سے فلا بطل الرق بالکلیۃ النکاح والحقوق واللہ نہایت تعجب ہی کہ جناب مصنف اس قانون قدرت کو غلامان شرعی کیطرف بہ دلیل توبہت کام مین لارہے ہین مگر محبوسان قید فرنگ کی نسبت ایک اعتراض بھی اس قانون قدرت کی بناپر زبان پر نہین لاتے **قال** چونکہ غلام بجز روٹی کھانے اور کپڑا پہننے کے اور کوئی حقوق دنیا مین اپنے لیے نہین رکھتے اسلیے وہ اون تمام حقوق سے جو خدا نے ایک انسان کو دوسرے پر دلیے ہین ناواقف رہتے ہین **اقول** کیا خوب قضیہ شرطیہ ہی کہ مقدم کو تالی سے ربط ضرور لازم نہین اوسکو لزوم سے بو سے بھی ربط نہین رکھہ سکتا اگر اتفاقیہ کہون تو وہ کلیہ بھی صحیح نہین البتہ جزیہ اتفاقیہ

دیہاتی ہے مگر اس معاملہ خاص میں دامن اسلام اس سے بری کی گئی ہے تاکہ تو پہچانے بلکہ بیع
یہ امر سخت ممنوع ہے اور ہرگز سائنہین نہ دیکھتا ہے جسکے ہیں چاہیے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اپنے لوگوں پر لعنت کرتے ہیں عن ابی موسیٰ قال لعن رسول اللہ صلعم من فرق بین الوالدة
وولدها وبین الاخ وبین اخیه رواه ابن ماجة والدارقطنی لعنت کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے اوسپر جو تفریق کرے درمیان ماں باپ اور اوسکے بیٹے کے اور بھائی اور بہن کے عن ابن مسعودؓ
قال کان النبی صلعم اذا اتی بالسبی اعطی اهل البیت جمیعا کراهیة ان یفرق بینهم رواه
ابن ماجة تھے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کہ اونکے پاس قیدی آتے تھے ہوتے اسوقت تو حکم فرماتے
گھر والوں کو یکجا دیا کرتے تھے بسبب اس کے کہ برا جانتے تھے اس بات کو کہ تفریق کریں اونکے درمیان
عن ابی بکر الصدیق قال قال رسول اللہ صلعم لا یدخل الجنة سیء الملکة قالوا یا رسول الله
الیس اخبرتنا ان هذه الامة اکثر الامم مملوکین ویتامی قال نعم فاکرموهم ککرامة
اولادکم واطعموهم مما تاکلون قالوا فما ینفعنا من الدنیا قال فرس ترتبطه تقاتل علیه
فی سبیل الله ومملوک یکفیک فاذا صلی فهو اخوک رواه ابن ماجة فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ
نے کہ داخل نہوگا بہشت میں جو اپنے مملوکوں کے ساتھ برائی سے پیش آتا ہو کہا لوگوں نے اے رسول اللہ کیا
آپنے خبر ہمکو نہیں دی تھی کہ اس امت کے پاس غلام اور یتامی بہت ہونگے کہا ہاں پس چاہیے کہ اکرام کرو
اونکا مانند اکرام اپنی اولاد کے اور کھلاؤ اونکو اوس چیز میں سے کہ تم کھاتے ہو کہا لوگوں نے کیا
چیز ہے دنیا کی جو ہمکو نفع دیتی ہے فرمایا کہ گھوڑا جسکو باندھ رکھو جہاد کرتا ہوا اوسپر خدا کی راہ میں اور غلام کہ
کفایت کرے تمکو پس جسوقت کہ نماز پڑھے تو وہ تیرا بھائی ہے عن ابی ایوب قال سمعت رسول الله
صلعم یقول من فرق بین والدة وولدها فرق الله بینه وبین احبته یوم القیمة رواه
الترمذی والدارمی جسنے تفریق کی درمیان والدہ اور اولاد کی تفریق کریگا اللہ اوسمیں اور اوسکے
یاروں میں قیامت کے دن عن علی قال وهب لی رسول الله صلعم غلامین اخوین فبعت
احدهما فقال لی رسول الله صلعم یا علی ما فعل غلامک فاخبرته فقال رده رده رواه الترمذی

ماشاء و کلا بلکہ ایک لمحہ کے لیے بھی یہ بات نہیں مانی جاسکتی کہ پیغمبر خدا کی طرف سے اور وہ لوگ
اوسی پر ایسے امور جائز ہوں **اقول** دنیا میں جو صاحبان حق و ایمان ہیں قائل انبیاء علیہم السلام اور اونکے
اتباع اور دیگر حکماء نامی ہیں اونکے نزدیک تو استرقاق جو بموجب قواعد شریعت کے کسی بھی طرح سے خلاف
تجویز نہیں دیکھو حضرت ابراہیم علیہ السلام بلکہ شروع دنیا سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک بہ قول مجتہد دیسرتی بامر جائز
ٹھہرایا گیا اور اوپر بنا ہی جواز استرقاق کے } جواز رو نص صریح تراجم توریت مقدس تو سفر احبار
باب ۲۵ درس ۴۴ لغایت ۴۶ جسکو خود مصنف نے صفحہ ۱۱ میں نقل کیا ہے اور نہ کبھی اوس کو تا ایندم
کسی نبی نے تکذیب توریت کی نہیں کی خود مصنف تبیین الکلام میں تراجم توریت کو از ابتدا صحیح
اور سچا مانتے ہیں اور جواز استرقاق کی بابت اب تک او منسوخ بھی توریت کی تکذیب نہیں کی اور سب احکام تمام
تراجم کو سالم از شائبہ تحریف و تبدیل سچا قرار دیتے رہے اب جو یہ فرماتے ہیں کہ ایک لحظہ کے لیے
الخ صاف تناقض کلامی ہے وہ کیسا لحظہ ہے کہ روز تالیف تبیین الکلام سے ۱۸۶۲ میں رسالہ الہذا کے تحریر تک تھا
تمام ہو چکا تھا وہ کیسا لحظہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام بلکہ شروع دنیا سے اب تک ختم ہو چکا کیا انبیاء سے بنی اسرائیل
توریت مقدس کو جھوٹا جانتے تھے کیا وے اس درس کے برابر تکذیب کرتے رہے ہیں یعنی
بطور فرض محال کے یہ بات فرض کی کہ بسبب زعم فاسد میں جواز استرقاق از رو قرآن کے
منسوخ ہوگیا لیکن تا روز نزول قرآن تو کئی ہزار برس توریت مقدس کے نزول کو گذر چکے تھے اور
سب دنیا کے اہل ایمان اور اہل عقل سے یہاں تک کہ خدا سے یعنی بانی بھی اس حکم جواز استرقاق پر
کچھ اعتراض اور عذر نکیا اور اس بناپر کسینے اس مدت مدید تک ملت موسیٰ علیہ السلام کی نسبت نہیں کہا
کہ یہ ملت جھوٹی ہے اور خدا کی طرف سے نہیں جیسا کہ مصنف فرماتے ہیں پس ظاہر ہوا کہ یہ تقریر مصنف
کی سراسر مغالطہ اور بیدلیل محض صرف تقلید بعض بیدینوں جاہلوں کی ہے اور خود مصنف کے
تفسیر سچائی کے برخلاف ہیں اگر لفظ دنیا اور اہل دنیا کو اون معانی پر محمول کیا جاوے جو مصرعہا
مرقومہ ذیل میں مراد ہیں تو یہ قول مصنف کا ہمکو بسر و چشم قبول ہے اور ہم خود اول مدعی
اوسکے ہیں ع چیست دنیا از خدا غافل بدن ع اہل دنیا کافران مطلق اند ع ہست ...

کہ مجتہد وہ ہے جو زبان عربی سے کہ علم اوسکا رکن اجتہاد ہے محض ناواقف ہیں اور باوجود اس نادانی کے
دعوی اجتہاد اونکا اور مخالفت اجماع کا کرتے ہین قال پیغمبر نے کسی کلمہ کو ادا فرمایا کہ ما احل اللہ
شیئا علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق اور یہ ساتھ نہ بتایا کہ بردہ چہ کوئی چیز غلام آزاد
کرنے سے زیادہ پیاری نہین ہے اقول ہمکو اسمین کچھ گفتگو نہین کہ آزاد کرنا بردہ کا عمل خیر
اور موجب ثواب ہے لیکن ہم اس حدیث مین جو مصنف نے نقل کی کلام کرتے ہین کہ یہ حدیث کہان سے
نقل کی اسکی سند لکھنی چاہیے تھی ایسا ہی مین وہ مدعی اجتہاد ہین اور برخلاف اجماع امت محمدیہ کے اپنی
طبیعت سے مضمون بنا کر پیش کیا ہے پس ہم اونکا ایسا مطلق العنان سمجھتے ہین کہ بنا فتوی کے
ضعیف و موضوع اخبار سے استدلال کر سکین بلکہ ہر دعوی پر دلیل اور ہر دلیل کی سند قوی طلب کرتے ہین
قال ایک قیدیون کی نسبت خدا نے صاف فرما دیا اما منا بعد و اما فداء اگلی آیت کی ہے یعنی بلا
کر کریا فدیہ لیکر چھوڑ دو انتہی اقول اس آیت کا ایک حرف بھی مصنف نہین سمجھے اور جو انہون اس آیت سے
استدلال کیا تمامتر بے بنا و نفی لغات عرب کی ہے بحث اسکی آگے آویگی قال مصنف کی لڑائی
مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منادی کرا دی کہ جتنے غلام ہمارے پاس چلے آوین وہ سب آزاد ہین
انتہی اقول کیا آفت ہے کہ جب استدلال کرتے ہین تو اصلا خیال خبر صحیح و غیر صحیح کا نہین فرماتے مصنف
فرماوین کہ یہ مضمون کس کتاب سے نقل کیا اور وہ کتاب اونکے نزدیک معتبر ہے یا نہین اگر کسی کتاب معتبر سے یہ
مضمون نقل کیا ہے اگر ہم اوسے سند لاوین تو تسلیم کرینگے صحیح یا نہین اگر نہ کرینگے تو لیتے حق ہین کیون اوسکو
مستند مشہور لاتے ہین علاوہ بران اس سے کچھ مدعا اونکا نہین ثابت ہوتا کیونکہ جو کنیز و غلام کفار کے اگر
مسلمان ہو کر دار اسلام مین آجاوین بلاشبہ آزاد ہو جاوینگے اور ملک کفار سے نکل جاوینگے پس دلیل انکے
ثبت مدعا مصنف نہین لیکن وہ اوسکو اپنے مفید مدعا سمجھنا صریح خوش فہمی مصنف کی ہے قال یا انہ
مسلمانون کی یہ بدبختی تھی کہ امت کے عالمون نے اپنی قدیم رسم کی غفلت مین اسپر خیال کیا انتہی اقول
جس امت محمدیہ کے حق مین خدا تعالی فرماتا ہے کنتم خیر امة اخرجت للناس وکذلک جعلناکم
امة وسطا لتکونوا شهداء علی الناس جسکے حق مین پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہین

اسیطرح پر آدمی صورت بہایم سیرت بوقت استیلا کے مملوک ہوجاتا ہے لیکن کفر و شرک بعلت سوال
حرمت حریت ہے اور مغلوب اور مستولی ہوجانا سبب مالکیت ہے اور یہی اصل عقلی ہے کہ جسپر شارع نے
بناء رقیت قایم کی ہے اور اون اصول سے کہیں تجاوز نہیں کیا گیا نہ ابتدای اسلام میں نہ اب
جب امر ظاہر ہوا تو اب ہم اقوال مجتہد دہریہ پر توجہ کرتے ہیں **قال** زمانہ جاہلیت میں کسی صورت سے
انسان لونڈی غلام بنائے جاتے تھے چنانچہ اوسکی تفصیل یہ ہے اول وہ لوگ جو اپنے تئین بیچ ڈالتے
تھے **اقول** یہ بات ثابت نہیں شاید ایسا ہوتا ہو مجتہد دہر کو یقین ہے یہ بات ثابت ہوئی ہوگی تحقیقی
ہم یہ کہتے ہیں کہ قول غیر ثابت کو ہم کسیطرح تسلیم نکرینگے اور عہد اسلام میں تو ایسے رقیت کا ہم
قطعی انکار کرتے ہیں اگر مجتہد صاحب کے پاس کچھ وجہ ثبوت اسکی ہو تو پیش کریں **قال** دوم وہ صغیر
السن لڑکے لڑکیاں جو اونکے باپ سے خرید لیجاتی تھیں **اقول** ایسے استرقاق کو پیغمبر
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہرگز جایز نہیں رکھا بلکہ بمجرد اطلاع پانے کے حکم اونکے آزاد کرنیکا نافذ
فرمایا چنانچہ ابوداود نے جو حدیث اس باب میں نقل کی اوس سے ہمارے بیان کا ثبوت ظاہر ہے

عن سلامة بنت معقل امرأة من خارجة قيس عيلان قالت قدم بي عمي في الجاهلية فباعني
من الحباب بن عمرو اخي ابي اليسر بن عمرو فولدت له عبد الرحمن بن الحباب ثم هلك فقالت
امرأته الآن والله تباعين في دينه فاتيت رسول الله صلعم فقلت يا رسول الله اني امرأة من
خارجة قيس عيلان قدم بي عمي المدينة في الجاهلية فباعني من الحباب بن عمرو اخي ابي اليسر بن عمرو
فولدت له عبد الرحمن بن الحباب فقالت امرأته الآن والله تباعين في دينه فقال رسول الله
صلعم من ولي الحباب قيل اخوه ابو اليسر بن عمرو فبعث اليه فقال اعتقوها فاذا سمعتم برقيق
قدم علي فأتوني اعوضكم منها قالت فاعتقوني وقدم على رسول الله صلعم رقيق فعوضهم
مني غلاما سلامہ بنت معقل سے جو ایک عورت تھی قبیلہ خارجہ قیس غیلان سے روایت ہے کہ کہا اوسنے
کہ میرا چچا مجھکو زمانہ جاہلیت میں لایا اور بیچ ڈالا اوسنے مجھکو حباب بن عمرو بھائی ابوالیسر بن عمرو کے
ہاتھ پس جنے میں نے اوس سے عبدالرحمن بن حباب کو پھر حباب مرگیا پس کہا حباب کی عورت نے کہ

اللہ تعالیٰ سے ان امۃ انتم خیرہا واکرمہا علی اللہ تعالیٰ اور جنکے اکابر اور علما کے حال سے
خدا اپنی کتب مقدسہ مین خبر دیتا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ
تَرَاهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَبْتَغُونَ فَضْلًا مِّنَ اللَّهِ وَرِضْوَانًا سِيمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِم مِّنْ أَثَرِ السُّجُودِ ذَٰلِكَ
مَثَلُهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَمَثَلُهُمْ فِي الْإِنجِيلِ كَزَرْعٍ أَخْرَجَ شَطْأَهُ فَآزَرَهُ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوَىٰ عَلَىٰ
سُوقِهِ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ لِيَغِيظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ مِنْهُم مَّغْفِرَةً
وَأَجْرًا عَظِيمًا اوس امت کو برا اور سعود کی نسبت لفظ نجدی کا زبان پر لانا اور اوسکے سب علما کو اگلے
پیرو رسوم جاہلیت کا کہنا مخالفت خدا اور پیغمبر خدا کے حکم کا ہے بالضرور قال اگر ہم صرف خدا اور
رسول کے حکم کی اطاعت کرینگے اور کسی مولوی ملا مجتہد فقیہ کی تقلید سے خالی ہونگے تو کہنا
ممکن ہے اس مسئلہ کی خوب تحقیق کرینگے اقول اکرم بما قالہ اطال اللہ بقاہ الخبان اللسان سوای انکہ
ہمزبانی از دل کہ عاشق ست ۔ طوطی الک از زبان تو با دل موافق ست ۔ مگر جو کچھہ پیشتر ہم مین
بلحاظ علم و فضل و تفقہ و تورع جناب کی ہم وہی عرض کرتا ہون کہ جناب سامی کو بجز تقلید کے کچھہ چارہ
نہین فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ترسم نرسی بکعبہ ای اعرابی ۔ کین رہ کہ تو میروی
بترکستان ست ۔ ہم بھی آپکے تحقیق کی خوبی کا امتحان لیتے ہین آپکی ہر ایک دعوے کو جانچین گے
اور آپکی تحقیق کا ہر جگہہ اعلان کرین گے وباللہ التوفیق اور اسوقت اتنا اور بھی کہتے ہین کہ آپ
اکثر مقامات مین بیشک ایسے لوگون کی تقلید کرین گے کہ ائمہ مجتہدین مین بھی داخل نہین اور اسوقت
ہم آپکو جھک کر سلام کرین گے مگر ہم انشاء اللہ تعالی واسطے اتمام حجت کے قرآن و حدیث ہی سے
سند لاوینگے قال باب اول اس باب مین کہ قبل اسلام کے بھی کفار و مشرکین عرب مین غلامی کا
عام رواج تھا اور متعدد طرح سے لونڈی غلام بناتے تھے انتہی اقول یہان ایک بات لکھنا ضرور ہے
کہ ہم اوپر از روے قواعد عقلیہ اور نقلیہ کے ثابت کر چکے ہین کہ کفر و شرک سے عصمت حریت عزت
زائل ہو جاتی ہے اور آدمی مین وہ کمال کہ جسکے باعث وہ قابل تملک نہین ہے باقی نہین رہتا ہے بلکہ
بہایم مطلق العنان کے قابل تملک ہو جاتا ہے پھر جسطرح بہایم متعاوب ہوکر مملوک غالب کے ہو جاتے ہین

کہ یہ بات زمانۂ جاہلیت میں مروج ہو کہ بیچ و گرفتار کرنے کے مباشرت جائز رکھتے ہوں گو کہ بحسب ظاہر
اوسپر کوئی دلیل پیش نہیں کی مگر اسلام نے قبل از استبرا مباشرت جائز نہیں رکھی چنانچہ یہ بات روایات سے معلوم ہوتی
ہے بعض ان میں ابو داود میں ہے کہ عن ابی سعید الخدری ورفعہ انہ قال فی سبایا اوطاس لا توطأ حامل
حتی تضع ولا غیر ذات حمل حتی تحیض حیضۃ ابو سعید خدری سے روایت ہو اور پہنچایا اونہوں نے اوس
روایت کو آنحضرت صلعم تک پہنچا دیا کہ تحقیق پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سبایا اوطاس کے
حق میں کہ نہ مباشرت کیجاوے حاملہ جب تک کہ وضع حمل نکرے اور نہ غیر حاملہ جب تک ایک حیض سے فارغ ہولے
عن حنش الصنعانی عن رویفع بن ثابت الانصاری قال قام فینا خطیبا قال اما انی لا اقول لکم الا ما سمعت
رسول اللہ صلعم یقول یوم حنین قال لا یحل لامرئ یؤمن باللہ والیوم الآخر ان یسقی ماءہ زرع غیرہ یعنی
اتیان الحبالی ولا یحل لامرئ یؤمن باللہ والیوم الآخر ان یقع علی امرءۃ من السبی حتی یستبرئہا ولا یحل
لامرئ یؤمن باللہ والیوم الآخر ان یبیع مغنما حتی یقسم رویفع بن ثابت انصاری سے حنش صنعانی روایت کرتے ہیں
کہ کھڑے ہوے ہم میں رویفع بن ثابت خطبہ پڑھنے کے لیے کہا اونہوں نے کہ آگاہ رہو کہ میں نہیں کہتا ہوں
تمسے مگر جو سنا ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہ فرماتے تھے وہ روز حنین کے اونہوں نے فرمایا
کہ نہیں حلال ہے واسطے کسی آدمی کے جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہے یہ بات کہ دیوے اپنا پانی
غیر کی کھیتی کو مراد اسسے لیتے تھے مباشرت حاملہ عورتوں کی اور نہیں حلال ہے واسطے کسی آدمی کے
جو خدا اور قیامت پر ایمان رکھتا ہو کہ مباشرت کرے کسی عورت کے ساتھ سبایا میں سے جب تک استبرا نکرلے
اور نہیں حلال ہے واسطے کسی آدمی کے جو یقین رکھتا ہو خدا اور قیامت کے دن کا کہ بیچے وہ کوئی چیز
غنیمت کی جب تک کہ وہ تقسیم نہ ہوجاوے اس بیان سے ثابت ہے کہ دو اسلام سے تا بطریق امر زمانے
جاہلیت کی خواہ وہ عرب میں جاری ہوں یا نہوں کوئی طریقہ بجز بطریقہ استبرا کے جائز نہیں ہوا اور
باقی طرق اگرچہ اکثر اون میں سے عرب میں جاری ہی نہیں تھے مگر بالفرض اگر جاری بھی ہوں تب بھی اسلام
میں کبھی ان کا جواز نہیں ہوا بلکہ اگر کبھی ان میں سے کسی طریقہ پر پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع ہوئی
تو زجر او سکا انسداد عمل میں آیا۔ قال فرزدق شاعر زمانہ جاہلیت کا اپنے فخر میں بیان کرتا ہے زادہ

اسپر تو خدا کی قسم ہے کہ بیچی جاؤ گی چنانچہ قرضہ دین پس آئی مین پیغمبر خدا کے پاس پس کہا مین اے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم مین ایک عورت ہون قبیلہ خارجہ قیس عیلان مین سے سبب اچھا زمانہ جاہلیت مین
مجکو لایا میں چچا اپنے مجکو حباب بن عمرو بھائی ابوالیسر کے ہاتھ بیچا مین نے اور اس سے عبدالرحمن بن
حباب کو جنا پھر مر گیا حباب تو کہا حباب کی عورت نے کہ اب تو خدا کی قسم ہے کہ بیچی جاؤ گی بسبب اسکے دین مین
پس فرمایا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کون ہے حباب کا ولی یہ کہا گیا کہ اوسکا ولی بھائی اوسکا
ابوالیسر بن عمرو ہے پھر بلا بھیجا اوسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے پس فرمایا کہ آزاد کر دو اسکو
پھر جسوقت کہ تم سنو بات کہ کوئی رقیق میرے پاس آیا تو آؤ تم مین تمکو اسکے عوض اوسکو
دیدونگا کہا سلامہ نے پھر آزاد کر دیا اونہون نے مجکو اور آیا ایک رقیق پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے
پاس تو میرے بدلے مین انکو دیدیا ایک غلام یہانتک یہ امر خوب عیان ہے کہ وہ استرقاق بطور
ناجائز زمان جاہلیت مین ہوا تھا اوسکو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہرگز جائز نہین رکھا
بلکہ بجبر دریافت ہونے اوس حال کے حکم اوسکے آزاد کیا نافذ فرمایا **قال** سوم وہ صغیر السن لڑکے
یا لڑکیان جنکو کبھی ملک سے بھگا کر یا چورا کر لیا آتے تھے **اقول** یہ بھی جھوٹی بات ہے عرب مین اگرچہ شرک و
کفر کا عیب بہت بڑا تھا مگر اکثر افعال رذیلہ مثل سرقہ اور دغابازی وغیرہ کو بلحاظ اپنی شرافت اور
علو ہمت کے بہت برا اور نہایت معیوب سمجھتے تھے اور اسلام نے کبھی ایسا استرقاق جائز نہین رکھا **قال**
چہارم وہ جنکو بہ سبب قزاقی یا رہزنی کے طور پر پکڑ لاتے تھے **اقول** یہ بھی جھوٹ اور ایسا
استرقاق بھی کبھی اسلام مین جائز نہین ہوا **قال** پنجم دشمن کے ملک کا وہ آدمی جو لڑائی کے زمانہ مین
بلا امان خفیہ چلا آتا تھا اور گرفتار ہو جاتا تھا **اقول** اسکا حکم اور حکم اساری حرب کا واحد ہے
کیونکہ اسمین بھی سبب رقیت اور سبب ملکیت پائے گئے پس اس قسم کا استرقاق اسلام مین بھی بسبب
تطابق ضابطہ مذکورہ کے جائز ہے **قال** ششم وہ مرد و عورت بچے جو لڑائی مین قید ہوتے تھے
ایسی عورتون کے ساتھ مشرکین عرب بجبر و اونکے گرفتار کرنیکے مباشرت کو جائز اور درست سمجھتے تھے
اقول چونکہ یہ استرقاق مطابق ضابطہ نقلیہ و عقلیہ کے تھا لہذا اسلام نے بھی اسکو جائز رکھا اور شاید

لوگون کو سورہ براۃ سنکر منادی کی اور اسکی کہ حج کرے اس سال کے بعد کوئی مشرک اور نہ طواف کرے
بیت اللہ کا کوئی ننگا غور کیجیے کہ کس قدر تاکید و تشدد اور اعلان کے ساتھ یہ حکم جاری فرمایا گیا **قال**
دو بہنوں سے ایک ساتھ شادی کرنا **اقول** یہ امر صرف نبی پر رسم جاہلیت نہ تھا بلکہ بعض شرایع نبیہ میں
بھی جائز تھا اور جب ہماری شریعت میں حرام کیا گیا تو دیکھو کیسی صراحت سے حکم ممانعت نافذ ہوا وان
تجمعوا بین الاختین اور پھر جہاں کہیں ایسی صورت جمع بین الاختین کی دیکھی گئی تو اوسیوقت حکم جدا
کر دینے ایک کا صادر ہوا عن الضحاک بن فیروز الدیلمی عن ابیہ قال قلت یا رسول اللہ انی اسلمت
وتحتی اختان قال اختر ایتہما شئت رواہ الترمذی وابو داود وابن ماجۃ فیروز دیلمی کہتے ہیں
کہ میں نے کہا یا رسول اللہ میں اسلام لایا اور میرے نکاح میں دو عورتیں بہنیں بہنیں ہیں فرمایا کہ ایک کو ان میں سے
اختیار کر لے دیکھیے کیسا حکم صریح نافذ ہوا اور ابتداءً و انتہاءً ہرگز اوسکو روا نرکھا گیا **قال** باپ کی جورو کو
اپنی جورو بنا لینا **اقول** دیکھو کیسی صاف ممانعت وارد ہوئی ولا تنکحوا ما نکح اباؤکم اور پھر تاکید
شدید دیکھیے عن البراء بن عازب قال مر بی خالی ابو بردۃ بن نیار ومعہ لواء فقلت این تذہب
قال بعثنی النبی صلعم الی رجل تزوج امرأۃ ابیہ اتیہ براسہ رواہ الترمذی وابوداود براء بن
عازب کہتے ہیں کہ گذرے میری طرف کو ماموں میرے اور اونکے پاس ایک نشان تھا میں نے کہا کہ کہاں
جاتے ہو کہا کہ مجھکو بھیجا ہے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی پر کہ اوس نے اپنے باپ کی جورو کو نکاح
میں کر لیا تا کہ لاؤن میں اوسکا سر علاوہ بران یہ دستور کبھی شرفاء عرب میں جاہلیت میں بھی نہ تھا چنانچہ
بیان اسکا آگے آویگا **قال** متبنی کی جورو کو بعد طلاق کے بھی محرمات میں سے جاننا **اقول** اب دیکھیے
کیسی صراحت سے حکم نافذ ہوا اول ما جعل ادعیاءکم ابناءکم دوسرا فلما قضی زید منہا
وطرا زوجناکہا لکی لا یکون علی المؤمنین حرج فی ازواج ادعیائہم اذا قضوا منہن
وطرا **قال** یہ تمام رسمیں جاہلیت کی ایسی تھیں کہ زمانہ اسلام میں بھی جبتک امتناع نہیں آیا اوسپر عمل ہوتا
اقول یہ بھی غلط ہے کسی صحابی نے برہنہ ہو کر طواف نہیں کیا کسی نے باپ کی زوجہ سے نکاح نہیں کیا ہاں
ایک شخص نے جسکا تذکرہ روایت براء بن عازب میں ہے ایسا کیا تھا کہ اوسکے تدارک کا حکم اوسیوقت جاری ہوا

اونکے برتنوں میں مگر یہ کہ کچھ چارہ نپاوین پس اگر کچھ چارہ نپاؤ تو دھو ڈالو اونکو اور اوس میں کھاؤ
قال احرام کی حالت میں گھروں کے دروازوں سے گھروں میں نہ آنا اقول اگرچہ یہ امر شنیع لذاتہ نہیں
مگر پھر بھی اسلئے کہ پیشتر سے اہل اسلام میں رواج اسکا ہوا ہو پھر دیکھو کیسی تاکید سے اور کیسی تصریح سے
اوسکی ممانعت فرمائی لَيْسَ الْبِرُّ بِأَنْ تَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ ظُهُورِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَأْتُوا الْبُيُوتَ
مِنْ أَبْوَابِهَا اول تو اس فعل کو وہ اچھا سمجھتے تھے اسکی نسبت فرمایا کہ یہ فعل بھلائی کی قسم سے نہیں
بعد ازاں حکم فرمایا کہ گھروں میں دروازوں سے آو یعنی اوس فعل کو کہ اچھا نہیں ہے ترک کرکے یہ امر اختیار کرو
قال برہنہ ہو کر طواف خانہ کعبہ کرنا اقول اسکو بھی کبھی خدا اور خدا کے رسول نے جائز نہیں رکھا
مشرکین میں یہ رسم تھی مگر کسی مسلمان نے قبل از ہجرت بعد از ہجرت ایسا کیا اور کس تاکید اور کس اہتمام سے
اسکی ممانعت فرمائی گئی عن ابی ہریرة قال بعثنی ابو بکر فی الحجة التی امرہ النبی صلعم علیہا قبل
حجة الوداع یوم النحر فی رہط امرہ ان یؤذن فی الناس الا لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف
بالبیت عریان [illegible] ابوہریرہ کہتے ہیں کہ بھیجا مجھکو ابوبکر نے یوم نحر اوس حج میں کہ جسمیں اونکو
امیر کیا تھا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجة الوداع سے پہلے ساتھ ایک گروہ کے کہ آگاہ کریں
سب آدمیوں کو کہ اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کو نہ آوے اور نہ طواف کرے بیت اللہ کا کوئی ننگا
عن ابی ہریرة قال بعثنی ابو بکر فی تلک الحجة فی مؤذنین بعثہم یوم النحر نؤذن بمنی
ان لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان قال حمید بن عبد الرحمن ثم اردف
رسول اللہ صلعم بعلی بن ابی طالب فامرہ ان یؤذن ببراءة قال ابو ہریرة فاذن معنا علی
یوم النحر فی اہل منی ببراءة وان لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان رواہ
البخاری فی کتاب التفسیر ابوہریرہ سے روایت ہے کہ اوس سال حج میں ہمراہ کیا آگاہ اور اطلاع کرنیوالوں کے
ابوبکر نے یوم نحر بھیجا کہ آگاہ کردیں لوگوں کو منا میں کہ اس سال کے بعد حج کو نہ آوے کوئی مشرک
اور نہ طواف کرے بیت کا کوئی ننگا کہا حمید نے پھر پیچھے اونکے بھیجا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی کو
کہ لوگوں کو آگاہ کردیں آیات سورہ براءت سے کہا ابوہریرہ نے پس اطلاع دی ہمارے ساتھ علی نے نحر کے دن منی کے

اور تحقیق نہیں کہ آیا وہ کون شخص تھا یا وہ کوئی مسلمانون مین سے تھا یا کوئی منافق تھا یا کوئی یہودیکا
سننے والا تھا **قال** اسطرح غلامی کی رسم چلی جب تک آیت حریت نازل نہین ہوئی کچھ تھوڑا سا عملدرآمد
ہوا **اقول** یہ نادانی مصنف کی ہے جواز غلامی کا تعلق رسم جاہلیت سے کرتا ہے کہانتک درست
معترض ہین کہ موئی امر ہم نے اوسکو جائز رکھا بلکہ ہم نے اوسکی سبب کچھ نہین کہا اور ہم اوپر بتا
چکے ہین کہ حضرت سے اجماع امم کے نزدیک بلکہ شروع دنیا سے اسوقت تک غلامی کا جواز بلا اختلاف چلا آتا ہے
اور جب انبیا علیہم السلام اوسکو جائز رکھتے چلے آئے ہین اور کتب سماویہ سے اوسکا جواز ثابت ہوتا ہے تو اوسکو بلکہ
رسم جاہلیت کے سمجھنا غلطی ہے اور یہ جو کہتے ہیں کہ غلامی کی رسم پر کچھ تھوڑا سا عملدرآمد ہوا تھا
مگر اسکو تھوڑا سا عملدرآمد کیا کہتے جس شدت سے عملدرآمد غلامی پر تھا ایسا کسی چیز پر عملدرآمد نہ تھا
اور کبھی خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اونکے اصحاب کبار نے اوسکے عدم جواز کا حکم نہین دیا
قرآن مجید مین اوسکی ممانعت مین کوئی آیت نازل نہین ہوئی اور جس آیہ کا نام مصنف نے آیت
حریت رکھا ہے کبھی خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اور اونکے اصحاب رضوان اللہ علیہم نے اوسکو
بلفظ آیت حریت تعبیر نہین کیا نہ بعد اوسکے نزول کے غلام وکنیزک آزاد کردیے گئے بلکہ جو حال کہ
قبل از نزول آیت مذکورہ کے تھا بدستور عہد پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مین بھی وہی رہا اور قرون ثلثہ
من خیر القرون بموجب فرمان خیر البشر مین کسی نے امتناع غلامی کا اوس آیت سے نہین سمجھا مجتہدین
امت اور ائمہ اطہار اہلبیت سے کبھی ایسا گمان نہین کیا باوجودیکہ وہ لغات عربیہ اور رسم استنباط
احکامات شرعیہ مین تامتر دستگاہ رکھتے تھے اور امتثال احکام قرآن اور سنت پیغمبر صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم پر مصنف سے زائد سرگرم اور صاحب تقوی وورع تھے پس بجز دھوکا دینے ایک جاہل شخص کے جو نہ زبان
عربیت سے واقف ہو نہ طرق استنباط احکام شرعیہ سے آگاہ ہو نہ صاحب تقوی وورع اور نہ پابند سنت ہو
اوسکو بالفاظ آیت حریت تعبیر کرنا بلا سے الحاد مین مبتلا ہونا ہے غور کرنا چاہیئے کہ ہرگاہ بزعم
مصنف کے غلامی قبیح لذاتہ ہے اور اشتراک یا تعدد ازواج فطرتی گناہ اور مخالف قانون قدرت کے ہی اور ایسے گناہ عظیم کے
نسبت وحشت من اتّی تاکید اور تہدید اور تصریح بھی نہو جسقدر کہ منہیات کرنے اور دیوارین

وجوارح سے کچھ زیادہ تعلق نہیں اور تعلقات ... امور تمدنی معاملات ربا وغیرہ سے تھے کہ ہر ایک بخیر
کفایت اوس پر ترک نہ کرسکتے ... سے ... ایسا ضرور ... اور ... جنگ و فساد تھا کہ قتل و اسیری و بربادی
مال و متاع اور جلاوطنی وغیرہ کو قبول کرتا مگر اپنا مذہب چھوڑ دینا ... اسی طرح ہرگز گوارا نہ کرتا تھا وہ سیکھے اوسکو ترک بھی
کرا دیا گیا ... قرن ... اور ... ادر دیگر تمایل کا سبب پیدا کیا علاوہ
کی نسبت گو گران گزرتا تھا ... دفعتاً ... کردیا گیا شراب خواری کو بہائم کا ... سمجھتے تھے کہ
اوسکے برابر کوئی چیز مرغوب نہ ہوگی چنانچہ طرفہ بن العبد البکری شاعر زمانہ جاہلیت کہتا ہے شعر
فلولا ثلاث هن من لذة الفتى ، وجدك لم احفل متى قام عودي ، فمنهن سبقي العاذلات بشربة
كميت متى ما تعل بالماء تزبد اوسکو دفعتہً منع کردیا گیا سود لینے کا رواج کیا کچھ کم تھا اوسکو یک لخت
قطع کردیا گیا تعلق ازدواج کا کیا نسبت تھی غلامی سے کچھ کم ہو کہ بعد نزول آیہ تحدید چار کی جنکے
نکاح میں چار سے زیادہ عورتیں تھیں تفریق کرادی گئی عن ابن عمر ان غیلان بن سلمة الثقفي اسلم
وله عشر نسوة في الجاهلية فاسلمن معه فقال النبي صلعم امسك اربعا وفارق سائرهن
رواه احمد والترمذي وابن ماجه غیلان بن سلمہ اسلام لائے اور اونکی دس جوروئیں تھیں جاہلیت میں
وہ بھی سب اسلام لائیں اونکے ساتھ پس فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھ لینے دے چار کو اور اوروں کو
چھوڑ دے جہاں کہیں دو بہنیں ایک شخص کے نکاح میں تھیں ایک کو چھڑوا دیا گیا جب ایسے امور دشوار چھڑوا
دیئے گئے اور ایسے ایسے تعلقات بحکم قطع کرا دیئے گئے تو ... اونکی ... غلامی سے کیا حقیقت تھی کہ باوجود
مخالفت آئین قدرت و قبح ذاتی کے باقی رکھنا اوسکا شارع کو گوارا ہوتا اور واقفان علم تاریخ پر مخفی نہیں
کہ اوس زمانے میں بہت کم ایسے آدمی تھے کہ جنکے ملک میں غلام اور کنیزیں ہوویں اور اوس جماعت قلیل کی
مرضی کے موافق اگر کوئی حکم عام نہ ہوتا تو اوس سے کسی طرح کا مظنہ کسی خرابی اور دقت اور پیدا ہونے کسی قسم کے
گناہ کا ہرگز نہ تھا دیکھیے اس سے زیادہ زیادہ ہو رہے تھے باعث خواہشوں کے موافق تھے سب کے سب ترک کرادیے گئے
اونمیں کیا خرابی اور دقت اور کونسا گناہ ظہور میں آیا جو اون امور کے چھوڑ دینے سے ظہور میں آتا علاوہ اسکے
اپنی ذات مقدس اور بعض اصحاب کبار کی نسبت جو نہایت ہی مطیع تھے کیا گناہ کا مظنہ تھا کہ ماریہ قبطیہ کو آزاد کیا

استرقاق ممنوع ہی لیس اس آیت کو موجب تفسیر مستوجب کے بھی صرف تعلق خاص قسم ششم سے ہی اور باقی
پانچ قسمون سے اقول مجتہد وہ پانچون قسمین سے جو ہی کہ اسلام میں جاری تہین کو حسب تفسیر مجتہد کے
کبھی تعلق نہیں لیس اون پانچ قسمون کی غلامی کس نص کی رو سے ناجائز اور ممنوع ہوئی جو پیغمبر صلے اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے روبرو بلا انکار جائز و رایج تہے خواہ کسیطرح ہو اوسکی تحریم کیواسطے بلا شبہ و شک کوئی
نص شرعی ہر آئینہ درکار ہی مجتہد اوس نص سمعی کا نشان دین ورنہ سب اشتباہ و وکر و جہد اونکی محض بیکار
ہوئی جاتی ہی **قال** مگر اوسکے بعد ہرگز نہیں ہوا **اقول** یہ بھی محض غلط ہی اور بیان اسکا جیسے بعینی
آیت مین مفصل عنقریب آویگا **قال** اسمین کچھ شک نہیں کہ قبل نزول آیت حریت کے جو غلام موجود تھے
اونکو اسلام نے دفعۃً آزاد نہیں کیا اور نہ اونکے اون تعلقات کو توڑا جو بموجب رسم جاہلیت اونمین تھے
بلکہ آیندہ کے غلامی کو معدوم کیا اور موجودہ غلاموں کے لیے بہت سی تدبیرین اونکے رفتہ رفتہ آزاد ہوجانیکی کین
اقول مگر اسکا جواب کیا ہی کہ خود پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو جائز رکھا اور قبلیہ تا زمان خلفا
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اونکی حرم رہین تقسیم سبایا مین بھی اور برابر بموجب حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے جاری رہا اور نزول آیہ کریمہ سے پیشتر تو خود باعتراف مصنف بھی کہ عنقریب ذکر اوسکا آویگا
معدوم کردینے غلامی آیندہ کا حکم نہیں دیا بیع و شرا غلاموں کی بدستور جاری ہی اگر اسیکا نام معدوم
کرنا ہی اور اسیکو تدابیر اعدام مصنف کے نزدیک کہتے ہین تو مصنف کے فہم کی خوبی ہی **قال** جو لوگ اصول
انتظام مدن سے واقف ہین وہ خوب جانتے ہین کہ کسی ملک کی اور خصوصًا عرب کی سی ملک کی جسمین لونڈیان
اور غلام اسے اپنے تعلقات اونکے آقاؤن سے ایک عجیب ہی قسم کی اور نہایت پیچ در پیچ تہے تمام لونڈیان اور
غلاموں کا دفعۃً آزاد کردینا کیسا مشکل اور کسقدر مختلف قسم کی خرابیون اور فتنون بلکہ انواع اقسام
کے گناہون کا موجب ہوتا اسلیے دفعۃً اونکا آزاد کرنا غیر ممکن عادی تھا **اقول** سراپا دہوکا اور
اختلاطات مزخرفات کی تقریر ہی ایک جابہ بھی سچ نہیں واقفان اصول انتظام مدن اور اہل تاریخ
خوب جانتے ہین کہ تعلقات اہل عرب کے غلاموں کے ساتھ اور بلاد کے آقاؤنکی نسبت کچھ زیادہ نہ تھی
چنانچہ یہ امر خود تقریر مصنف مرقومہ صفحہ ۱۱۸ سے جو کہوالہ درست لکھ رہم صاف ظاہر ہو تعلقات ہو سکولی

جیسا اول مین آتا ہی رقم فرماتے ہین گویا کہ یہ ہین نہ ہیرا پہلی کے شان مین لکھتا ہی شعر
فیمسکون علی حال ملوم ہما ام یدسونہا فی التراب ہما اقول یہ ایک بیہودہ اتا ہے یہان تذکرہ
کیا ہی اونکی سب تدبیرین مانند ہین اور یہ کہ امور کے سر انجام خود متوقف اور معلل بالغرض ہین دیکھیے کہ جب ضرورت
کسی رواج کا نون کے واقع ہوئی اور ہر دور لائق اس کام کے بہم نہ پہونچے تو کس وجوہ سے غلامون کا
رواج جاری ہو گئی حالانکہ فعل اس ضرورت کے مخالف کی گئی تھی پھر بعد رفع ضرورت کے وقتا انسداد
اوسکا کیا گیا اور چونکہ جواز حدوث غلامی کا اونکے کتابون کی رو سے پایا نہین جاتا اس مخالفت بیع و شرا
اور لینے کار و خدمت کے بالجبر اور رکھنے بالجبر کے صاف صریح آزاد کردینا غلامان موجودہ کا ہی اگرچہ شارع کو
بھی یہ منظور ہوتا کہ غلامان موجودہ آزاد کردیے جاوین تو کیا چیز مانع تھی کہ اسی طرح پر احکام جاری فرمائے
جاتے مخفی نہ رہے کہ گو کہ لفظ غلامی سے مصنف کے ممدوح مدبر بہت تنافر ہوتے ہین مگر فی المعنی کچھ بیشتر
نہین کرسکے حالات قیدیون کے عموما علی الخصوص مقیدان دائمی کے بجز خرید فروخت کے اور کس چیز مین
حالات غلامان شرعیہ سے بہتر ہین جسقدر رقیق نظیر مخالف قانون تعزیرات کے مصنف نے اوپر
رقم فرمائے ہین سب اونہین بدرجۂ اتم پائے جاتے ہین بس کہ دیے مدبر بحسب ظاہر کچھ ہی کہین مگر
فی المعنی تجویز احکام غلامی ہین اونکو بھی کچھ عذر نہین اور عملدرآمد اونکا برابر ہے پھر **قال** الہ اونکی
تدبیرونمین اور بانی اسلام کی تدبیرونمین اتنا فرق تھا کہ اونکی تدبیرین زیادہ تر مادی چیزون سے
علاقہ رکھتی تھین اور بانی اسلام کی تدبیرین زیادہ تر روحانی چیزون سے متعلق تھین **اقول** یہ بات
سراسر مہمل ہے ظاہر امر ادیہ ہے کہ مدبران مصنف نے حکم عدم جواز بیع و شرا اور آزادگی غلامون کا جاری
کرکے اوسکی عدم امتثال پر سزاے جسمانی تجویز کی اور شارع نے وہ حکم جاری کرکے عدم امتثال کی سزا
صرف روحانی ہی تجویز کی یا کچھ تعزیر اور سزا قایم نہ کی اگر یہ مراد ہے تو سراسر غلطی ہے شارع نے کوئی حکم
عدم جواز احداث غلامی اور آزاد کرنے غلامان موجود کا جاری ہی نہین کیا اور احداث اور ابقاے غلامی پر
نہ کوئی حکم تعزیر جسمانی کا نہ عقوبت روحانی کا صادر فرمایا **قال** اوسنے غلامون کی مالکون کو
وحی کی رو سے سمجھایا کہ غلامون کے آزاد کرنے سے زیادہ کوئی پیاری چیز اللہ کے نزدیک نہین ہے

اور ویسے ایسے اصحاب طبع کو آزادی غلامان موجودہ کا حکم نافذ پایا بھلا اگر عوام کی نسبت کسی نافرمانی کا
خیال تھا تو اپنی ذات اور اصحاب کبار کی نسبت تو کسی قسم کا شائبہ نافرمانی کا اصلا نہ تھا علاوہ براین پہلے
قائم ہم آئندہ ثابت کرینگے کہ مالکان رقاب نے اپنی غلاموں کو آزاد کیا تاکہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
آزاد کر دیا اور کہا جا سکتا ہے کہ پھر اونکو رقیق بنا دیا۔ بعد صحابہ فرماویں کہ ایسی حالت میں کس گناہ اور جرم کا
مسئلہ تھا کہ آزادی غلاموں کی جائز رکھی گئی اور بدستور سابق اونکو رقیق ہی رہنے دیا اور داؤد اون
اصول انتظام مدنیہ پر مخفی نہیں کہ اصول انتظامیہ مدنیہ کا ایک کلیہ ہے کہ اگر دو امر متضاد و واجب الدفع ایسے
درپیش ہوں کہ ایک اون میں سے خفیف اور دوسرا بہت بھاری ہو اور ایک کی رفع سے دوسرے کا ظہور لازم
آوے تو بلاشبہ بلا تامل توجہ تمام بطرف دفع امر گران کے بلا لحاظ ظہور امر خفیف کی کیجاویگی اور چونکہ غلامی سے بڑھ کر
عند کے قدرتی گناہ ہے اور کوئی چیز قدرتی گناہ سے زیادہ خوفناک نہیں اور جڑ تمام بدیوں اور بداخلاقیوں
اور موجب تخریب اخلاق مالکوں اور صورت فسادات گوناگوں کی ہے پس اگر در واقع شارع کو قلع قمع
اوسکا منظور تھا تو ایسے بڑے فساد عظیم اور گناہ فخیم کے مقابلہ میں خیال خفیف گناہوں کا کہ ہر آئینہ بسلب
نقض بیعت کی ہیں پھر اوس سے زیادہ نہیں ہو سکتی کیوں کیا گیا کیا اصول انتظام مدنیہ پر شارع عمل و علم کو
[illegible] سے رہبی آگہی نتھی مگر اصل یہ ہے کہ مانند اور علوم کے علم سیاست مدنیہ پر بھی جناب محمد کو اطلاع نہیں
قال بارہ سو برس بعد اس واقعہ کے بڑے بڑے مدبروں نے جو غلامی کے معدوم ہونے میں
سعی کی تھیں وہ بھی اس سے زیادہ کچھ نکر سکے کہ آئندہ کی غلامی کو بند کیا اور موجودہ غلاموں کی رفتہ رفتہ
آزاد ہونیکی تدبیر کی اقول جناب آپ تو صفحہ ۴۸ تہذیب الاخلاق مطبوعہ جمادی الاول ۱۲۸۸ ہجری نمبر ۲
کے سطر ہفتم میں نہایت فرحت و اہتزاز کے ساتھ رطب اللسان ہیں اور افتخار اسکا گرم بیان ہیں کہ
دار الحکومت قوم انگریز کو یہ فخر ہے کہ جو کوئی وہاں قدم رکھتا ہے اوسیوقت سے آزاد ہے گو وہ کیسا غلام ہو
کیوں نہو جسے اوس سرزمین کو یہ فخر ہو تو بجز حصول یا حدوث اوس فخر کے آزاد ہو جانا غلامان
موجودہ سرزمین مذکور کا دفعتاً لازم آیا پھر یہاں آپ کس طرح فرماتے ہیں کہ اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکے
یہ تناقض بیانی آپکے صاف دلیل اسکی ہے کہ آپ بالتحقیق حسب اقتضاء مقام بلا لحاظ اظہار امر واقعی کے

اقول اوّل تو یہ روایت اون کتب میں ہے جنکو مصنف نے صفحہ ۱۵ میں صحاح معتبرات کے شمار کیا ہے ہرگز نہیں
بلکہ درجۂ سوم کی کتابیں میں ہے کہ جنکی نسبت مصنف بابا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں
کہ انمیں موضوع حدیثیں بھی بکثرت ہیں دوسرا یہ مضمون بھی مخالف احادیث صحاح ہے کہ اوس ابطال احادیث
صحاح لازم آتا ہے تیسرا فضیلت اعتاق کی مانند اور بعض نوافل کے ثابت ہوئی ہے سو ہر ایک حدیث
کا ایسا ہی حال ہے کہ فضیلت کسی عمل کی مستلزم ثبوت وجوب اوس عمل کا نہیں بہت نوافل کی
نسبت ایسی فضیلت ثابت ہے مگر اس سے یہ نہیں ثابت ہوتا کہ وہ نوافل درجۂ وجوب کو پہونچیں **قال** آپ
بعض گناہوں کے کفارہ میں بردہ آزاد کرنیکا حکم دیا **اقول** اس سے تو ثبوت غلامی واضح ہے اگر یہ
غلامی فی الاصل باطل ہوتی تو آزاد کرنا اور آزاد ہونا جو کہ کفارہ میں کس طرح یہ متصور ہو سکتا تھا
محل اتفاق نہیں اگرچہ تحقیق ہوتی تو کیا آپکے نزدیک احکام حکیم و دانا سے ایسے محل بھی ناقابل
ہوتے ہیں غور سے دیکھیے کہ چونکہ وجود اسکا اقرار اور جو دنیا میں تھا اور ایسے ہی نکاح محرمات جنکو حلّت
حالت اور زیادہ برچارہ کو جسکا وجود دنیا میں قرار پایا کیا گیا لہذا چونکہ دنیا میں شراب اور تفریق صورت
مذکورہ کی کسی کفارہ میں تجویز نہیں کی گئی اگر واقع میں عند الشرع رقیت بھی فی الاصل باطل ہوتی
تو ہمارے کفارات میں اعتاق تجویز کیا جاتا **قال** صاف یہ حکم دیا کہ اگر غلام کما کر اپنی قیمت ادا کر دینی
چاہیں تو اقرار نامہ لیکر اونکو چھوڑ دو **اقول** کیا خوب ترجمہ کیا مصنف نے آیۂ مبارکہ وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ
الْكِتَابَ مِمَّا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا یعنی جو لوگ تمھارے مملوک ہیں
چاہیں مکاتب ہونا تو مکاتب کرو اونکو اگر جانتے ہو اونمیں بہتری مکاتب اوس غلام اور کنیز کو کہتے ہیں
کہ مالک کی اور اوسکے درمیان میں یہ امر قرار پا جاوے کہ اس قدر روپیہ ادا کر دے تو آزاد ہو جاوے سو جس وقت
وہ اوس قدر روپیہ تمام و کمال دیدیگا تو آزاد ہو جاویگا اگر کچھ بھی بدل کتابت میں سے رہ جاویگا تو وہ
آزاد نہوگا عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ عن النبی صلعم قال المکاتب عبد ما بقی علیہ
من مکاتبتہ درہم رواہ ابو داود فرمایا پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکاتب غلام ہے جبتک
کہ اوسپر ایک درہم بھی باقی رہیگا وعن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رسول اللہ صلعم

اور یہ حدیث بھی صادر فرمائی ہیں اوس میں کچھ تخصیص موجودہ کی نہیں ہے قال غلاموں کے مالکوں کو
منع کیا کہ زیادہ خدمت لیں یہ منع کیا اقول چنانچہ ہم اوپر ہو ہکو مفصل بحوالہ احادیث لکھ چکے
ہیں قال یہ حکم دیا کہ لونڈی غلام کو گالی دے کر نہ پکارے سو یہ اقول سراسر افترا ہے بلکہ بجائے اسکے
فرمایا کہ بجائے غلام و باندی یا اسکے یہ کہے کہ غلام میرا اور لونڈی میری چنانچہ بحث اسکی اوپر گزر چکی
قال اونکو مثل اپنے کہ لباس پہنایا جاوے اونکو اونکے رشتہ داروں سے جدا نہ کیا جاوے یہ احکام اپنے نتیجہ میں ہم
بہتر ہوئے جس سے غلاموں کی حالت کو بہت ترقی ہوئی تھی بلکہ وہ غلامی کی حالت سے
بھائی بندی کی حالت پر ہوگئی تھی اقول علاوہ ان احکام کے چند حکم اور بھی جو بیان کئے ہیں
یہ سب احکام واقع میں ایسے عمدہ و پسندیدہ ہیں کہ اگر مراعات اونکی کی جاوے اور پوری پوری
تعمیل ہو تو جس قدر قباحات حالت غلامی کے مصنف نے اوپر لکھے ہیں سب مرتفع ہو جاتے ہیں
اور ہماری شریعت میں غلامی سے رشتہ اخوت اسلامی میں کچھ خلل نہیں ہوتا عن ابی ذر قال قال
رسول الله صلعم اخوانکم جعلهم الله تحت ایدیکم فمن جعل الله اخاه تحت یدیه فلیطعمه
مما یاکل ولیلبسه مما یلبس ولا یکلفه من العمل ما یغلبه فان کلفه ما یغلبه فلیعنه علیه متفق علیه تمہارے بھائی
ہیں کہ خدا نے اونکو تمہارے ہاتھوں کے نیچے کردیا ہے پس جس شخص کو خدا نے اوسکے بھائی کے ہاتھوں کے
نیچے کیا ہو چاہیے کہ کھلاوے اوسکو جس چیز میں سے کہ آپ کھاتا ہے اور پہناوے اوسکو جو آپ پہنتا ہے
اور نہ تکلیف دے اوسکو ایسے کام کی جو اوسپر دشوار ہو اور ایسی تکلیف دے تو خود اوسکی اوس کام میں مدد
کرے وعن ابی بکر الصدیق قال قال رسول الله صلعم لا یدخل الجنة سیئ الملکة قالوا
یا رسول الله الیس اخبرتنا ان هذه الامة اکثر الامم مملوکین و یتامی قال نعم فاکرموهم
ککرامة اولادکم واطعموهم مما تاکلون قالوا فما ینفعنا فی الدنیا قال فرس ترتبطه
تقاتل علیه فی سبیل الله ومملوک یکفیک فاذا صلی فهو اخوک رواه ابن ماجه نہیں داخل
ہوگا بہشت میں جو اپنے مملوکوں سے بری طرح رہتا ہو کہا لوگوں نے اے رسول الله صلی الله علیه وآله وسلم
تمنے تو ہمکو یہ خبر دی ہے کہ اس امت کے پاس غلام اور یتامی بہت ہونگے فرمایا ہاں پس اونکو ایسا کرامت

غلام بنایا تھا یا دونون مراد ہین موصوف کرنا اونکا بصفات ذیل کہ جو بموجب رسم جاہلیت قبل نزول
آنحضرت کے غلام ہو چکے تھے جنکو اسلام نے بھی آزاد نہین کیا تھا قرینہ اسکا ہی کہ مراد قسم اول آئی ہی
اگر قسم اول ہی تو محض تحکم اور بیدلیل ہی اور اگر قسم دوم و سوم ہی تو لازم تھا کہ بجائے جسکو اسلام
کے جنکو اسلام نے بھی آزاد نہین کیا تھا یہی کہتے کہ جنکو خود اسلام نے غلام بنایا تھا **قال** چنانچہ
اون تمام آیتون مین جنمین لونڈی غلام کا ذکر ہی ایک بھی ایسا لفظ نہین ہی جو یہ بتائے کہ غلام جسکو
ہم بہ لفظ رقیت مستقبلہ تعبیر کرینگے دلالت کرتا ہو **اقول** چونکہ رقیت مستقبلہ ایک لفظ ملتبس ہی
لہذا اونکو لازم تھا کہ اس لفظ کی تعریف کرتے کہ اس سے کیا مراد ہی آیا ثبوت رقیت زمانہ مستقبلہ مین
مراد ہی یا حدوث رقیت زمانہ مستقبلہ مین مراد ہی اور زمانہ مستقبلہ کس زمانہ کے اعتبار سے ہی آیا شروع
اسلام سے جو زمانہ مستقبل ہو وہ مراد ہی یا زمانہ ہجرت سے جو مستقبل ہی یا رمضان سنہ فلان ہجری یعنی فتح مکہ سے
جو مستقبل ہی وہ مراد ہی یا وہ زمانہ جو نزول ہر ایک آیت کے جسمین کوئی حکم نسبت لونڈیون کے ہی مستفاد ہوتا
مراد ہو اسکی تصریح ضرور تھی واجب تھی چونکہ مصنف نے اوسکو مجمل رکھا ہی پس ہم ہر شق پر ہر جگہ گفتگو
کرینگے واللہ الموفق الی الصواب **قال** اس مقام پر ہم اپنے اس بیان کے اثبات کے لیے قرآن مجید کی
تمام آیات کو نقل کرتے ہین جنمین کوئی ایسا لفظ آیا ہی جو غلامی پر دلالت کرتا ہی اور تمام دنیا پر اپنے
اس دعوے کی تصدیق ظاہر کرتے ہین کہ اونمین ایک لفظ بھی ایسا نہین جو رقیت مستقبلہ پر دلالت
کرتا ہو **اقول** آپکی تصدیق کا ظہور تو حیز امتناع مین ہی مجبور ہون دنیا دارون کے جنہون نے دین کو
دنیا کے حصول کے لیے برباد کیا ہی کوئی عاقل دیندار آپ کی تصدیق نہین کر سکتا مگر ہم البتہ
آپکی غلطی کی تمام عالم مین تشہیر کرتے ہین **قال** لفظ ملکت یہ لفظ پندرہ آیتون مین آیا ہی
اول تو یہ لفظ خود ہی صیغہ ماضی کا ہی جو ملکیت مستقبلہ پر دلالت نہین کرتا **اقول** یہ مصنف کی
ناواقفی ہی لغات عرب سے اگر صیغہ ماضی شرط و جزا مین بعض حروف شرط کے واقع ہوگا البتہ
معنی استقبال کے دیگا **قال** اللہ تعالی فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا یُقِیْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِمَا
فِیْمَا افْتَدَتْ بِهٖ اگر خوف کرو تم کہ نہ قائم کرینگے حدود خدا کو تو نہین ہی گناہ اون دونو پر بیچ اوسکے

لیا ہے اوسکی نسبت یہ کہنا کہ بموجب رسم جاہلیت کے یہ بات تھی صاف غلطی ہے کہ خدا کی ٹھہرائی ہوئی بات کو
رسم جاہلیت ٹھہراتے ہین یہ حدیث اوپر تمام لکھی گئی ہے اور واقعہ اوطاس سنہ ۸ ہجری بعد فتح مکہ کے ہے
اور خود مصنف کہتے ہین کہ آیت فَاِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً جسکو اونہون نے غلطی سے بنام آیت حریت
یہ رسم لیا ہے زمانہ فتح مکہ مین نازل ہوئی پس ہرگاہ یہ ثابت ہوا کہ تصرف واقعہ اوطاس جو ہوا وہ
بعد نزول آیہ کریمہ کے ہے تو یہ کہنا مصنف کا کہ قبل از نزول آیت حریت کے غلام ہو چکے تھے الخ
سراسر غلطی ہے علاوہ اسکے اعتراض تو مصنف پر یہ ہے کہ اگر غلام و لونڈی بنانا قبیح لذاتہ اور گناہ قانون
قدرت اور تمام بدیون کی جڑ ہے تو قطع نظر از آنکہ غلامی عہد جاہلیت کے زمانہ تمام نزول وحی مین تقریباً
کیون تسلیم کر لیا اور کس طرح پر بقول مصنف رمضان سنہ ۸ ہجری تک یعنی اواخر عہد نزول وحی تک اسپر
عمل درآمد رہا ایک جہوکری کو جو بعثت اسی مین تھوڑے روزون پیشتر حجۃ الوداع یعنی آخر سنہ ۱۰ ہجری
مین پکڑی گئی حضرت علی نے باطلاع پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سریہ بنایا چنانچہ ذکر اوسکا عنقریب آویگا
لیا بس طور پر کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور موسی علیہ السلام و عیسی علیہ السلام اور دیگر انبیا نے بھی ایک عرصہ اسی رسم قبیح لذاتہ مخالف
آئین قدرت کے حقیقت قبح سے بقول مصنف مطلع نہو کر اوسکو جائز رکھتے رہے ایسے ہی ہمارے مصنف کے محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم بھی اوسکے قبح ذاتی اور مخالف آئین قدرت ہے ناواقف رہے اگر فی الواقع شارع کو بیخ قمع غلامی کا
منظور تھا تو اوسکو کیون رواج دیا اور کیون اوسکے باب مین ایسے احکام کہ جو اوسکے ثبوت و جواز
رق کے ہین نافذ کیئے مقتضائے قبح ذاتی اور مخالفت آئین قدرت تو یہ تھا کہ غلامان زمانہ جاہلیت
بھی آزاد کیے جاتے اور اگر اونکو دفعۃً آزاد نکیا تھا تو آئندہ کو تو بموجب حکم تشریعی کے کسیکو لونڈی
غلام بنایا جاتا عجیب بات ہے کہ ساری تو یہ فرمائی جاوے کہ دعا امرا لجاہلیۃ او مٹہ گیا اور جناب کا
اور بِئْسَ الْاِسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ کس قدر برا ہے اسم فسوق بعد ایمان کے اور با اینہمہ وہ رسم جاہلیت
اور فسوق جو بقول مصنف جڑ تمام بدیون اور فطرتی گناہ اور مخالف آئین قدرت ہو قائم رکھا جاوے
اسکا کچھہ جواب مصنف نہین دیتے اور اور طرف کو چل دیتے ہین پھر یہ جو لکھتے ہین کہ غلامان موجودہ
آیا مراد اوس سے وہ غلام ہین جو زمانہ جاہلیت کے غلام تھے یا وہ غلام ہین جنکو اسلام نے بحکم تشریعی

اور بعضے ہیں تابنا لینا افعال مذکورہ کا بمعنی ماضی بعید یا قریب کے خلاف لغت عرب کے ہے کیونکہ درمیان
ملکت ہے اور درمیان ما افترت اور ما فعلن جسکا بیان اوپر گذرا کچھ فرق نہیں ہے جس طرح یہ
بموجب قاعدہ زبان عرب کے ما افترت اور ما فعلن کے معنی ماضی کے مراد نہیں ہو سکتے اسی طرح
مالکت کے معنی ماضی کے مراد نہیں ہو سکتا تا انکہ قطع نظر اس آیت کے کہ جو بیان ہوا ان
ہم کہتے ہیں [illegible] شرط [illegible] ماضی کا ہے عمدہ یا جملہ آیات ہیں ان کا ذکر [illegible] اسکے واقع ہوا اذا لفظ ماضی کا
نسبت زمانہ نزول آیات مذکورہ کے قطعاً باطل ہے کیونکہ وہ سب آیات ایسی ہیں نازل ہوئی ہیں جو مکہ میں
مثلاً یہ آیہ سورۂ معارج مکیہ ہے وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ
أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ فَمَنِ ابْتَغَىٰ وَرَاءَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ
هُمُ الْعَادُونَ یعنی [illegible] وہ لوگ کہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں مگر اوپر اپنی ازواج کے
یا کنیزوں کے [illegible] تو وہی ملامت کردہ شدہ نہیں پس جنہوں نے قصد کیا سوائے اسکے
تو وہی [illegible] اور [illegible] جواز عدم محافظت کا اوپر ازواج اور ما ملکت ایمان
یعنی [illegible] ایسا ہوا کہ محافظت فروج کی نہیں کرتے وہ گنہگار نہیں پس اگر ما ملکت
ایمانہم سے [illegible] مالک ہو چکے ہیں [illegible] اس آیت کے نزول سے پیشتر تو وہ جواز
عدم محافظت جسکا ذکر آیت میں ہے منحصر رہیگا اوپر ازواج اور ان مملوکات کے جو قبل از ہجرت
پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اور قبل از نزول سورۂ معارج کے مملوک ہو چکے تھے [illegible] بعد نزول آیہ
ایسے [illegible] مملوک ہونگے ان کا [illegible] جائز نہوگا [illegible] ایسا کریگا وہ بموجب اس آیت گنہگار ہو
داخل ہوگا پھر وہی آیت [illegible] سورۂ مومنون میں ہے جو قبل از ہجرت نازل ہوئی اور
[illegible] ما ملکت ایمانہم [illegible] حسب تفسیر مجتہد [illegible] کے لازم آیا کہ اس دوسری آیت کی نزول
سے پیشتر [illegible] نا جائز ہے اور جواز عدم محافظت [illegible] مذکورہ مخصوص
ازواج اور ان مملوکات [illegible] دوسری آیہ کے نزول سے پیشتر [illegible] ہو چکے [illegible]
خود مخصوص [illegible] ان دونوں میں تعارض ہوگیا کہ آیت اولی میں جواز عدم محافظت مذکورہ

وہ عورتیں اوسکا فَاِذَا بَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ بِالْمَعْرُوْفِ
پھر جب پہونچ جاویں وہ عورتیں اپنی مدت کو تو نہیں ہے گناہ تمپر اوس بات مین جو وہ کرین اپنے حق مین
بواجبی و ایضًا فَاِنْ خَرَجْنَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْ مَا فَعَلْنَ فِيْٓ اَنْفُسِهِنَّ مِنْ مَّعْرُوْفٍ پھر اگر نکل جاوین
تو تمپر کچھ گناہ نہین اوس مین جو اپنے حق مین وہ کرین بواجبی قال الشاہ صاحب اذا جعت فالعشی ما
بالاھلہ و ستقی علی الحیب والاستمعدہ سوا اسکے بعض مواقع اور بھی ایسے ہین کہ تفصیل اونکی اس جگہ
ضرور نہین **قال** قطع نظر اسکے اون آیتوں کے معانی بھی کسطرح پر رفیت مستقبلہ پر اشارہ نہین
کرتے **اقول** کہ ایک آیت کی تفسیر کے ضمن مین اس امر کی بحث مفصل دیکھی ان اللہ تعالیٰ **قال**
آیت اول سورہ نساء فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اللہ تعالیٰ
فرماتا ہے کہ اگر متعدد جورویں کرنے مین اس بات کا تمکو ڈر ہو کہ برابر نہ رکھ سکوگے تو ایک ہی عورت
یا اوس سے جسکے مالک تمہارے ہاتھ ہو چکے ہین نکاح کرو **اقول** آپنے کوئی دقیقہ تحریف یعنی کلام الٰہی مین
گھٹانا بڑھانا اپنی تصدیق دینا پر ظاہر کی مقارن دعوی کے دلیل تکذیب دعوی کی بھی خود ہی بیان
فرمادی اب سنیئے تفصیل اپنے تحریف کی خفتم صیغہ ماضی ہے خلاف تجاوف خوف سے آپنے اپنی عدم لیاقت کی
نظر سے لفظی ترجمہ کیا آپکو لغت عرب کا علم نہین اسکے معنی بجان سبب حرف ان شرطیہ کے یہ ہین کہ اگر خوف
کرو تم اسکا کہ برابری نہ کر سکوگے تو ایک ہی عورت یا وہ جسکے مالک ہو وین ہاتھ تمہارے پس خفتم بمعنی
مستقبل ہے اور ایسی ہی ملکت بھی بمعنی مستقبل ہے علمائے لغت کا بالاتفاق یہ مقولہ ہے کہ لکونہما ای
ان واذا التعلیق امر لغیرہ فی الاستقبال کان کل من جملتی کل فعلیہ استقبالیۃ
یعنی کلمہ فواحدۃ بالرفع والنصب دونون طرح سے پڑھا گیا ہے قراءت نصب پر معنی یہ ہین کہ اختیار
کرو ایک ہی کو یا جسکے مالک ہو وین ہاتھ تمہارے سو جو اسطور پر ترجمہ لکھا ہے کہ ایک ہی عورت
اوس سے جسکے مالک تمہارے ہاتھ ہو چکے ہین نکاح کرو بجنبہ وجہ غلط ہے اول تو ترجمہ ملکت کا اس
بلحاظ اسطور پر کہ جسکے مالک تمہارے ہاتھ ہو چکے ہین صریح غلط ہے اگر ملکت کا اسطور پر ترجمہ کرتے
ہین تو خفتم کا بھی اسی طور پر ترجمہ کرین اور اس طور پر کہین کہ اگر ڈر چکے ہو تم حالانکہ مخفی نہ

مقصود ہے ازواج اور اون مملوکات سے جو آیت اولی کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکی تھین
اور دوسری آیت مین مقصود ہے اوپر ازواج اور اون مملوکات کے جو دوسری آیت کے نزول سے
پیشتر مملوک ہو چکی تھین خواہ پہلی آیت کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکے ہون خواہ اوسکے بعد
بعد ازان سورۂ نسا کی آیت مین جو تسری کے جواز کا حکم ہوا اور وہی کلمہ ما ملکت ایمانکم واسطے
جواز تسری کے اس آیت مین بھی واقع ہوا تو لازم آیا کہ جو مملوکات کہ اس آیت کے نازل ہونے سے
پیشتر مملوک ہو چکی ہین خواہ پہلی دونون آیتون کے نزول سے پیشتر مملوک ہو چکی ہون خواہ بعد اونکے وہ حلال ہون
پس تیسری آیت سے پہلی دونون آیتون مین جو خصوص تھا باقی نرہا اور یہ آیت اون دونون آیتون کی ناسخ
ہوگئی اسی طرح چوتھی آیت مین کہ واسطے جواز تسری کے کلمہ ما ملکت ایمانکم واقع ہے ایک دوسری کے
ناسخ ہوجائیگی اور چونکہ آیت اولی مین تسری مقصود تھی اوپر اونھین مملوکات کے جو پہلی آیت
کے نزول کے وقت مملوک ہو چکی تھین تو دوسری آیت کے نزول تک اور دوسری کے بعد تیسری
آیت کے نزول تک اور تیسری کے بعد چوتھی کے نزول تک ہزارہا غیر ذوات [illegible] جو کنیزین
مملوک ہوئین اور بطور سریہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مومنین کے تصرف مین آئین وہ سب
ناجائز ہون اور سریہ بنانے والے اونکے گنہگار رہے ہون کیونکہ بامین نزول ہر دو آیتون کے جو زمانہ گذرا
وہ زمانہ مخالفت تسری اون مملوکات کا ہے جو آیت اولی کے نزول کے بعد مملوک ہوئے ہون
پس بسبب ظہور ان قبائح کے ارادہ زمانہ ماضی کا بہ نسبت زمانہ نزول آیات بالبداہت باطل ہے اور کلمہ
ما ملکت ایمانکم سے ماضی بہ نسبت زمانہ نزول آیات کے ہرگز مقصود نہین بلکہ صیغہ ماضی جو ان آیات
اور انکے امثال مین واقع ہے اوس سے متحقق ہونا صفت ملکیت وغیرہ کا زمانہ ماضی مین بہ نسبت تحقق
مباشرت وغیرہ احکام کے مقصود ہے جیسا کہ امثال ان آیات مین ہے مثلاً لا تنکحوا ما نکح آباؤکم
کے معنی یہ ہین کہ نہ متحقق ہووے نکاح تمھارا اون عورتون سے جو اوس وقت سے پیشتر یعنی تمھارے
نکاح سے پیشتر تمھارے آبا کے نکاح مین آئی ہون نہ یہ کہ نزول آیت سے پیشتر تمھارے آبا کے
نکاح مین آچکی ہون کیونکہ ان معنی کے اعتبار سے نکاح مین لانا اون عورات کا جو بعد نزول آیت

اس اجمال کا عنقریب آویگا انشاء اللہ تعالی پھر ترجمہ فَوَاحِدَةً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ کا
جو اس طور پر لکھتے ہین کہ ایک عورت سے یا اوس سے جسکے مالک تمھارے ہاتھ ہو چکے ہین نکاح کر
یعنی فعل فانکحوا مقدر کرکے واحدۃ او ما ملکت ایمانکم کو اوسکا مفعول ٹھہراتے ہین سراسر غلط ہے
کیونکہ نکاح مولی کا اپنی کنیز سے شرعًا ثابت نہین اور کافہ فقہا نے اوسکے عدم جواز کا فتوی دیا ہے
علاوہ یہان مقصود آیت تو یہ ہے کہ اگر خوف اس امر کا ہو کہ عدل نکر سکوگے تو ایک ہی عورت سے
نکاح کرو تاکہ خوف عدم عدل نہ ہو کہ ایک منکوحہ مین عدل اور عدم عدل کا کچھ احتمال ہی نہین
یا مملوکات کو سریہ کر لو کہ اونمین عدل واجب نہین مصنف کے ترجمہ سے یہ امر لازم آیا کہ درصورت
خوف عدم عدل یا ایک ہی عورت سے نکاح کرو یا ایک کنیز سے نکاح کرلو اگر واقع مین مراد شارع
کی یہی ہوتی کہ جیسا مستفاد ترجمہ مصنف ہے تو اسی قدر کافی تھا کہ ایک ہی عورت سے نکاح
کرلو کلمہ واحدۃ تو ایسی حالتین دونون کو تناول تھا پھر او ما ملکت ایمانکم کی کیا حاجب تھی
ورنہ یہ اطناب مخل ہے اور منہ خلاف بلاغت قرآن ہے اور اگر مقصود ترجمہ مصنف یہ ہے کہ کسی مملوکات
غیر اشخاص سے نکاح کرو تو بھی صحیح نہین ہو سکتا اسلیے کہ اگر کئی ایسی مملوکات نکاح مین جمع ہو گئین تو
اونکے درمیان مین بھی عدل فرض ہوگا اور جس خوف کے بنا پر یہ حکم نافذ ہوا وہی خوف
پیش آویگا غرض کہ کسی طرح پر ترجمہ مصنف کا صحیح نہین اور ایسی تاویل باطل ہے کہ موجب تنزل
معانی عالیہ ہے سے بہ ہوا تاویل قرآن میکنی ۞ پست و کژ شد از تو معنی سنی قال آیت دوم
اسی سورت مین اللہ صاحب نے دوسری جگہ فرمایا وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ
اَیْمَانُکُمْ کِتَابَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ وَاُحِلَّ لَکُمْ مَّا وَرَاءَ ذٰلِکُمْ اَنْ تَبْتَغُوْا بِاَمْوَالِکُمْ
مُّحْصِنِیْنَ غَیْرَ مُسَافِحِیْنَ تمپر وہ رشتہ دار عورتین جنکا بیان ہوا اور آزاد عورتین حرام
کی گئین ہین مگر وہ جو تمھارے ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین خدا نے یہ حکم تمپر لکھدیا اور اونکے
سوا جتنی ہین وہ تمھارے لیے حلال کی گئین ہین اس شرح پر کہ تم اپنے مال کے بدلے لینے
اونکے نکاح کرنا چاہو یا کہ اونسی رکھنے کو نہ مستی نکالنے کو آہ اقول اس آیت کا ترجمہ بھی اسم

معانی مخصوصہ کا مادہ ہونا بھی مستعمل ہوتا ہے جیسا کہ تحقیق ہو چکا ہے کہ یہ نہیں ہے السان وقال الشاعر سقاہ الکاتب
بان والزمان نساء ہم القوم کل القوم یا ام خالد قال امرؤ القیس بعلت جمانات الرجال
عن الصبیٰ ولیس فؤادی عن ہواک بمنسل غرض کہ لام داخلہ مومنات کو خواہ عہد کا لام سمجھو
خواہ جنس کا ہر طرح وہ لام مفید معنی استغراق کا ہے ثابت نہیں ہوتا اگرچہ یہاں ہم کو بسط اور
تفصیل بیان ہے فاذا احصن فان اتین بفاحشۃ فعلیہن نصف ما علی المحصنات
اور آیہ ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المؤمنات فمن ما ملکت ایمانکم
من فتیاتکم المؤمنات کا اگر یہ کہیں کہ بطور مراد ان آیات میں لام داخلہ محصنات کو لام
عہد یا لام جنس کامل سمجھا گیا ہے ممکن ہے کہ لام المحصنات کو بھی لام عہد یا لام جنس کامل سمجھا جا
اور اسی طریق سے مراد اولی بادی ہے تو جواب یہ ہے کہ ان آیات میں قرائن قویہ اس طریق کے
موجود ہیں چنانچہ آیت اولی میں دو قرینہ قویہ اسکے موجود ہیں ایک واقعہ نزول آیت
دوسری حد پوری کہ شرعا بالاتفاق بلا خلاف قاذف غلام و کنیز کے اوپر نہیں ہے دوسری بات
میں خود نظم آیت سے ظاہر ہے کہ وہ محصنات جو مسند الیہ احصن اور اتین اور مرجع ضمیر علیہن کی ہیں
غیر ان محصنات کے ہیں جو مجرور علی ہیں اور ایسی ہی آیت ثالثہ خود نص صریح ہے کہ فتیاتکم المؤمنات
داخل المحصنات میں نہیں پس مستفید ہوئی یہ بات کہ ان الفاظ کو لام عہد یا لام جنس کامل کا ڈرنا
چاہیے اور اس آیت متنازع فیہا میں کوئی قرینہ ایسا نہیں ہے بلکہ سب ایسے قرائن ہیں اور دلائل
کہ لام عہد اور لام جنس کامل کے مانع ہیں چنانچہ بیان اوسکا آگے آویگا اور اس آیت میں
با اعتبار لغت بھی کے معنیہ پانچ احتمالات ہیں مگر صرف ایک ہی احتمال پر ترجمہ المحصنات کا بلفظ آزادی
ممکن ہے اور باقی سب احتمالات پر غلط ہوتا ہے یعنی اگر محصنات کے معنی مزوجات کے لیے جاوین
اور لام کو کیسا ہی یعنی خواہ عہد کا یا جنس کامل کا یا استغراق کا فرض کیا جاوے تو دونوں
صورتوں میں ترجمہ مصنف کا غلط محض ہے اور اگر محصنات کے معنی عفائف کے لیے جاویں تو صورت
استغراق وہ ترجمہ غلط ہے اور اگر معنی عہد یا جنس کامل لیا جاوے تو البتہ اوس سے لفظ

ہوتا ہی نہ یہ اثر سکا و جات ہی اگر کہیں کلام عرب میں ایسا آیا ہو تو نشان دیجیے اور بڑے تعجب کی
بات ہی کہ اسکی سند میں آپ قول فخر رازی کو پیش کرین نحو رازی عرب بار بار بلکہ مصر میں بہی نہ تہا
امر شہادت و لغت میں بہی اونکو کوئی نہیں جانتا پس انکے قول سے اوپر اثبات معنی لغت کے دلیل لانا
امر بیجا اور محض بے سود ہی مگر کیا کرین کہ الغریق یتشبث بکل حشیش یہان تک تو بیان ہوا
مخالفت لغت کا اب آگے انکی شرح فساد معنی اور لزوم ضعف تالیف کی جاتی ہی آپ فرماتے ہیں
کہ اس آیت میں اور جہان الا ما ملکت ایمانکم آیا ہی اوسکے معنی یہ ہین جو پہلے یہ کہ اوس سے مراد وہ نقد ہی
جو اللہ تعالی نے ہماری ملک کر دی ہی یعنی چچا تا زاد عورتون تک تو اب آیت کے معنی یہ ہوے کہ
کہ چچیرے زاد عورتین حرام ہوئین مگر وہ تہی کہ جتنی خدا نے تمہاری ملک کر دی ہین یعنی ہمارا قول
اس آیت میں تو صرف اسی ایک جگہہ کلمہ الا ما ملکت ایمانکم آیا ہی آپ کیونکر یہ فرماتے ہین کہ جہان
الا ما ملکت آیا ہی کہ جس سے تعدد وقوع کلمہ الا ملکت ایمانکم کا اس آیت میں پایا جاتا ہی خدا کو یا نبوہ کہیں
اپنی طرف سے اس آیت میں اور کہیں یہ کلمہ بڑہا دیجیے اور اگر مراد یہ ہی کہ جہان قرآن میں
لفظ ما ملکت ایمانکم آیا ہی اوسکے یہ معنی ہین تو صرف مغالطہ و دروغ ہی کلمہ ما ملکت ایمانکم سے
کہیں بہی ملک نکاح مراد نہیں بلکہ ملک یمین یعنی رقیت ہی مراد ہو پہر چونکہ لفظ ما الفاظ
عموم سے ہی کہ حاوی ہی جمیع متناولات اپنی کو قال تعالی لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي
الْأَرْضِ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ تَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِي
وَلَا أَعْلَمُ مَا فِي نَفْسِكَ وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذٰلِكُمْ قال طرفۃ عمرو بن عبد الکندی
شعر فان کنت لا تستطیع دفع منیتی فدعنی ابادرہا بما ملکت یدی قال زہیر بن
ابی سلمی شعر فلا تکتمن اللہ ما فی صدورکم لیخفی ومہما یکتم اللہ یعلم وقال
لبید بن ربیعہ العامری شعر فاقنع بما قسم الملیک فانما قسم الخلائق بیننا
علامہا وقال ابو الطیب شعر والہجر اقتل لی مما اراقبہ انا الغریق فما خوفی من البلل
پس اس صورت میں مطابق ترجمہ مصنف کے معنی آیت کے یہ ہین کہ حرام کی گئین تم پر سب آزاد

صورت ممکن ہی مگر کوئی دلیل بقرینہ اوسکے اختیار کرنے کا نہیں اگر قرائن ابطال معنی اول موجود
ہون پس ہمکو کیا ضرور ہی کہ ایک گڑھے ہوئے معنی مصنف کے کہ قرائن لفظی و معنوی اوسکے
خلاف ہین تسلیم کرین اور معنی جماعت جو مصنف نے اسکلمن لکھے ہین وہ بھی نا درست ہین اور یہ جو
کہتا ہی کہ علماء حنفیہ اور دیگر علماء کے نزدیک جگہہ المحصنٰت کے معنی الامور خیر کے ہین اسکا
سبب یہ ہی کہ اگر یہ معنی نہ لین تو اونکا ایک دوسرا اسم یعنی محصنات کا دو جگہ استعمال کرنا
بعینہ ایک بادہوائی بات ہی کہ علماء حنفیہ نے المحصنٰت کو بمعنی المحصنٰت نہیں لیا اور یہ بالبداہت اجتہاد امام
ہمام ابوحنیفہ رح کا البتہ ہی کہ اہل ہوا کی ہواپرستی سے اوسکا ایک یہی حشر کرتے کہ
اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُهَا فِي السَّمَاۗءِ مصنف کو اگر کچھ شک ہی تو جس علماء کی تفسیر بیان کیجاتا
کچھ زیادہ گوئی کی ہی اور ہم نے بھی خوب دل کھول کر جو کچھ اعتراض کیا ہی کہ مطلبین ہم اونکا علماء
حنفیہ کی طرف سے جواب دینگے اب ہم اون دلائل و قرائن کا بیان کرتے ہین کہ جنسے ثابت
ہوتا ہی کہ ترجمہ آیات مذکورہ مصنف نے لکھا ہی بالکل غلط ہی کیونکہ المحصنات مستثنی منہ ہی اور ملکت
ایمانکم مستثنی ہی پس یہ معنی ہوئے کہ حرام کی گئین آزاد عورتین مگر مملوکہ کا حرام اور یہ معنی دو وجہ
فاسد ہین ایک یہ کہ مستثنی جنس مستثنی منہ سے نہین ہی حالانکہ اصل استثنا مین اتصال ہی
اور کوئی وجہ حسن انقطاع کی کہ جسکے سبب استثنی منقطع لایا گیا پائی نہین جاتی دوم یہ کہ لازم آتا
کہ کوئی عورت حلال نہو کیونکہ جب سب عورتین حرام ہوگئین تو باندیان اونکے مملوکات ہی رہگئین
واللازم باطل فالملزوم مثلہ اسکے جواب مین مصنف از راہ مغالطہ کے تفاوت کرتے ہین اور
لکھتے ہین کہ الا ما ملکت ایمانکم جو اس آیت مین آیا ہی اوس سے لونڈیان ہی کے مستثنی
مراد نہین ہین اسلیے کہ نکاح کے سبب سے بھی ملکیت ہو جاتی ہی اور بیٹے بھی بالملکت ایمانکم کا اطلاق
ہوتا ہی اور جو عدد ازواج کی خدائی ہمارے لیے جائز کر دیے ہین اونپر بھی ملکیت کا اطلاق
ہوتا ہی **اقول** شاید کسی اور زبان مین ایسا ہوتا ہو عربی مین تو ہرگز نہین ہوتا جسکو کچھ
کچھ بھی دخل زبان عربی مین ہی وہ خوب جانتا ہی کہ ملک یمین کا اطلاق ہرگز ہرگز اعداد ازواج

کہ خدا نے تمھاری ملک کردی ہین حالانکہ یہان ملکت مالکانہ ہی نہ ملکت تملیکا اور فاعل فعل
ملکت کا ایمانکم ہی نہ خدا ایس مجرد کو معنی مزید فیہ کے ٹھہرانا آپ ہی سے مجتہدون کا کام ہی یعنی تحریف
معنی ملک اور دیگر تحریفات کے بلحاظ کلمات ثابت کے ترجمہ اس طور ہونا چاہیے کہ مگر اتنی کہ جتنی کے مالک
ہوئے ہین ہات تمھارے یعنی اتنی کہ جتنی نکاح مین آئین ہین تمھارے یا آچکی ہین نکاح مین تمھارے
اور ان دونون صورتون مین وہی قباحت جو پہلے اوپر لکھی ہی عائد ہوتی ہی اور اگر ملکت کو معنی
استقبال کے لیا جاوے تو یہ معنی ہونگے کہ حرام ہوئین تم پر آزاد عورتین مگر اوسقدر کہ جسقدر تمھارے
نکاح مین آوین تو اس صورت مین اوس مقدار کی تفسیر جو بلفظ چار کے ہی غلط ہی لفظ ما کو اپنے
معنی تعداد کے لیا ہی چونکہ تعداد مخصوص چار ہی کے ساتھ نہین ہے پس لفظ ما معنی مخصوص چار کے
ساتھ نہین ہوسکتا بلکہ ایک سے لیکر ہزار اور اوس سے زائد تک کو متناول ہی اگر آپ یہ کہین کہ مراد
یہ ہی کہ اوس قدر جس قدر حلال کی ہین خدا نے واسطے تمھارے اور وہ زیادہ چار سے نہین ہین تو
تو ہم کہینگے کہ یہ دوسری مخالفت لغت کی ہوئی یعنی ایک تو پہلے ہو چکی تھی کہ ملکت ایمانکم کو
بمعنی نکاح لیا دوسری یہ ہوئی کہ ملکت کو معنی حلال کرنیکے ٹھہرایا تیسری یہ ہوئی کہ لازم کو فعل
متعدی ٹھہرایا کچھ حصر بھی ہی کہان تک قیود پر قیود لگائے اور مخالفت لغت کی کرتے
چلے جاوگے آپکی ان توجیہات اور تاویلات واہیہ سے کلام معجز نظام کہ جسکے معارضہ سے عرب
ہر بار عاجز ہین ضعف تالیف مین نہایت درجہ کے حد ابتذال کو پہنچا شعر
بر ہوا تاویل قرآن میکنی ٭ پست و کژ شد از تو معنی سنی ٭ کردہ تاویل لفظ بکر را ٭
خویش را تاویل کن نے ذکر را ٭ ایسی ہی خود مختاری پسند ہی تو اتباع کتاب اللہ سے دست کش
ہوکر اپنی تو شیطان اندیش کی مسجد جدی بنایئے اسلام کو بدنام نفرمایئے شعر گر تو قرآن بدین نمط
خوانی ٭ ببری رونق مسلمانی ٭ علاوہ بران ہم یہ کہتے ہین کہ دلیل تحدید چار اس آیت
سے پہلی ہی یا پچھلی اگر بعد کو ہی تو تفسیر آپکی بلفظ یعنی چار صریح غلط ہی اور اگر وہ دلیل
پیشتر کی ہی تو لازم آیا کہ اس آیت سے وہ آیت منسوخ ہوگئی کیونکہ لفظ ما عام ہی اور حکم عام کا یہ

عورتین مگر کل وہ آزاد عورتین کہ جنکے تم مالک ہو چکے ہو یعنی جو نکاح مین تمھارے آ چکی ہین
واہ جناب مجتہد صاحب خوب کہتے ہیں معنی آپنے اپنے اجتہاد کی رو سے بیان فرمائے کہ جس سے کئی امر خلاف
شرع لازم آتے ہیں اول یہ کہ مثلاً کسی شخص کے نکاح مین زیادہ چار عورتون سے آگئین تھین وہ بموجب حکم
نص صریح کے مطابق آپکے اجتہاد کے حلال ہین خلافاً لرسول اللہ صلعم کہ جو حضرت صلے اللہ علیہ
وآلہ وسلم ایسی حالت مین فرماتے ہین امسک اربعاً وفارق سائرھن ثانیاً مثلاً کسی شخص کے
نکاح مین ایک ہی آزاد عورت تھی تو بموجب آپکے اجتہاد کے اور تین حرائر یکبارگی حرام ہو گئین
خلافاً للہ تعالی کہ وہ تعالی فرماتا ہے فَانْكِحُوا مَا طَابَ لَكُمْ مِنَ النِّسَاءِ مَثْنٰى وَثُلَاثَ
وَرُبَاعَ ثالثاً اگر کسی شخص کی عورت بعد نزول آیت متلوہ کے مر گئی یا اوس وقت تک اوسنے
نکاح ہی نہین کیا تھا تو لازم آیا کہ وہ کسی حرہ سے نکاح ہی نکر سکے کیونکہ حرائر آپکے اجتہاد کے
بموجب قاطبتہً حرام ہین بجز اون حرائر کے کہ وقت نزول آیت تک منکوحہ ہو چکی تھین اور جو
پیچھے حرائر کا ما بعد نکاحون مین قیامت تک ممتنع ہے پس یہ سبب نہ پایا جائیگا ایسے حرائر کے سبب
نکاح ما بعد کے محرمات کے ساتھ وجود مین آئے اور آپنے جو کلمہ ما کا یہ ترجمہ کیا کہ (انتہی) یہ تو
نہایت غلط ہے یہان یہ کلمہ ما موصول بمعنی اللاتی یا التی کے ہے تو آپہی کے اجتہاد کے موافق
ترجمہ کلمات آیت کا یہ ہوا کہ حرام کی گئین آزاد عورتین مگر وہ عورتین کہ جنکے تمھارے مالک
ہوئے ہین کلمہ ما کسیطرح بھی عدد پر دلالت نہین کرتا علاوہ بران مستثنی عنہ ذوات محصنات ہیں
... محصنات پس استثنا اعداد کا وارد ہی آیہ پر خلاف ظاہر ہے سمجھ آپکی تقریر و تاویل سے یہ امر لازم آتا ہے
تعداد حلائل یعنی منکوحہ ہونا ہے کیونکہ جب آپنے ما موصولہ کو معنی تعداد ٹھہرایا تو ضمیر عائد محذوف منصوب
ہے کہ جملہ مین بھی اوسیکی طرف عائد ہے اور وہی مفعول ملکت کا قرار پایا پس یہ ہی معلوم ہوا
... یہ امر بالبداہت باطل ہے کیونکہ تعداد حلائل کے ہونیکی صلاحیت نہین رکھتی ذوات معدود
... کہ یہ سکتی ہین مگر تعداد حلائل نہین ہو سکتی اور اس مقام پر آپنے ترجمہ ملکت ایمانکم کا
... بہ خلاف اوسی قاعدہ کے اور نیز بھی بہ خلاف الفاظ کے فرمایا آپ اوسکا ترجمہ یہان اس طور پر لکھتے ہیں

آپکا اعتراض کہ بعد ایکے مولف نے عبارت فخر رازی جو اس طور پر نقل کی فہذا الاول فی
تفسیر قولہ الا ما ملکت ایمانکم وھو المختار ویدل علیہ قولہ تعالیٰ والذین ھم لفروجہم
حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم جعل اللہ ملک الیمین عبارۃ عن سبب
الملک فیما یجب ان یکون ھھنا مفسرا بہ لان تفسیر کلام اللہ بکلام اللہ اقرب
الطرق الی الصدق والصواب انتہی اور اسکی بنا پر لکھتے ہیں کہ پس یہی (یعنی وجہ دوسری)
ٹھیک تفسیر ہے خدا کے کلام الا ما ملکت ایمانکم کی اور اسی کو عالموں نے اختیار کیا ہے اور اسکی صحت پر قرآن مجید کی
دوسری آیت بھی دلالت کرتی ہے سورہ مومنون میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان اپنی عضو
شہوت کی نگہبانی کرتے ہیں بجز اپنی جورو کے یا اونکی جنکے مالک اونکے ہاتھ ہوئے ہیں لیکن اس آیت
میں اسیر جنکے ہاتھ کی ملک سے مسلمانوں کی ملکیت کا اونمیں ثابت ہونا مراد لیا ہے پس واجب ہے
کہ اوس آیت میں بھی یہی مراد لیا جاوے اسلئے کہ تفسیر قرآن مجید کی ایک آیت کی قرآن مجید کی دوسری
آیت سے نہایت ٹھیک رستہ سچائی اور درستی پر چلنے کا ہے **اقول** عجب ماجرا ہے کہ فخر رازی
کچھ اور کہتا ہے آپ کچھ اور ہی فرما رہے ہیں **شعر** اری عندلیب نالان نہ فہما تجھے کرانشا ❊
اوپچ اور سے رہا ہے تو کچھ اور گا رہی ہے واہ وہ کہتا ہے کہ ہذا الاول یعنی پہلی صورت آپ اوسکو وجہ
ثانی پر محمول فرماتے ہیں اور اگرچہ اس جگہ عبارت تفسیر کبیر کی حد سے زیادہ مہمل اور بے ربط ہے کہ
کوئی معنی اسکے صحیح بن نہیں سکتے مگر اس قدر ظاہر ہے کہ مراد اوسکی یہ ہے کہ جو معنی ما ملکت ایمانہم
کی آیہ والذین ھم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم میں ہیں
وہی یہاں بھی مراد لینی چاہئیں ہم بھی اسکو تسلیم کرتے ہیں اور مجتہد صاحب نے بھی اسکو بیان کیا ہے
پس اب کچھ جھگڑا باقی نہیں رہا صرف یہ بات دیکھنی چاہئے کہ آیہ مذکورہ میں ما ملکت ایمانہم مراد
ازواج منکوحہ ہو سکتی ہیں یا نہیں ہم سمجھتے ہیں کہ نہیں ہو سکتیں کیونکہ ما ملکت ایمانہم بہ صریح
تردید یعنی او کے قسیم ازواج واقع ہے اور احد القسمین عین قسیم آخر کا نہیں ہو سکتا اسلئے یہ معنی ہیں
اور وہ لوگ جو اپنی شرمگاہوں کی نگاہ رکھنے والے ہیں مگر اپنی ازواج پر یا اونپر جنکے مالک ہوئے ہیں

کہ موجب حکم ہی اپنے جمیع تناولات مین بالقطع اور بسبب فاصل سے متاخر ہو تو ناسخ ظاہر
ہو سکتا ہی چنانچہ اسی بنا پر اپنے رسالہ حل مختصر مین آیت طَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
حِلٌّ لَّكُمْ کو ناسخ آیت حرمت منحنقہ کا ٹھہرایا ہی پس اس حالت مین بھی تفسیر آپکی بلا دلیل
بیار غلط محض ہی اسلیے کہ معنی منسوخ تفسیر ناسخ کے نہین ہو سکتی پس ان وجوہ سے بخوبی ثابت
ہو گیا کہ کلمات تعداد اور ملک یمین سے نکاح مراد لینا محض تحریف اور صورت ابتذال کلام
معجز نظام ہی یہان تک بیان تھا وجہ اول کا اب بیان دوسری وجہ کا شروع کیا جاتا
مصنف فرماتے ہین کہ دوسری یہ کہ آزاد عورتین تمہیں حرام ہین مگر وہ جنہین اللہ تعالی نے تمہاری ملک
مقرر کردی ہی اور یہ ملکیت جب ہوتی ہی کہ جب ولی موجود ہو اور گواہ حاضر ہون اور تمام
شرطین جو شریعت مین نکاح کے لیے مقرر ہین پوری ہوئین **اقول** اس توجیہ مین بھی
اکثر امور مین مثل توجیہ اول کے قباحات ظاہر ہین اور علاوہ برآن یہ تفسیر آیت کی نہین
درحقیقت اپنی طرف سے ایک کلام فاسد گھڑ کر اوسکو کلام الہی ٹھہرا دینا ہی قطع نظر قباحت
کے چونکہ لفظی ترجمہ آیت کا آپکے اجتہاد کے موافق اس شق پر یہ ہوا کہ حرام کی گئین تمپر آزاد
عورتین مگر جنکا نکاح تمہارے ساتھہ مطابق شریعت محمدی کے باجتماع جمیع شرائط شرعیہ
ہوا ہو یا ہو چکا ہو پس مثلاً اگر کسی کا فر کا نکاح کافرہ سے ہوا ہو اور بعد نکاح کے دونون مسلمان
ہو گیے تو لازم آیا کہ وہ عورت اوسپر حرام ہو جاوے اور تفریق اونکے درمیان مین کردیجاوے
کیونکہ ظاہر ہی کہ نکاح کفار کا مطابق شرع محمدیہ باجتماع شرائط شرعیہ نہین ہوتا والا لازم
باطل شرعا فالملزوم مثلہ پھر آپ ہی صفحہ ۱۲۱ مین معترف ہین کہ اس جگہ یعنی اس آیت مین
خدا تعالی نے جو عورتین اور رشتہ دار عورتین حرام ہین اور جو حلال ہین اونکا بیان
فرمایا ہی انتہی اس سے ظاہر ہی کہ شرائط اور حضور ولی و شہود کا کچھہ تذکرہ آیت مین نہین
اور نہ اوسکے واسطے سیاق آیت کا ہی پس تفسیر آیت کی اس طور پر جو آپنے کی کہ جس سے
صاف ظاہر ہوتا ہی کہ سیاق آیت واسطے شرائط نکاح کے بھی ہی سراسر یہ تفسیر آپکے خلاف ہی

کہ مصنف نے جو اوپر ارادہ معنی شوہردار کے طعن فرمائے ہیں یہ طعن اونکا بیجا اور بالکل بیجا ہے لہذا اوسکے
اقوال بیہودہ کا تھوڑا گفتگو کرتے ہیں قال اس آیت میں جو لفظ محصنات کا ہے اسکے معنی اکثر
مفسرین نے شوہر والی عورتیں لیے ہیں اور ما ملکت ایمانکم کے لفظ سے یہ مراد لی ہے کہ وہ جو لڑائی میں
قید ہو آئی ہوں اور اونکے کافر شوہر دار الکفر میں ہوں انتہی اقول پہلے ہم اوپر یہ ثابت کر چکے ہیں
کہ اس مقام میں از روے لغت عرب کے محصنات کے صرف دو ہی معنی ہو سکتے ہیں تیسرے کوئی معنی
نہیں یا شوہردار یا عفیفہ اور چونکہ خود مصنف بھی اس جگہ عفائف مراد نہیں لیتے تو بس
اسکے بجز شوہردار کے اور کوئی معنی باقی نہ رہے اور بالضرورۃ لازم آیا کہ اس جگہ یہ معنی محصنات بسبب
صرف زنان شوہرداری متعین ہوں اور ہم اوپر یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ ملک یمین نکاح کے
معنی میں کہیں نہیں آیا ملکیہ بدلیل آیہ کریمہ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ
أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ ازدواج اور ملک یمین باہم قسیم اور مباین ہیں پس جو معنی ملک ایمانہم
کے کافہ مفسرین نے لکھے ہیں وہ ایسے مطابق لغت عرب کے ہیں یہ معنی ایسے نہیں کہ جیسے
مصنف نے دل سے گڑھے ہیں اور اعتبار ہونے شوہروں کا دار الکفر میں جو کیا گیا ہے وہ
بالحاظ شان و واقعہ نزول آیہ اور حدیث مشہور کے ہے جسکو مسلم نے اور دیگر اصحاب سنن نے
طرق متعددہ سے روایت کیا ہے اور یہی بدلیل اور احادیث کے کہ جنمیں یہی الفاظ ہیں اور ہر ایک
ایک عورت کے فراش دو مردوں کی ہو چنانچہ ہم یہاں احادیث واقعہ نزول آیت کے لکھتے ہیں

ان رسول الله صلعم یوم حنین بعث جیشا الی اوطاس فلقوا عدوا فقاتلوهم فـ
ظهروا علیهم فاصابوا لهم سبایا فكان الناس من اصحاب رسول الله صلعم تحرجوا
من غشیانهن من اجل ازواجهن من المشركين فانزل الله عز وجل في ذلك والمحصنات
من النساء الا ما ملكت ايمانكم اي فهن حلال لهم اذا انقضت عدتهن وعن ابي سعيد
الخدري ورفعه انه قال في سبايا اوطاس لا توطأ حامل حتى تضع ولا غير ذات حمل
حتى تحيض حيضة رواه ابو داؤد وعن رويفع بن ثابت الانصاري قال قام

خاک سے دارت اور اشتال میں مانند تفسیر مصنف کے ڈال دیا ہو تو یہ ایسی نہیں کہ مثل تفسیر معتبرہ کے
از راہ سہو ادبی کے اوس میں قیود بالا قیود بڑھا کر اصل نظم میں اصلاح اپنی طرف سے دیگر نوبت تحریف
کی پہنچا دی گئی ہو یا انکی نسبت اوس تفسیر کے ایسے ایسے کلمات زبان پر لانا اور اپنی تفسیر کو
جو تمام تر خلاف لغت اور بناوٹ کی تقریر اور سلسلہ نظم قرآن سے جدا ہے بہتر اور معتبر سمجھنا اسکو
گمراہی اور تمام تر جہل ہے **قال** نہ اوس میں لڑائی کی قید ہے نہ کچھ ذکر ہے اور نہ لفظون کی معنی نا
اقول ہر گاہ کہ واقع نزول آیت مذکورہ آنا قید کا جہاد کا اور تخریج موذیوں کا ہی چاہیے شان
سمجھئے جیسا کہ احادیث مذکورہ بالا سے ثابت ہوا اور معانی الفاظ تحیزان ماثور تفسیر کی گئے
ہیں نامہ کچھ نہیں جیسا کہ مفصلاً گذرا تو جہل مصنف کا ہے جو ایسا فرماتے ہیں

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ❊ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ❊ نعم سخن گر نکند مستمع ❊
قوت طبع از متکلم مجوی ❊ **ابیات** اذا عیر الطائی بالبخل مادر ❊ وعیر قسا فاالفہاہۃ باقل
وطاولت الارض السماء سفاہۃ ❊ وفاخرت الشہب الحصی والجنادل ❊ وقال السہا للشمس انت
خفیۃ ❊ وقال الدجی للصبح لونک حائل ❊ فیا موت زر ان الحیوۃ ذمیمۃ ❊ ویا نفس
جدی ان دہرک ہازل **قال** یہ جو لوگ کہ واہیات من الناس سے تفسیر وار تقویت
دلا لیتے ہیں انکے پاس اوسکی کیا سند ہے **اقول** سند لغت ہے اور سند احادیث صحیحہ ہے جو
نا تجھ بیان اوسکا اوپر گذر چکا حیرانی ہے کہ آپ اوس کس قسم کی سند چاہتے ہیں آپ کی وہ مثل ہے
کہ قاضی نے تو بہت سر ڈالا پر میں نہ ہاری **قال** اسلئے کہ لفظ متعدد المعنی ہے ایک معین معنی
مسئلۂ علمیہ کے اخذ کرنے کو مقرر کرنے کے لیے کوئی دلیل عقلی یا نقلی چاہیئے سو میاں نجم الغنی صاحب نے
سے ایک بات کہہ دینے کی نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ نقلی **اقول** معنی لفظ اوس مفہوم کو کہتے ہیں کہ
واضع لغت نے اوس لفظ کو واسطے اوس مفہوم کے بنایا ہو پس جو مفہوم ایسا ہو کہ واضع نے
وہ لفظ اوسکے واسطے نہ بنایا ہو اوس مفہوم کو معنی لفظ ہرگز نہیں کہہ سکتے جس طرح سرد کی
تخصیص مفہوم آزادی کو معنی مخصوصات قرابت یا مفہوم نکاح کو معنی ملک یمین ٹھہرا دینا تو تبدیل

فینا خطیبا قال اما انی لا اقول لکم الا ما سمعت رسول اللہ صلعم یقول یوم حنین
لا یحل لامرأ یؤمن باللہ والیوم الآخر ان یسقی ماءہ زرع غیرہ یعنی اتیان الحبالی
ولا یحل لامرأ یؤمن باللہ والیوم الآخر ان یقع علی امرأۃ من السبی حتی یستبرءھا
الحدیث رواہ ابو داود والترمذی بمعناہ پس ظاہر ہوا کہ یہ تفسیر تمامتر مطابق لغت عرب اور
مطابق وحی صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہی اور کسی دلیل عقلی کے بھی خلاف نہیں
قال اس گھڑی ہوئی تقریر سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ لڑائی مین جو عورتین شوہر والی یا بے
شوہر والی پکڑی جاوین وہ لونڈیان ہین اور اونسے بہائم کے مانند مباشرت کرنی درست ہی
اقول خلاصہ اس تقریر غیر معقول مجتہد کا صرف دو امر ہین ایک یہ کہ یہ تقریر کا خود مفسرین
کی گھڑی ہوئی ہی دوسرے یہ کہ یہ مباشرت مثل بہائم کے ہی سو امر اول تو مبنی اوسپر کمال غلطی
کے ہی کیونکہ اس تفسیر مین کوئی ایسی بات نہین کہ خلاف لغت عرب ہو محصنات کے معنی
لغت مین منکوحات ہین ملک یمین کے معنی بھی مطابق لغت ہین استثنا بھی متصل ہی منقطع
نہین کہ جسکو خلاف اصل کہہ سکین لفظ ما کو محمول اوپر اعداد اور شرائط کے نہین کیا گیا
پھر کونسی چیز اس تفسیر مین ایسی ہی کہ جسکی بنا پر کوئی کہہ سکے کہ یہ تفسیر گھڑی ہوئی ہی امر دوم کا
جواب یہ ہی کہ یہ مباشرت مانند بہائم کے البتہ اوسوقت ہو سکتی تھی کہ انقطاع کلی درمیان شوہر
اور زن کے نہو جاتا یا اختلاط ماؤن لازم آتا حالانکہ تفسیر مذکور اون دونون مین سے
کسی امر کے مستلزم نہین اگر اس مباشرت کو مصنف تقلیداً بعض توہم پرستون کے مثل بہائم کہتے
ہین تو مباشرت مطلقات اور شوہر مردہ عورتون کو بھی ایسا ہی سمجھتے ہین **قال** یہ تفسیر محض
خدا نے ضلالت تقلید سے بچایا ہوگا اور خدا کے کلام کو اوس ادب سے جسکا وہ مستحق ہی دیکھیگا اور غور
کریگا کہ اس آیت کی یہ مراد نہین **اقول** تفسیر کا مفسرین کو بنی بر تقلید سمجھنا جہل ہی وہ تفسیر ایسی
نہین کہ مصنف کی تفسیر خاسر کے مانند بر خلاف لغت مبنی بر تقلید ان موجب گمراہی ہو وہ
ایسی نہین کہ کلام معجز نظام کو اوسنے ضعیف التالیف کر کے مرتبہ عالیہ اعجاز سے ساقط کرے

اوسکا کسی طرح پر لائق تسلیم کے نہین ہو کیونکہ نہ واضع ہوئے اون الفاظ کو واسطے ان معانی کے کہ
وضع کیا ہی نہ کسی اصطلاح خاص یا عرف عام مین نقل کیا گیا ہی جب یہ بات معلوم ہوگئی تو ہم
کہتے ہین کہ لفظ محصنات کے دو ہی معنی ہین ایک زنان شوہر دار دوسرے عفائف اور یہ بھی ظاہر
ہو کہ الفاظ متعدد المعانی جہان کہین بولے جاتے ہین تو ہر ایک موقع پر ایک ہی معنی منجملہ معانی
متعددہ کے مراد لیے جاتے ہین سب معانی معًا ایک محل پر مراد نہین ہو سکتے اور اس جگہہ پہلا دونون
معنون کے ایک معنی یعنی عفائف تو باتفاق مصنف و دیگر مفسران عالیقدر کے مراد نہین تو ضرور
لازم آیا کہ زنان شوہر دار ہی مراد لیے جاوین اور یہ جو فرماتے ہین کہ ایک مسئلہ غلطیہ کے اختیار کرنے کو
اگر یہ اونکا گمان فاسد ہی مفسرین رحمہم اللہ تعالی کا یہ کام تھا کہ اپنے دل سے کوئی مسئلہ شرعی گھڑ کر
اوسکی تائید کے واسطے قرآن مین تاویل کرین او تحقیق تو جو معانی کلمات قرآن کے ازروے
لغت عرب کے تھے اور احادیث نبوی اونکے مؤید تھین بیان کیے بعد ان کے کوئی مسئلہ شرعیہ
اوسپر متفرع ہوا تو اوسمین اونکا کچھہ اختیار نہین اور یہ جو کہتے ہین کہ خبر اپنے قیاس کے اگر یہ بھی چل جاے
اونکی تفسیر مین قیاس کہان ہی مگر مصنف نے جو تفسیر کی ہی البتہ وہ سراسر مبنی بر قیاس فاسد کے
چنانچہ قول اونکا دلیل صریح قیاس کی موجود ہی کہ او جگہہ محصنات سے آزاد عورتین مراد ہین تو
اس جگہہ بھی وہی مراد ہین اب ہم بفرض صحت اوسکے کہ محصنات کے ایک معنی حرائر بھی ہین
مصنف پر اعادہ اونکی تقریر کا کرتے ہین کہ یہ لوگ والمحصنات من النساء سے آزاد عورتین مراد
لیتے ہین اونکے پاس اوسکی کیا سند ہی اسلیے کہ لفظ متعدد المعنی سے ایک معین معنی ایک مسئلہ
غلطیہ (یعنی ابطال رقیت واسری کی) اختیار کرنیکے لیے کوئی دلیل عقلی یا نقلی چاہیے سو یہان بجز
اپنے قیاس سے ایک بات کہہ دینے کی نہ کوئی عقلی دلیل ہی نہ نقلی اب فرمائیے جناب آپ اسکا
کیا جواب دے سکتے ہین ہمنے تو آپ کو جواب معقول دیدیا اور دلیل عقلی اور نقلی دونون بیان
کردین اب آپ دلیل عقلی یا نقلی پیش کیجیے **قال** علاوہ اسکے اگر بالفرض ایسا کہیے کہ ذوات
ہی مراد لیجاوین تو بھی آیت کے معنی یہ ہونگے کہ تمپر آزاد عورتین حرام ہوگئی ہین مگر وہ آزاد عورتین

وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ○ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ ○ الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ
الْفِرْدَوْسَ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○ فلاح پائی اون مومنوں نے جو اپنی نمازوں میں خشوع کرنے والے ہیں
اور وہ جو لغو باتوں سے بچنے والے ہیں اور وہ جو زکوٰۃ دینے والے ہیں اور وہ جو اپنی شرمگاہوں
کی نگاہ رکھنے والے ہیں مگر اپنی ازواج پر یا اونپر جنکے مالک ہوں ہاتھ اونکے پس بیشک وہ
ملامت کردہ شدہ نہیں ہیں پس جس شخص نے قصد کیا سوا اسکے وہی زیادتی کرنے والے ہیں
اور فلاح پائی اون لوگوں نے جو اپنی امانات و عہد کی رعایت رکھنے والے ہیں اور جو لوگ
اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے ہیں یہی لوگ وہ وارث ہیں کہ وارث ہونگے فردوس کے
وہ لوگ ہمیشہ اوسمیں رہنے والے ہیں دیکھیے کہ کس تاکید سے خدا تعالیٰ نے نسبت نگہبان اون
بے لحاظی کے فرمایا ہے فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ اور اگر آپکو کچھ بھی مداخلت علم معانی و بیان
میں ہوتی تو آپ سمجھتے کہ تعریف مسند الیہ کی سو صورت کیسے ساتھ ارادت اُولٰٓئِكَ هُمُ
الْوَارِثُوْنَ میں اور پھر تاکید بضمیر منفصل یعنی هُمْ کی از باب اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ سے ہے
اور پھر توصیف اسکی الَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ اور پھر تاکید اسکے ساتھ هُمْ فِيْهَا
خٰلِدُوْنَ کی بسبب ترک فصل کے باب لاریب فیہ سے ایسی نہیں ہے کہ کوئی شخص جو قرآن پر
ایمان رکھتا ہو نہ سمجھے اور نہ سمجھ سکے کہ اسکا کچھ لحاظ تھا تھوڑی ہی غور اسی آیت کے مضمون فرمانے
کہ لغو امور سے بچنے کی وَعَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ میں صاف نص فرمائی اور لغو امور کو مانع فلاح ٹھہرایا
بڑا تعجب ہے کہ ایسی بے لحاظی کو جسکے ارتکاب جرم آئین قدرت لازم آتا ہے باعث مدح مصداق
فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْمِيْنَ کا قرار دیا اور اونھیں بے لحاظوں اور نگہبان جرم آئین قدرت
اور جرم فطری اصول تمام جرائم کو وارث فردوس میں ٹھہرایا یہ کیسی بے لحاظی اور کیسا
جرم آئین قدرت و فطری ہے کہ وبال اسکا لغو امور کی برابر بھی نہیں غرضکہ تسری اور استمتاع
دو حال سے خالی نہیں یا مشروع تھا یا نامشروع اگر نامشروع تھا تو معمول بہ انبیاء علیہم اور صحابہ
رضوان اللہ علیہم کا حضور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح رہا اور اگر مشروع تھا

ہونیکی عدم جاہا یہی حکام اور امر آنحضرت کے پاس اور ہوتے تو اس آیت کا مطلب سمجھنے میں کچھ دقت نہیں قال یہ جگہ
خدا تعالیٰ نے جو عورتیں اور رشتہ دار عورتیں حرام ہیں اور جو حلال ہیں انکو بیان فرمایا اقول صحیح ہے اور حق اور یہ جو
واقع میں اس آیت میں بیان ہو رہا ہے وہ محرمات کا نہ اولاد نکاح اور تعداد عورتوں کا افسوس ہے پھر افسوس ہے اوس
شخص کے حال پر نا اہل ہے کہ یہ کلمات بھی زبان سے کہتا جاوے اور از راہ تقلید کے بہت اصرار سے بعض کلمات آیت کو محمول اوپر تعدد
نکاح کے کرے اسلیے اجتہاد نا درست ہے تو تقلید ہی کسی کامل کی ہزاران ہزار درجہ بہتر ہے شعر

سایۂ یزدان بود بندۂ خدا ۔ مردۂ این عالم و زندہ خدا ۔ دامن او گیر زودتر بے گمان
رستہ از آفات آخر زمان ۔ خاک شو مردان حق را زیر پا ۔ خاک بر سر کن حسد را ہمچو ما

قال مگر قبل از نزول آیت کے اسکا کچھ لحاظ نہ تھا خدا تعالیٰ نے جو کچھ کہ قبل اس آیت کے ہو چکا تھا
اسکے جائز رکھنے کو یہ فرمایا کہ جو آزاد عورتیں تمہاری ملک ہو چکی ہیں یعنی اوس زمانہ کی رسم
بموجب تصرف میں آچکی ہیں وہ حرام نہیں پس اس سے کوئی حکم رقیت مستقبلہ کا نہیں نکل سکتا
اقول اسکے کیا معنی کہ لحاظ نہ تھا صاف فرمائیے کہ مشروع تھا یا نہ تھا جو لفظ کہ برابر شریعت انبیاء علیہم
السلام میں عہد ابراہیم علیہ السلام سے مشروع ہو کر چلا آیا اوسکی نسبت ایسا مہمل کلمہ کہنا کہ لحاظ
نہ تھا صریح دھوکا ہے بڑے تعجب کی بات ہے کہ جو امر کہ خلاف آئین قدرت اور مذہب بدویوں کا ہو
اوسکا انبیا کو بھی کچھ لحاظ نہ تھا کیا ایسے بڑے بڑے پیغمبر جو قانون قدرت اور نیکی و بدی کے
جاننے والے اور اعلم الناس بلکہ اعلم المخلوقات والکائنات تھے ایسے غافل تھے کہ محض
از راہ بے احتیاطی اور بے لحاظی کے خود بھی مرتکب اوس امر کے تھے جو خلاف آئین قدرت
اور مذہب بدویوں کا تھا اور اوروں کو بھی اوسکی اجازت فرماتے تھے اور خدا کا فرمان اس طرح پر
سناتے تھے قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ○ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ
عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّکٰوةِ فَاعِلُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ○ اِلَّا
عَلٰی اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ○ فَمَنِ ابْتَغٰی وَرَاءَ
ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْعَادُوْنَ ○ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمَانَاتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رَاعُوْنَ ○

تو نا مشروع کسطرح ہو گیا اگر کہیے کہ رمضان ۸ سنہ ہجری مین حج حرام ہو گیا تو آپکا یہ قول
غلط ہی کیونکہ یہ آیت جسمین یا ان کلام ہی شوال ۸ سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہی اور اوسکے جواب
پیغمبر صلعم سے اجازت [illegible] کے بعد ہجرت کی دی چنانچہ بحث اوسکی مفصل عنقریب آویگی پھر جو آپنے
آیت کریمہ کے ترجمہ مین بطور اصلاح قرآن کے بطرز محرر ۱۱ [illegible] اور یہ جو آخیل آپ بھی لکھا اور اوسکے بعد
یہ لاالعنی فقرہ لکھا ہی (کہ اور زمانہ کی رسم کیوجہ [illegible] ہمن آچکی ہین) فرمائیے کہ یہ فقرہ
لاالعنی طبعزاد ہی یا کسی آیت کا ترجمہ ہی یا کسی حدیث کا یہ فقرہ آپکا تحریف معنوی ہی اور
قرآن مجید اوس سے محفوظ ہی جناب آپ تو بہت اصرار اور تشدد سے اپنے تئین اون آداب کا پابند
سمجھتے ہین کہ جو کلام الٰہی کو بہت ادب کے ساتھ دیکھتے ہین تعجب یہ کیسی بے ادبی ہی کہ کلام مقدس مین
قید بر قید و فقرات پر فقرات دل سے گھڑ کر بڑھاتے جاتے ہین شعر جامی مہلا ف میزنی از کبار
دامنی پر ببرزقہ لکو انہمہ داغ ناسرا جیست اور یہ جو آپ یہ لکھتے ہین کہ اس سے کوئی حکم ثابت نہیں ہوسکتا
اگر ہم آپسے دریافت کرتے ہین کہ ثبوت مستقل آپ کس زمانے کے اعتبار سے چاہتے ہین جب زمانہ قبل
ابت [illegible] تک قیمت جائز تھی تو بیان آپکے ذمہ ہی کہ اس نہ ماننے کے بعد حکم ممانعت کا ثابت کیجیے
ورنہ اس طرح پر تو بہت گنجایش انکار بہت سے مشروعات کی نکل آویگی پھر جب خود آپ معترف ہین کہ یہ نکاح
پیشتر قبل اس آیت کے ہو چکا تھا اور اسکے جائز رکھے کو یہ فرمایا پس جواز اوسکا روز نزول آیت کے بموجب حکم
خدا کے تو خود آپ ہی کے اعتراف سے ثابت ہو گیا اب اس امر مین آپ ہی کے اقوال پر کلام رہا کہ یہ آیت
[illegible] نازل ہوئی ہی یا بعد اوسکے اور جو چیز کہ بحکم خدا جائز ہوئی آیا اوسکو بہ سبب [illegible] حرام
اور اسکو ہم ثابت کر چکے ہین کہ یہ آیت شوال ۸ سنہ ہجری مین یعنی بعد از نزول آیت [illegible] کے نازل
ہوئی ہی اور ہم یہ بھی بیان کر چکے ہین کہ جو چیز بحکم شارع جائز ٹھہرائی گئی اوسکو بہ سبب [illegible] کہنا سر خطا
پیشتر ہی [illegible] ہی قال اسکی نظیر اسی سورۃ مین اور اسی جگہ موجود ہی کہ اہل عرب اپنے باپ کی جورو کو
جو بیاہ مین کچھ قباحت نہین سمجھتے تھے جب اوسکی نہی آئی تو فرما دیا کہ اس سے پہلے جو ہو چکا وہ ہو چکا
چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہی مت نکاح کرو اون عورتون سے جنسے تمھارے باپون نے نکاح کیا مگر جو کچھ

فإن قلت كيف استثنى ما قد سلف من ما نكح آباؤكم قلت كما استثنى غير أن سيوفهم
من قوله ولا عيب فيهم يعني إن أمكنكم أن تنكحوا ما قد سلف فانكحوه فلا يحل لكم
غيره وذلك غير ممكن والغرض المبالغة في تحريمه وسد الطريق إلى إباحته كما تعلق بالمحال
في التأبيد في نحو قولهم حتى يبيض القار وحتى يلج الجمل في سم الخياط اور اگر اسکو استثنا
منقطع اور الا کو بمعنی لکن لیا جاوے تو جملہ ما قد سلف جو مبتدا ہے خبر اسکے محذوف ہوگی یعنی اوسپر کچھ مواخذہ
ار تکاب جیسا جرم گذشتہ کا کیا جاوے جیسا کہ اور ہمیں کبائر میں واقع ہوا ہے قل للذين كفروا إن
ينتهوا يغفر لهم ما قد سلف اور اصلاً یہ مقصود نہیں ہے کہ وہ نکاح باقی رکھا جاوے گا اسپر آیہ
تفسیر بیضاوی میں مرقوم ہے وقيل الاستثناء منقطع ومعناه لكن ما قد سلف فإنه
لا مؤاخذة عليه لا أنه مقرر إنه كان فاحشة ومقتا علة للنهي أي إن نكاحهن
كان فاحشة عند الله ما رخص فيه لأمة من الأمم ممقوتا عند ذوي المروات
ولذلك سمي ولد الرجل من زوجة أبيه المقتي یعنی کہا گیا ہے کہ استثنا منقطع ہے اور معنی
یہ ہیں کہ لیکن جو کچھ گذر گیا اوسپر مواخذہ نہیں یہ بات نہیں کہ وہ نکاح قائم رکھا گیا کہ بیشک ایسا
نکاح بے حیائی اور فحش اور موجب غضب ہے یہ علت نہی کی ہے کسی امت کو خدا نے رخصت ایسے نکاح
کی نہیں دی اور مبغوض ہے نزدیک ارباب مروت کے نزدیک اور اسی واسطے ایسے نکاح کی اولاد کو
مقتی کہا جاتا تھا انتہیٰ ظاہرا فی ضمیر مصنف یہ ہے کہ نکاح کسی کا جو زوجہ باپ کے ساتھ قبل از نزول
آیہ تحریم ہوا تھا تو جس طرح پر اوسکو باقی رکھا گیا اوسی طرح پر رقبیت جو پہلے سے ہو چکی تھی وہ بھی
قائم رکھی گئی مگر یہ غلطی فاحش ہے ایسا نکاح سابقا اور لاحقا ہرگز ہرگز جائز نہیں بلکہ ایسا نکاح کوئی
امت میں جائز نہیں ہوا یہاں تک کہ کفار عرب بھی اسکو مبغوض جانتے تھے اگر مصنف ابقاء
نکاح مذکور کے مدعی ہیں تو اوسکو ثابت کریں اور اونکا حوالہ جو خبر محذوف کی تقدیر یہ کی ہے کہ وہ اس
استثناء میں داخل نہیں اور ظاہر اس سے اونکا ارادہ اثبات باقی رکھنے نکاح مذکور کا ہے تو یہ تقدیر
اونکی محض بے دلیل ہے مضمون طبع زاد اور بناوٹ ہے غور کیجیے کہ جس نکاح کی نسبت ایسا کہا گیا

کسی طرح کے بلا انکار ہوتے تھے اب جو خود قرآن شریف سے ثابت ہو کہ یہ نکاح جنسی شنیع فحش
اور موجب غضب الٰہی ہو اور کہ انہ کان فاحشۃ ومقتا وساء سبیلا سے نکلتا ہے کہ کیا تھا سو باپ کی
جورو سے وطی کرنا فحش اور غضب اور بری راہ تو اوس وقت بھی کہ جاہلیت میں بہت پرہیز کرتے تھے اور
اسی سبب سے جو کوئی اہل عرب میں سے ایسا کرتا تھا اوس نکاح کو نکاح المقت یعنی نکاح مبغوض
اور اوس نکاح کرنے والے کو اور اوسکی اولاد کو مقتی کہتے تھے پس یہ قول تمہارا کہ
عرب ایسے نکاح میں قباحت نہیں سمجھتے تھے ناسمجھی اور جہل مرکب سے ہے دوسرے
صورت متنازعہ کو بھی کچھ تعلق مقیس علیہ سے نہیں کیونکہ ایسے نکاح کا کبھی کوئی شخص خود نکاح کرنے والا
مرتکب یا اجازت دینے والا شریعت میں کا حال یہ ہے کہ قبل از تحریم قرآن ایسے نکاح سے کبھی جواز
جائز نہیں ہوا چہ جائیکہ بعد از تحریم متمتع جائز ہو چنانچہ سنئے اوپر ایک حدیث نقل کی ہے جسکا
یہ مضمون ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے ایک شخص کے قتل کا حکم صادر فرمایا پس
قیاس مجتہد کا ہر آئینہ قیاس مع الفارق ہے صورت متنازعہ کسی طرح پر مطابق صورت مقیس علیہ
کے نہیں تھا پس قیاس مجتہد عصر کا بلحاظ شرائط وارکان قیاس کے ہرگز صحیح نہیں ہو بلکہ اس سے ظاہر ہوتا ہے
ہنوز وہ شرائط وارکان قیاس سے بھی واقف نہیں اور باوجود ناواقفی کے اپنے تئیں مجتہد بتاتے
ہیں اب رہا کلام الا ما قد سلف میں اگر اسکو استثنا متصل تصور کیا جاوے اور کلمہ ما کو
جو نکح پر داخل ہے عام کہ متناول ہو منکوحات سالفہ اور باقیہ اور مستقبلہ کو لیا جاوے اور اوس
سالفہ کو مستثنیٰ کیا جاوے تو یہ معنی ہونگے کہ نکاح کرو اون عورات کو جنسے تمہارے آبا نے
اب کیا مگر جنکے ساتھ اونکے اونکو جو مر گئے ہیں تو یہ کلام از قبیل مبالغہ باب لا عیب فیہم غیر ان سیوفہم
بہن فلول من قراع الکتائب اور حتی ابیض القار اور حتی یلج الجمل فی سم الخیاط سے ہوگا
یعنی کسی صورت اجازت ایسے نکاح کی نہیں مگر ایک صورت نکاح کی ساتھ گذشتگان کے
چونکہ یہ محال اور ممتنع ہے پس کسی طرح کوئی صورت جواز کی باقی نہ رہی اکثر مفسرین نے اسی طرح سے
اسکی تفسیر کی ہے اور مختار علامہ زمخشری کا یہی تفسیر ہے چنانچہ وہ تفسیر کشاف میں لکھتے ہیں

تخصیص و نسخ بھی باقی نہ رہے جب یہ دریافت ہوا تو متحقق ہوا کہ آیت اولی یعنی ان خفتم الا

تعدلوا فواحدة او ما ملکت ایمانکم سے تو ظاہر ہی ثبوت ملکیت مین ہی

رقیت ہین اور نص ہی نکاح مملوکات ہین اور آیت ثانیہ یعنی والمحصنات من النساء الا ما ملکت

ایمانکم ظاہر ہی ثبوت ملکیت مین ہین اور نص ہی جواز وطی مملوکات مین اسلیے کہ احتمال تاویل و

تخصیص نسبت بیان احادیث مذکورہ بالا کے منقطع ہوگیا **قال** آیت سوم اللہ تعالی نے سورہ نسا

مین فرمایا ہی ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المؤمنات فمن ما ملکت

ایمانکم من فتیاتکم المؤمنات اور جو کوئی تم مین سے نہین مقدور رکھتا ہو کہ سوا ان آزاد

عورتون سے نکاح کرے تو جو عورتین تمہارے ہاتھون کی ملکیت ہو چکی ہین اونہین سے جو مسلمان ہو چکی

ہین اون سے نکاح کرے **اقول** یہ آیت بھی ظاہر ہی ثبوت ملکیت اور رقیت مین نص ہی نکاح

مملوکات مین اور اس آیت مین بھی کلمہ ما ملکت ایمانکم ہی جو آیت ثانیہ مین تھا اس آیت مین کلمہ من موصول

مبتدا ہی کہ صلہ اوسکا جملہ فعلیہ یعنی لم یستطع الخ ہی پس بموجب ضابطہ مصرحہ علم نحو کے مبتدا مذکور متضمن

معنی شرط کو اسی سبب سے اوسکی خبر مین حرف فا کا لانا جائز ہوا اور ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ جب

افعال ماضی لفظا یا معنا جب شرط و جزا مین واقع ہونگے تو معنی استقبال کے مفید ہونگے دیکھو لم یستطع

بسبب دخول لم جازمہ کے معنی ماضی ہی اور باوجود ماضی ہونیکے مفید معنی استقبال ہی چنانچہ خود مجتہد صاحب

اوسکا ترجمہ بلفظ ماضی نہین فرماتے پھر مین حیران ہون کہ ملکت کو کیون بلفظ ماضی ترجمہ

کرتے ہین اور کیا وجہ ہی کہ جس طرح پر ملکت کے معنی ملکیت ہو چکی ہین گذرتے ہین اسی طرح لم یستطع

کے معنی مقدور نہ رکھ چکا ہی کیون نہین گذرتے پھر اوس سچائی اور ٹھیک راہ سے جسکو [illegible]

مقدمہ مین بہت اصرار سے اختیار فرمایا تھا یہان کیون برگشتہ ہوگئے اور کلمہ ما ملکت [illegible]

اوس سچائی سے کچھ چھوکریان مراد لینے لگے اور ہر گاہ کہ اس آیت مین خود مجتہد صاحب نے وہی معنی مراد

لیے ہین جو مفسرین نے [illegible] مقدمہ مین لکھے ہین تو غالب ہی کہ یہ مقدمہ مین جو کچھ [illegible] مفسرین

عالیمقدار کے طعن و تشنیع کی ہی اوس سے درگذر کرینگے **قال** آیت چہارم [illegible]

فرمایا ہے یاد ہین کہ ایک کان فاحشة ومقتا وساء سبیلا اور وہ کو باقی رکھا جاتا ہے
اگر کان کو اوس کان اللہ علیما حکیما کیا جاوے تو معنی یہ ہونگے کہ اس حکم میں جمیع ازمنہ میں ثابت ہے
اور اگر نفی ماضی لیا جاوے تو قبولیت کا زمانہ ماضی ہو لفظ کان ظاہر ہوا اور جو چیز کہ ایسی
قبیح زمانہ ماضی مین مشہور ہو تو وہ ہماری شریعت مین کسی طرح سے باقی رکھنے کے قابل نہین اور
چونکہ کلمہ بسیار بجا افعال ذم کے ہوا اور فعل ماضی تھا کہ معنی ماضی سے نقل کر کے بمعنی حال واسطے الشارع کے
لایا گیا ہے تو مذموم ہونا اس قسم کے نکاح کا جمیع ازمنہ ماضی و حال و مستقبل مین خود آیت ہی سے ثابت
ہوگیا اور جو چیز کہ نفس الامر مین مذموم ہو اور مذموم ہونا اوسکا ایسا ظاہر ہے کہ کفار عرب بھی اوسکو
مذموم اور ممقوت سمجھتے ہوں تو اوسکی بقا کا شرع مین کسی طور سے حکم نہین ہو سکتا یہان تک جواب آیۂ
والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم مین کلام تھا ختم ہوچکا اور تحریر مقصد کا حال
دریافت مقتضیات معانی اور فہم قرآن وحدیث اور واقفیت لغت عرب اور صحت وفساد قیاس
کے جیسا کچھ ہے خوب ہی کھل گیا اب بطور خاتمہ کے ایک مختصر بات لکھتا ہوں کہ خود مجتہد عصر کے
اقرار سے ثابت ہو چکا کہ زمانہ نزول آیت تک استرقاق اور تسری ممنوع نہ تھی اور بے نص قرآنی
اوسکے جواز پر ناطق بھی پس اگر وہ اپنے دعوی تحریم مین سچے ہین تو ایسی نص قرآنی
جس سے حرمت استرقاق وتسری کی ثابت ہو اور اس آیت کے بعد نازل ہوئی ہو پیش ان
دینو سند پہ سب ناظرین ہو گے اونکا جدال جاہلانہ اور تحکم معاندانہ بھی جاوے گی اب ہم تفصیل وجوہ
بیان آیات مذکورہ کی مطابق قاعدہ مصرحہ اصول فقہ کے لکھتے ہین اور آیندہ ہر ایک آیت
کے ذیل مین شرح اوسکی کرتی جاوینگے انشاء اللہ تعالی جاننا چاہیے کہ نظم باعتبار دلالت کے
اوپر معنی کے چار قسم پر ہے ظاہر اور نص اور مفسر اور محکم ظاہر اوسکو کہتے ہین کہ اوسکے صیغہ سے مراد
اوسکی سامع کو ظاہر ہو جاوے بلا احتیاج طلب فی التامل کے اور نص وہ ہے کہ ظاہر سے بلحاظ سوق
کلام متکلم کی وضاحت زیادہ ہوجاوے اور مفسر وہ ہے جو نص سے بھی کچھ وضاحت زیادہ رکھتی ہو
اس طرز پر کہ احتمال تاویل وتخصیص باقی نہ رہے اور محکم وہ ہے کہ ایسی واضح ہو کہ احتمال تبدیل

ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین اونسے جنکو اللہ نے تجھکو دیا ہی **اقول** یہ آیت ملک یمین اور حل ہاتھ
مملوکات مین منحصر ہی بسبب تحلیل نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کہ کسی طرح کی تاویل کی گنجایش باقی نہین
قال اس سے ثابت ہوتا ہی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازدواج کے کوئی احکام
خاص نہین تھے بلکہ جس طرح کہ عرب مین ازدواج کا دستور تھا اوسی طرح سے ازدواج ہوا تھا **اقول**
مخفی نرہی کہ ایام جاہلیت مین جو جو کام عرب کرتے تھے سب ممنوع اور نامشروع نتھے بلکہ بعض
امور طریق انبیا علیہم السلام کے اور فی نفسہ مستحسن تھے مثلاً نفس حج وعمرہ وسقایت حاج وعمارت
مسجد حرام اور مروت اور شجاعت اور اکرام واطعام مہمانان اور خیرات اور امثال انکے اور بعض
امور محض رسم جاہلیت تھے بعد جاری ہونے دین متین کے جناب ختم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم نے رسوم جاہلیت کو یک لخت متروک کرا دیا اور جو امور کہ مبنی بر اتباع انبیا علیہم السلام کے
تھے اونکو جاری رکھا اور ایسا کبھی نہین ہوا کہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی وجہ
کسیطرح ایسے امر کے ہوتے ہون جو محض مبنی بر رسم جاہلیت تھا اور نہ کسی ایسے امر کے کرنے کا
کسیکو حکم دیا اور جسقدر افعال اور اقوال جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق
بہ عبادات وجواز وعدم جواز معاملات شرعیہ کے تھے سب بموجب وحی کے تھے اور اگر
ایسا ہوا کہ از روی اجتہاد کے بھی کوئی حکم صادر فرمایا اگر کبھی اجتہاد مین کچھ خطا ہوئی تو اوسی
وقت یا بہت جلد از روی وحی کے آگاہ کر دیا گیا پس وے حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خطا پر
قائم رہنے سے ہر آینہ معصوم تھے اور یہی حال ہی سب انبیا علیہم السلام کا پس جو فعل کہ حضرت پیغمبر
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی خالی اس سے نہین کہ یا مباح شرعی ہی یا مستحب شرعی ہی یا واجب
یا فرض ہی اور ہرگز ہرگز نہین ہو سکتا کہ کوئی فعل پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مبنی بر رسم
جاہلیت کے ہو کیونکر ہو سکتا ہی اسلیے کہ اونکی نسبت تو خدا تعالی فرماتا ہی وَاِنَّكَ لَعَلٰى
خُلُقٍ عَظِیْمٍ ۝ اور فرماتا ہی وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰى ۝ اور
فرماتا ہی لَا تُطِعِ الْكَافِرِیْنَ وَالْمُنَافِقِیْنَ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِیْمًا حَكِیْمًا ۝ وَاتَّبِعْ مَا یُوْحٰى

وَلَا تُشْرِكُوا بِهِ شَيْئًا وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا وَبِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ
وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْبِ وَابْنِ السَّبِيلِ وَمَا مَلَكَتْ
أَيْمَانُكُمْ اللہ کی عبادت کرو اور اوسکے ساتھ کسی چیز کو شریک مت کرو اور ماں باپ کے ساتھ سلوک کرو
اور قرابت مندوں اور یتیموں اور محتاجوں اور قرابتمند ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور اپنے پاس کے بیٹھنے والے کے
ساتھ اور اونکے ساتھ جو تمہارے ہاتھوں کے ملک ہو چکے ہین انتہی اقول ہم اس ترجمہ کی صحت اور
عدم صحت کی کچھ بحث نہین کرتے اور تراجم کی صحت اور عدم صحت مین بھی کچھ گفتگو ضرور نہین مگر
اوس قدر ہین کہ مسئلہ ما نحن فیہ سے متعلق ہے صرف کہ یہ آیت بھی ظاہر ہے ثبوت ملک یمین و نسبت
مین انص ہے احسان کرنے مین رقیقون کے ساتھ قال آیت پنجم واللہ فضل بعضکم علی بعض الی فما الذین
علی ما ملکت ایمانکم الخ اقول یہ بھی ظاہر ہے ثبوت ملکیت یمین مین قال آیت ششم
وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ
مَلُومِينَ الخ اقول یہ آیت ظاہر ہے ثبوت رقیت مین اور جواز مباشرت مملوکات مین اور اس مین
ہین کہ مملوکات یمین غیر ازواج ہین اور نص ہے اس باب مین کہ جو لوگ مباشرت کرتے ہین اپنی کنیزون
سے وہ ملامت سے بری ہین قال آیت ہفتم أَوْ نِسَائِهِنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُنَّ الخ اقول
یہ آیت بھی ظاہر ہے ثبوت ملکیت اور رقیت مین قال آیت ہشتم وَالَّذِينَ يَبْتَغُونَ الْكِتَابَ مِمَّا
مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ فَكَاتِبُوهُمْ إِنْ عَلِمْتُمْ فِيهِمْ خَيْرًا الخ اقول یہ آیت بھی ثبوت رقیت مین ظاہر ہے
اور مکاتب کرنیکے نص ہے قال آیت نہم يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِيَسْتَأْذِنْكُمُ
الَّذِينَ مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ الخ اقول یہ آیت ظاہر ہے مملوکین ملک یمین مین اور نص ہے استیذان
مین قال آیت یازدہم هَلْ لَكُمْ مِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ شُرَكَاءَ فِيمَا رَزَقْنَاكُمْ
اقول ظاہر ہے ثبوت ملکیت مین قال آیت دوازدہم سورہ احزاب يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا
أَحْلَلْنَا لَكَ أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا
أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ اے نبی ہمنے حلال کین تیرے لیے جوروین جنکا تو مہر دے چکا ہے اور تیرے

الیک فمن ذبانت یا ایہا النبی انا ارسلناک شاہدا ومبشرا ونذیرا وداعیا
الی اللہ باذنہ وسراجا منیرا الی غیر ذلک من الآیات ظاہر ہے کہ سراج منیر کہ بالذات
روشن اور جملہ تاریکیوں کا روشن کرنے والا ہے ظلمت جاہلیت کا کہ اسکی ضد اور نقیض ہے اوسکی
کس طرح قائل ہو سکتا ہے پس محال ہے کہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی رسم جاہلیت کے عامل ہوں
یا اوسکی کسیکو اجازت دیں جب یہ امر متحقق ہوا تو یہ قول مصنف کا کہ جس طرح کہ عرب میں
ازدواج کا دستور تھا اوسی طرح حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ازدواج ہوا تھا سراسر باطل ہے
اسلئے کہ عرب میں نکاح کے کئی دستور تھے منجملہ اونکے جو دستور نکاح انبیاء علیہم کا تقاضا
اور نور ایمان اور وحی اور عقل کامل سے مستحسن اوسکا حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو متحقق
ہوا اوسی طرح اونھوں نے اپنے نکاح کیے اور اوروں کو اوسی طریق کی ہدایت فرمائی اور جو دستور
کہ صرف بموجب رسم عرب کے تھے اونکا قلع قمع کر دیا بخاری میں عائشہ سے روایت ہے کہ
ان النکاح فی الجاہلیۃ کان علی اربعۃ انحاء فنکاح منہا نکاح الناس الیوم یخطب الرجل
الی الرجل ولیتہ او ابنتہ فیصدقہا ثم ینکحہا ونکاح آخر کان الرجل یقول لامرأتہ اذا
طہرت من طمثہا ارسلی الی فلان فاستبضعی منہ ویعتزلہا زوجہا ولا یمسہا
ابدا حتی یتبین حملہا من ذلک الرجل الذی تستبضع منہ فاذا تبین حملہا اصابہا
زوجہا اذا احب وانما یفعل ذلک رغبۃ فی نجابۃ الولد فکان ہذا النکاح نکاح
الاستبضاع ونکاح آخر یجتمع الرہط ما دون العشرۃ فیدخلون علی المرأۃ کلہم
یصیبہا فاذا حملت ووضعت ومر علیہا لیالی بعد ان تضع حملہا ارسلت الیہم فلم یستطع
رجل منہم ان یمتنع حتی یجتمعوا عندہا تقول لہم قد عرفتم الذی کان من
امرکم وقد ولدت فہو ابنک یا فلان تسمی من احبت باسمہ فیلحق بہ ولدہا
لا یستطیع ان یمتنع بہ الرجل والنکاح الرابع یجتمع الناس الکثیر فیدخلون علی
المرأۃ لا تمتنع ممن جاءہا وہن البغایا ینصبن علی ابوابہن رایات تکون علما

اور یہ کہ نام فئی ہے دیکھو صحاح جوہری وہ لکھتا ہے کہ الفئ الخراج والغنیمۃ یعنی فئ کے معنی ہیں
خراج اور غنیمت قاموس الفئ الغنیمۃ والخراج وفئ الغنیمۃ وافاءہا اللہ علیہ
یعنی فی کے معنی ہیں غنیمت اور خراج کہتے ہیں فئ الغنیمۃ واستفاء واوفاہا اللہ علیہ
صراح فی خراج وغنیمت افاءۃ غنیمت دادن نفال افاء اللہ علی المسلمین مال الکفار وقولہ
تعالی وما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری واستفأت ہذا المال ای اخذتہ فیئا
کیا جناب مجتہد مرحوم ما افاء اللہ علی رسولہ من اہل القری کے یہ معنی سمجھے ہیں کہ
تحفہ بھیجا اللہ نے اپنے رسول پر اہل القری سے کیا جناب کے نزدیک وہ مال فئ جو بنی النضیر کے اموال
سے آیا تھا اونکو بطور تحفہ کے بھیجا تھا کیا آپکے نزدیک اونپر لشکر کشی نہیں ہوئی تھی بڑا افسوس
ہے آپسے مجتہد کے حال پر مشہور مسئلہ اصول کا ہے کہ المجتہد یخطی ویصیب یعنی مجتہد خطا بھی کرجاتا ہے
اور صواب کو بھی پہونچتا ہے آپ عجیب مجتہد ہیں کہ یصیب ہے تو بے نصیب ہیں محض مصداق شیخیکے
ہونیکے واسطے اپنے تئیں مجتہد ٹھہرایا ہے آپکے اجتہاد سے تو مقلدون کی تقلید ہی ہزاران ہزار درجہ
بہتر ہے ع شیخ خشک تو خند وگناہگاری ما ❊ وامرکم الی اللہ پھر یاد رکھیے اس بات کو
کہ مقوقس بادشاہ مصر نصرانی تھا اور بحکم توریت مقدس رقیت ممنوع نہیں بلکہ جواز اوسکا
منصوص ہے اوسکا بھیجنا اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبول کر لینا اور اونکو سریہ بنانا
بموجب رسم عرب کے تھا بلکہ مطابق وحی اور طریقۂ ابراہیم عم اور طریقۂ دیگر انبیاء سابقین
علیہم السلام تھا آپکا یہ طعن کسی طرح پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عائد نہیں ہوسکتا قال
اس آیت میں خدا تعالی نے فرمایا کہ ما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک تو اس سے
ظاہر ہوتا ہے کہ اوس تصرف کو بھی خدا نے درست رکھا اقول چونکہ وہ تصرف متفرع
ملکیت پر ہے تو جب اوس تصرف کو خدا تعالی نے جائز رکھا تو بحکم بدیہہ ثابت ہوا کہ خدا تعالی نے
ملکیت اور رقیت کو درست رکھا اور جب خدا تعالی نے اوسکو جائز رکھا تو پھر کسکی مجال ہے
کہ اوسکو ناجائز کرے اور چونکہ مجتہد صاحب یہان خود مقر ہین کہ خدا نے بھی تسری جائز رکھا

یہان لفظ فی کا نسبت غنیمت ہوا ان سے کہ جو بلا جنگ و قتال یہود کے ہاتھ آئے تھے اور
اموال بنی نضیر کی نسبت جنکی فتح کشتی ہوئی تھی اور جو اہل اسلام کے ڈر سے اپنے مقام کو
چھوڑ کر بھاگ گئے تھے خدا تعالی نے فرمایا مَا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَہْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ
وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ مسلم مین ابن عمر سے
روایت ہے ان یہود بنی النضیر و قریظۃ حاربوا رسول اللہ صلعم فاجلی رسول اللہ
صلعم بنی النضیر واقر قریظۃ ومن علیہم حتی حاربت قریظۃ بعد ذلک فقتل رجالہم
وقسم نساءہم واولادہم واموالہم بین المسلمین الا بعضہم لحقوا برسول اللہ صلعم
فامنہم فاسلموا الحدیث یہان جو لفظ حاربوا واقع ہوا اوس سے مراد یہی ہے کہ قبل اسکے کہ اون پر لشکر
اسلام کا عزم ہوا اونھون نے غزوہ خندق مین معاونت کفار مکہ کی کی تھی اور انکا سردار کعب بن
اشرف ایک جماعت ہمراہ لیکر ابو سفیان سردار کفار مکہ کا حلیف ہوا تھا اور مسلم مین عمر بن الخطاب
سے روایت ہے کہ کانت اموال بنی النضیر مما افاء اللہ علی رسولہ صلعم مما لم یوجف
علیہ المسلمون بخیل ولا رکاب الحدیث اور چونکہ لفظ ما جو آیۃ مَا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ
مین واقع ہے عام ہے پس آیۃ بدون دلیل تخصیص کے سب اموال اور دیگر چیزون کو متناول ہے اور جو
اوسکے بعد جو یہ فرمایا کہ فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ
السَّبِیْلِ اس سے ثابت ہوا کہ فی مملوک اصناف مصرحۂ آیۃ مذکورہ کے ہے پس بقول علما کا جو مصنف
اعتراض کرتے ہین ہر آئینہ بموجب حکم نص قرآن اور احادیث نبوی اور مطابق لغت عرب کے ہے
اور کوئی صحیح اور اعتراض اوس پر وارد نہین ہو سکتا **قال** مگر یہ دلیل انکی دو وجہ سے غلط ہے
اول اسلیے کہ لڑائی کے قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا ہے کہ وہ احسان کر کر یا فدیہ لیکر چھوڑ
دیے جاوین **اقول** یہ وجہ دو وجہ سے باطل ہے اول یہ کہ آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً
سے کسی طرح یہ لازم نہین آتا کہ من و فدیہ علی سبیل منع الخلو عموماً واجب ہے چنانچہ سمجھا اسکی تفسیر
[illegible]

تو وہ تسری باتباع رسم عرب کہان باقی رہی تو بموجب حکم تسریعی کے منجملہ شرعیات کے ہو گئی نہ داخل سمیات **قال** اوسکے بعد مطلقاً ازدواج کو منع کر دیا پس اس آیت سے بھی کسی طرح رقیت مستقبلہ کا ثبوت نہین ہوتا **اقول** مگر رقیت کو پھر بھی جائز رکھا دیکھو جس آیت مین ازدواج آیندہ کی ممانعت ہی اوسمین حلال ہونے کنیزکون کا حکم منصوص ہی لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بھن من ازواج ولو اعجبک حسنھن الا ما ملکت یمینک نہین حلال ہین تجھکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اونکے بدلے اور کرے اگرچہ پسند آیا ہو تجھکو اونکا حسن مگر حلال ہین وہ عورتین جنکا مالک ہوا ہو ہاتھ تیرا پس اس آیت سے اگرچہ ممانعت نکاح جدید ثابت ہوئی مگر استدامت حلال ہونے کنیزکون اور استدامت ملکیت ورقبت مین زمان آیندہ مین کبھی مثل زمانۂ گذشتہ کے کچھ فرق نہین آیا اور چونکہ یہ آیت منسوخ نہین پس ثبوت استدامت رقیت مین تا روز قیامت کسی طرح کا شک و شبہ نہین اور یہ جو کہتے ہین کہ کسیطرح رقیت مستقبلہ کا ثبوت نہین ہوتا یہ بھی غلط ہی چنانچہ بحث اسکی مفصل آویگی **قال** بعضے لوگ انفال کے معنی غنیمت یعنی لڑائی کی لوٹ کے کہتے ہین اور اسپر یہ دلیل لاتے ہین کہ لڑائی مین لوٹ کے وقت جو عورتین ہاتھ آوین وہ لونڈیاں ہو جاتی ہین **اقول** ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ فی لغت عرب مین بمعنی غنیمت ہی اور غنیمت عام ہی کہ بعد وقوع قتال کے ہاتھ آوے یا بعد خروج کسی کے کفار اہل اسلام کے رعب سے بغیر وقوع جنگ و جہاد کے چھوڑکر بھاگ جاوین اور مسلمانوکو ہاتھ آوے صحیح بخاری مین علی رض سے روایت ہی قال کانت لی شارف من نصیبی من المغنم یوم بدر وکان النبی صلعم اعطانی مما افاء اللہ علیہ من الخمس یومئذ دیکھو غنیمت بدر پر اطلاق لفظ فی کا کلام افصح فصحاء عرب اور اعلم الناس بمعنی عجم کا دوسری حدیث بخاری مین انس رض سے منقول ہی ان اناسا من الانصار قالوا لرسول اللہ صلعم حین افاء اللہ علی رسول اللہ ما افاء من اموال ہوازن الخ دیکھو

اور بنی قریظہ اور خیبر کے نازل ہوئی ہے تو یہ آیہ آیت سورۂ براءۃ کی فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ حَيْثُ
وَجَدْتُمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ سے اور قول
فعل جناب وصی علیہم الصلوٰۃ والسلام سے جو بہ نسبت سبایائے قریظہ و خیبر کے ظہور میں آیا
منسوخ ہو گئی اور اگر بعد ان واقعات کے نازل ہوئی ہے تو واقعات مذکورہ کی نسبت جو
قول علما کا ہے کسیطرح پر محل اعتراض نہیں کیونکہ ہرگاہ آیت مذکورہ تا وقوع واقعات مذکورہ
نازل ہی نہیں ہوئی تھی تو اوسکی بنا پر یہ بات بہ نسبت واقعات مذکورہ کے کہنے کہ لڑائی کے
قیدیوں کی نسبت خاص حکم آچکا ہے صحیح نہ تھا ہی صرف یہ امر باقی رہا کہ آیت مذکورہ ناسخ آیات
سورۂ مبارکۂ انفال اور افعال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہو سکتی ہے یا نہیں
سو اسکی بحث عنقریب آویگی ان شاء اللہ تعالیٰ **قال** دوسرے اسلیے کہ انفال کے معنی لڑائی کے
لوٹ کے نہیں ہیں بلکہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھ دیں وہ فی ہے **اقول** یہ قول مصنف کا
سراسر غلط ہی اور خلاف لغت اور خلاف قرآن ہے ما افاء اللہ علیٰ رسولہ کے یہ معنی کسیطرح نہیں
ہو سکتے کہ جو کافر دیں بلکہ دیا خدا نے رسول کو انفال کے معنی از روے لغت کے ہم ثابت کر چکے
ہیں کہ غنیمت دینے کے ہیں پس وہ کون ہے کہ افاء اللہ کے معنی یہ سمجھے غنیمت دی کفار نے بلکہ
صاف وصریح یہ معنی ہیں کہ خدا نے غنیمت دی صحیح بخاری میں روایت ہے عن عمر قال کانت
اموال بنی النضیر مما افاء اللہ علیٰ رسولہ تھا مال بنی نضیر کا اوس قسم کا کہ فی کیا تھا اللہ
نے اپنے رسول پر فرمائیے جناب مجتہد صاحب کیا بنی النضیر نے اپنا مال خود حضرت صلعم کو
دیا تھا **قال** چنانچہ بحار الانوار میں لکھا ہے کہ الفیٔ ما حصل للمسلمین من اموال
الکفار من غیر حرب ولا جہاد واصلہ الرجوع فی وہ چیز ہے جو کافروں کے مال میں
سے بغیر لڑائی کے اور بغیر جہاد کے مسلمانوں کے ہاتھ آئے **اقول** سند آپکی آپکے مدعا کو
باطل تمام باطل کرتی ہے آپنے فی کے یہ معنی گڑھے تھے کہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھ دیں وہ فی
ہے اور سند سے یہ ظاہر ہے کہ جو کچھ اموال کفار سے بغیر جنگ و جہاد کے ہاتھ آئے وہ فی ہے

متبادر ہوتا ہے بالکلیہ کو یہی ہین اور نظائر اسکے کلام عرب مین بہت ہین خصوصاً کلام اللہ مین درباب احکام اوامر
و نواہی بہت ہین لا تنکحوا ما نکح آباؤکم اسکے یہ معنی نہین ہین کہ نکاح کرو ان سے جن سے نکاح
کر چکے ہین باپ تمہارے اگر یہ معنی ہوتے تو بعد نزول اس آیت کے جنسے باپ نے نکاح کیا بیٹون کو
اون سے نکاح کرنا بحکم نص حرام نہوتا بلکہ یہی معنی ہین کہ تمہارے نکاح سے پیشتر کے زمانہ مین جنسے
تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو ولا جناح علیکم ان تنکحوا من نسائکم الی قوله تعالی او ما
ملکت ایمانکم الآیہ دیکھو یہان بھی صیغہ ماضی ہی کا ہے اور اسکے یہ معنی نہین ہین کہ مالک ہو چکے
تم بعد نزول اس آیت کے انما المؤمنون الذین آمنوا باللہ و رسوله الآیہ اسکے یہ معنی
نہین ہین کہ مومن وہی ہین جو ایمان لا چکے ہین ابتداء اسکے یعنی پیشتر نزول اس آیت کے لا تشرکوا ما حرم اللہ
اسکے یہ معنی نہین ہین کہ نہین حرام جانتے ہین جو کہ حرام کر چکا ہے اللہ و رسول آیت سے پیشتر انما ... اسکے معنی
نہین ہین کہ حکم ٹھہرایا گیا ہے تمکو اس سے جیسا کہ ہو چکا ہے دیا اون کے نزول آیت کا حرمت علیکم المیتة
والدم ولحم الخنزیر وما اهل لغیر الله به والمنخنقة والموقوذة والمتردیة والنطیحة وما اکل السبع
الا ما ذکیتم الآیہ دیکھیے یہان سب کے سب صیغہ ماضی کے ہین اور حکم زمانہ ماضی ہی پر مقصور نہین ہے بلکہ
حال و استقبال کو بھی شامل ہے کلوا مما غنمتم حلالا طیبا الآیہ غنمتم کو بھی زمانہ ماضی ہی کے ساتھ
مخصوص نہین ومما رزقناهم ینفقون انفاق مرزوق ماضی ہی پر مقصور نہین انفقوا
مما رزقناکم کا بھی یہی حال ہے علی هذا القیاس بہت آیات بلکہ تمام آیات احکام خصوص اس طرز پر
صیغہ ماضی کا واقع ہوا ہے جو ہمارے دعوے کی دلیل ہین اور آپکے گھڑے ہوئے معنی کی تکذیب کرتے
ہین اور کلام عرب بلکہ اردو بلکہ ہر زبان کے کلام مین بھی دستور ہے کہ جب حکم سابق کسی وعدہ پر ہوتا
اور وہ وعدہ متیقن الوقوع جیسے از منہ مین ہوتا ہے تو بشارت اوسکو بصیغہ ماضی تعبیر کیا جاتا ہے اور آپ بھی
معترف ہین کہ تفسیر قرآن مجید کی ایک آیت کی قرآن مجید کی دوسری آیت سے نہایت ٹھیک ہے
اور درستی پر پہلے کا ہے اس بات کو یہان کیون نہین ملحوظ رکھتے پس یہ قول آپکا اس آیت
قیت مستقبل یہ کیونکر استدلال ہو سکتا ہے بالبداہت باطل ہے اور جس طرح یہ لا تنکحوا ما نکح آباؤکم

ابتدا میں مطلقاً حرام تو کئی سال کے بعد سے منع فرما دیا تھا **اقول** یہ تو ایک کلام الزامی ہے اسلئے کہ جمیع
مستحق بالالام ہو گیا اور بھی آپ کو لکھنا لازم تھا کہ قید میں ہونے سے منکوحات ہوئیں وہ حکم منع میں
نہیں ہیں **قال** مگر الا ما ملکت کہنے سے وہ عورتیں مستثنیٰ ہو گئیں جنکا بیان پہلی آیت میں ہوا
ایسا کہ ما ملکت یمینک اور ملکیت کو بھی شامل ہے بسبب نکاح مما افاء اللہ علیک کے
حاصل ہوئی ہے **اقول** اول تو یہ بات غلط محض ہے کہ ملک یمین ملک نکاح کو بھی شامل ہے
لکہ ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ دونوں باہم متباین ہیں ثانیاً آیۃ سابقہ میں نکاح کے ساتھ بنات عم
اور بنات خالات اور اخوال اور دیگر چند صنف کے مثل تھا وہ ما ملکت کہنے سے کس طرح مستثنیٰ
ہو گئیں اور پھر تو کلمہ الا ملکت کسی طرح پر صادق نہیں آتا کیونکہ معلوم کہ تعیین نہ فی الحال نکاح میں
پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تھیں پھر وہ کس طرح پر مستثنیٰ ہو گئیں **قال** پس آیت کے معنی
یہ ہیں لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ
حُسْنُهُنَّ إِلَّا أَزْوَاجَكَ اللَّاتِي آتَيْتَ أُجُورَهُنَّ أَوْ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ
مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ **اقول** لا ردّ اللہ علیک ضالتک کیف تلوی لسانک
بکلمات تزیدها علی کتاب اللہ لتحسب الناس من الکتاب وما هی
من الکتاب وتقول علی اللہ ما لم ینزل به سلطانا او تبدل من تلقاء
نفسک ما لم ینطق الرسول صلعم ان یبدله کما قال تعالی قُلْ مَا يَكُونُ لِي
أَنْ أُبَدِّلَهُ مِنْ تِلْقَاءِ نَفْسِي إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَى إِلَيَّ **قال** یعنی یہ ہوگا کہ نہیں
حلال ہیں تجھکو عورتیں اسکے بعد اور نہ یہ کہ ان بیبیوں کو بدلے اور عورتیں کرے اگرچہ
ان کا حسن تجھکو اچھا لگتا ہو مگر تیری وہ جورویں جنکا مہر تو دے چکا ہے اور جو تیرے ہاتھ کی
ملک ہو چکی ہیں ان میں سے جنکو اللہ نے تجھکو دیا ہے **اقول** مجتہد صاحب نے ما افاء کی تقدیر
ضمیر غائب کی جسکا مرجع ہے بلفظ (اسکی) یعنی لعبدہ یا لعبا مگر یہ سمجھ میں نہ آیا معلوم نہ ہوا
کہ مرجع ضمیر کا کیا ہے آیا نساء ہی تسبیح ہیں یا اور کچھ ہے اگر اور کچھ ہے تو اوس تقدیر کی دلیل کیسا ہے اور

بلحاظ عدد کے یہ احتمال قوی باقی رہا کہ جس طرح پہ کہ تبدیل ازواج اس قید کے سات کہ عورتیں
موجودہ چار سے زیادہ نہو جاویں جائز ہے پیغمبر صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی تبدیل ازواج اس قید کے
سات کہ نو سے زیادہ نہو جاویں جائز ہو اس احتمال کے قطع کرنیکے واسطے جملہ ولا ان تبدل
بهن من ازواج لایا گیا یعنی لفظ بہن اگر جملہ مذکورہ میں نہوتا تو شبہ احتمال مذکور باقی رہتا کہ جملہ
اولی سے حاصل تھے اور چونکہ بعد لفظ التسع اور سبب التقید بدون بہن ثابت نہ ہوتا تو لفظ بہن لایا گیا اور
کلام عرب میں اس قسم کے حشو و الفاظ بہت ہیں بلکہ حشو مستحسن ہی نزدیک علما کے جیسے کلام اللہ میں
ہے الذي يسبق اقلها من الناسكين یعنی افادہ معنی جدید کا ہوتا ہی تاکید سے اور جب کوئی لفظ
محتمل تاکید اور تاسیس یعنی افادہ معنی جدید کا ہوتا ہی تو اوسکو وہی محمول اوپر تاسیس ہی کے کرتے ہیں پس
بلحاظ دلالت قرآن یہ بات واجب ہوئی کہ بعد لفظ التسع کے مضاف الیہ ظرف کا اور کچھ مقدر کیا جاوے
غرضکہ جب دونوں قرینہ قوی اس پر دلالت کرتے ہیں کہ مضاف الیہ ظرف کا کلمہ التسع ہی اور ملکت
استثنا ہی نسا سے تو اب ہم یہ کہتے ہیں کہ معنی آیت کے یہ ہیں کہ نہیں حلال تجھکو عورتیں بعد ان
نو کے اور نہ یہ کہ بدلے تو ان نو سے اور ازواج کو اگرچہ پسند آیا ہو تجھکو اونکا حسن مگر حلال ہیں
وہ جنکا مالک ہوا ہی ہاتھ تیرا پس نسا سے مراد نو موجودہ تو اس سبب سے یہ حکم لا یحل سے مخصوص
ہیں اور حکم عدم تبدیل مخصوص ہوا ازواج سے بمعہ موجودہ کے ساتھ اور کنیزیں بسبب استثنا کے
حکم لا یحل سے اور بسبب خصوصیت ازواج کے حکم ولا ان تبدل سے باہر ہیں جب یہ امر محقق ہو
تو اب ہم کہتے ہیں کہ آیت اوسکے یعنی يا أيها النبي إنا أحللنا لك الایہ میں نسا موجودہ
اور مملوکات ہیں اور سوا اونکے اور عورات بھی جنکا بیان آیہ مذکورہ میں ہی سب حلال تہیں اور
آیہ ثانیہ میں بجز نسا موجودہ کے اور مملوکات کے باقی سب حرام ہوگئیں آیت اوسکے میں وہی باقی
تحت احللنا لک داخل تھیں اس آیت میں تحت لا یحل لک میں داخل ہو گئیں کمال تعجب ہی
کہ مجتہد بحصر نفی و اثبات یعنی احللنا اور لا یحل کو مضمون واحد تصور فرماتے ہیں حالانکہ ان دونوں میں
دونوں آیتوں میں تو بہ نسبت چند صنف کے ایجاب و سلب کا فرق ہی قال اس آیت کے

نہ وہم مفسد اور بیکار ہوئے جملہ شاہیہ کا سب کی بابت جیسا اوپر لکھی ہی گیا جواب ہی اور تفسیر نہ آئی سکا
بیچ لفظاً یا تقدیراً کہاں غائب ہو گیا اور جن کی خبر فصل کا صحیح بیان ہوا جس کا صحیح ہونا لکھ دیا گیا
چونکہ تذکرہ جو روون کا اوپر لفظاً ہی نہ تقدیراً پیدا نہ کر سکے تو ہی ہوا ہی کہ کلمات کے
تغیر بھی وہ جو زور مین جسکا مورد نہ ہو کہا ہی اب یہ کہاں کا ہو رہا آپ کو کچھ بھی خدا کا خوف آیا
جو آپنے ارادہ اصلاح کلام پاک کا کیا بیان تو کوئی معنی تقدیر کا بھی نہیں ہی جو ہم سمجھین کہ
اوس مقدار کو آپ لفظون مین لا سکے ہین جنہوں نے الکلم عن مواضعہ فویل للذین
یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ پھر جو آپنے
لکھا کہ اور جو تیسرا تھون کی الخ اور کس لفظ کے معنی ہین آیت مین تو یہان حرف واو
نہین یہ بھی آپنے دل سے گھڑا ایسے عربی مین لفظ او جسکے معنی یا ہین گھٹتے ہو اور وہین لفظا
او جو ترجمہ حرف واو کا ہی نہ او کا لکھتے ہو اور پہ تمہید مین ازواج کو داخل مالکت یمینک قرار
دیتے ہو تفریع عربی مین مالکت یمینک کو قسیم ازواج ٹھہراتے ہو تفریع اردو مین بھی اوسکو
ازواج پر معطوف کرتے ہو کہ جس سے تغایر ان دونون کے درمیان مین ظاہر ہوتا ہی عجیب
کشمکش مین پڑے ہوئے ہو جانتے ہو خاک ڈالکر چھپانا چاہتے ہو یریدون لیطفئوا
نور اللہ بافواھھم واللہ متم نورہ یہ الفاظ ذکر کئے گا تو معلوم ہو چکا ہو آپنے کو
الٹا سمجھے ہو یا ہی آیتین کہان ہین اس بیت کے کلمات اوس آیت مین اوس آیت کے
کلمات اس آیت مین ملا کر مانند اہل کتاب کے قرآن کی تحریف کے مشتبہ ہوا وفرمایئے وبہ
قرآنی کما انزلنا علی المقتسمین الذین جعلوا القرآن عضین و ان منھم لفریقا
یلوون السنتھم بالکتاب لتحسبوہ من الکتاب وما ھو من الکتاب
ویقولون ھو من عند اللہ وما ھو من عند اللہ ویقولون علی اللہ
الکذب وھم یعلمون یعنی کیا اور نہین ایک فریق ہی کتابیوں کے ساتھ اپنی زبان کو موڑ
دیتے ہین تا کہ تم سمجھو انکے پیچ کو کتاب حالانکہ وہ نہین ہی کتاب خدا سے اور کہتے ہین کہ وہ خدا کی

نص ہے درباب غنیمت سبایا حیوان وغیرہا کے اور چونکہ غنیمت خیبر کی موعود وعدہ انا بہم فتحاً قریبا ہے
اوسمین سبایا بھی بھین چنانچہ صحیح بخاری مین انس سے منقول ہے قال صلّی النبی صلعم الصبح بہا
من خیبر بغلس ثمّ قال الله اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحۃ قوم فساء صباح
المنذرین فخرجوا یسعون فی السکک فقتل النبی صلعم المقاتلۃ وسبی الذریۃ
وکان فی السبی صفیۃ فصارت الی دحیۃ الکلبی ثمّ صارت الی النبی صلعم فجعل
عتقہا صداقہا اور دوسری روایت بخاری مین ہے سبی النبیّ صلعم صفیۃ فاعتقہا
وتزوجہا فقال ثابت لانس ما اصدقہا قال اصدقہا نفسہا فاعتقہا سنن
ابوداود مین روایت ہے کہ کان النبیّ صلعم سہم یدعی الصفی ان شاء عبدا وان شاء
امۃ وان شاء فرسا یختارہ قبل الخمس پس بسبب لحوق بیان فعلی کے کلمۂ غنیمت واسطے
شمول سبایا کے مفسر ہوگیا کہ احتمال تاویل تخصیص اوسمین اب کچھہ باقی نرہا تیسرے آیت
مَا اَفَاءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰامٰی
وَالْمَسَاکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ الخ غنیمت کہ بطور فی کے دی اللہ نے اپنے رسول کو اہل قریٰ سے
پس وہ واسطے خدا کے اور رسول کے اور قرابت دارون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافرون کے ہے
فقط اور فی سے یہان مراد غنیمت ہے کہ کفار بسبب اسلام سے بغیر نوبت قتال کے بھاگ جاوین
اور بلا مقاتلہ شدید وہ غنیمت ہاتھہ آجاوے دیکھو لفظ فی خود باقرار مجتہد صاحب کے لونڈیون کو
بھی متناول ہے مشکوۃ مین حدیث ابن ماجہ کے نقل کی ہے عن ابی بکر الصدیق
قال قال رسول الله صلعم لا یدخل الجنۃ سیّئ الملکۃ قالوا یا رسول الله صلعم الیس
اخبرتنا ان ھذہ الامۃ اکثر الامم مملوکین ویتامیٰ قال نعم فاکرموھم ککرامۃ
اولادکم واطعموھم مما تاکلون الحدیث دیکھو نص صریح ہے اس باب مین کہ نسبت اور
امتون کے اس امت مین لونڈی غلام زیادہ ہونگے اور یہ امر بطور الہام کے بیان فرمایا ہے اور وجہ
اوسکی یہ ہے کہ جہاد اس امت مین بہ نسبت اور امتون کے زیادہ ہوگا اور مملکت کسری وقیصر

معارضہ کرسکتے ہین کہ آیہ وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ
مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ مین جو بقول آپکے آزاد عورتون کے عدم
استطاعت نکاح کے حالت مین کنیزکون کے نکاح کا ذکر آیا ہو اس سے عدم استطاعت نکاح
زنان آزاد پر زمانہ مستقبل مین اشارہ نکل سکتا ہو پس بموجب اوس نص کے نکاح ساتھ کنیزکون
کے ہی باقی رہا اور چونکہ نکاح وجود شئ کو مستلزم ہو تو وجود کنیزکون کا زمانہ مستقبل مین بموجب
اس اشارہ کے ثابت ہو گیا فرمائیے کیا جواب دیجئےگا شعر سند علامیکہ آپ جسکا رد کرتے ہیں
آپ کا وہ کلام ہے بدونکتہ ہم قرآن سے ہی پاتے ہیں فَلَمْ تَجِدُوْا مَآءً فَتَيَمَّمُوْا صَعِيْدًا طَيِّبًا
الآیہ یعنی اگر وہ مریض ہو یا پانی نہ پاؤ تو تیمم کرو پاک مٹی سے یا آپکے ترجمہ کے مطابق یہ کہنا چاہئے
کہ اگر نہ ملے پانی تو تیمم کرو پاک مٹی سے اب اجتہاد کے مطابق لازم آیا کہ چونکہ اس حکم مین پانی نہ پانیکی
حالت مین تیمم کا ذکر آیا ہو اس سے زمانہ مستقبل مین پانی کے معدوم ہونیکا اشارہ نکل سکتا ہو اشارے
اور نکتے تو اور بھی بہت ہیں مگر فرصت کم ہو اور کتاب طویل ہوئی جاتی ہو والعاقل یکفیہ الاشارہ
اگر عاقل ہی یک اشارہ بس ست قال النواب قرآن مین دو جگہ یہ معنی عہد آیا ہو مگر کوئی لفظ بھی
اون آیتون کا نہین یہ لفظ ہی رقیبت مستقبل پر دلالت نہین کرتا انتہی اقول اگر احکام اون
کے مخصوص کسی زمانہ ماضی کے ساتھ ہین تو بیشک غزا مجتہد عصر کا صحیح ہے لیکن اگر وہ احکام واسطے
مستقبل کے بھی ہین تو آیات کی رقیبت مستقبل پر دلالت کرنے مین کیا کلام ہے پس دیکھنا چاہئے
کہ احکام آیات مذکورہ مخصوص ساتھ زمانہ ماضی کے ہین یا زمانہ آئندہ کو بھی شامل ہین اگر شق
اول ہی تو اجتہاد مجتہد عصر کا صحیح ہے اور اگر شق ثانی ہے تو اجتہاد مجتہد عصر کا خلاف نصوص صریحہ
قرآن کے غلط اور اجتہاد مقابلہ قرآن ہے اور یہ لفظ حدیث مین بھی وارد ہے کہ مجتہد صاحب
اوسکو چھوڑ گئے ہم اوسکو لکھتے ہین بخاری مین ضمن حدیث جنگ کسری مین منقول ہے جبیر بن حیۃ
کہتے ہین حتی اذا کنا بارض العدو وخرج علینا عامل کسری فی اربعین الفا فقال
المغیرۃ سلوا عما شئتم قال ما انتم قال نحن اناس من العرب کنا فی شقاء شدید وبلاء

کہ نیکی وہ ہی جو کوئی ایمان لا چکا ہو اور دے چکا ہی مال قرابت والوں اور یتیموں اور مسافروں اور
اور مانگنے والوں کو اور گردنیں چھوڑانے میں اور قائم رکھا ہی نماز کو اور دے چکا ہی زکوٰۃ پس
آیت کو اوسی نیکی ایمان اور خیرات اور رقبت اور نماز پڑھنے اور ادا ے زکوٰۃ مستقبل پر کچھ
دلالت نہیں پس اسکے جواب میں اسی قدر کافی ہی کہ جب آپکے نزدیک آیت کو نیکی ایمان اور
خیرات اور نماز اور زکوٰۃ پر زمانہ مستقبل میں کچھ دلالت نہیں اور آپ اون سب کے ثبوت
کے در پے ہیں تو ہمکو آپ سے اس آیت میں زیادہ تر کچھ مباحثہ نہیں وَمَا يَذَّكَّرُ إِلَّا أُولُو الْأَلْبَابِ
قال آیت دوسری إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ
قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ سورۂ توبہ میں اللہ صاحب نے زکوٰۃ کے روپے کا خرچ تبلایا ہی
کہ کہاں کہاں خرچ ہوگا اسکے ساتھ تبلایا کہ بردہ آزاد کرنے میں بھی خرچ کیا جاوے گا
اقول الحمد للہ یہاں تو مجتہد عصر بھی قائل ہیں اسکے کہ ایندہ کو مصرف زکوٰۃ یہ لوگ ہیں
جنکا آیت میں بیان ہوا اور منجملہ اونکے غلام بھی ہیں کہ جنکے آزاد کرنے کے واسطے مال زکوٰۃ
دیا جاویگا پس یہ آیت ظاہر ہی وجود لونڈی غلاموں کے باب میں زمانہ آیندہ میں لیکن اگر
مجتہد عصر کسی دلیل قطعی سے انسداد اوسکا اور معدوم ہو جانا کسی زمانہ مستقبل میں ثابت
کر سکیں تو ثابت کریں مگر یہ اونسے ہرگز نہو سکیگا قال لفظ عبد یعنی غلام تین چار جگہ
قرآن مجید میں آیا ہی اور اوس سے بھی رقیت مستقبل پر استدلال نہیں ہو سکتا ہی آیت
اول وَلَعَبْدٌ مُؤْمِنٌ خَيْرٌ مِنْ مُشْرِكٍ وَلَوْ أَعْجَبَكُمْ خدا صاحب نے مسلمان عورتونکو
مشرکین سے شادی کرنے کو منع کیا ہی اور بطور تاکید کے یہ فرمایا ہی کہ مسلمان غلام بھی ایک
مشرک سے اچھا ہی اگرچہ وہ مشرک تمکو اچھا معلوم ہوتا ہو اقول چونکہ یہ آیت جملہ اسمیہ ہی
اور جناب مجتہد صاحب نے بھی ترجمہ بجملہ اسمیہ کیا اور جملہ اسمیہ دلالت دوام و ثبوت پر
کرتا ہی پس دلالت آیت کی رقیت مستقبل پر اظہر من الشمس ہی کہ مجتہد صاحب پر لازم تھا
کہ لفظ اچھا ہی کی جگہ اچھا تھا لکھتے اگر صیغہ ماضی عربیت سے ثابت ہوتی جیسی دو جگہ

و بلاء شدید بعض الملک بالنوی سنین الجوع و العری و الشعر بالعما الجرب و الشعیر
و میا محن کذلک اما بیت رب السموات و رب الارض البنا سیأمر العسا العرب
اما امرہ فامر نا نبینا رسول رسالۃ ربنا الکرهنی بعد و اللہ ... اوثق ... الکریہ
و امرنا نبینا اسمعهم عن رسالۃ ربنا امر قبل ما مهاد الی الجنہ فی نعیم لم یصلها احد
و من نعی منا ملک رقابکم الحدیث خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ حضرت حقیر ہین فخر دیتے ہین ہمکو ہمارے نبی
صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ہمارے رب کی رسالت سے کہ جو ہمارا ہوویگا ہم بہشت جاوے گا
بہشت میں ایسی عیش میں کہ جسکے مانند کبھی دیکھا ہی نہیں گیا اور جو نہ رہیگا ہم سے سب
مالک ہو ویگا تمہارے زمانے کا یعنی فارس کے لوگ ہمارے غلام ہونگے جناب مجتہد صاحب
یہان تو کسی تاویل و تحریف کی گنجایش ہی نہیں رہی **قال** آیت اول سورۂ بقر میں حضرت
نے اون باتون کو جو آیۃ والسائلین وفی الرقاب میں بیان ہوئے ہین نیکیان گنا ہی اور
اونہین کے ساتھ مسافرون اور سائلون کو خیرات دینا اور بندہ آزاد کرنے میں روپیہ خرچ کرنا نیک
کام فرمایا ہے **اقول** پوری آیت یہ ہے لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْھَکُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ
وَلٰکِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰئِکَۃِ وَالْکِتٰبِ وَالنَّبِیِّیْنَ وَاٰتَی الْمَالَ
عَلٰی حُبِّہٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ
وَاَقَامَ الصَّلٰوۃَ وَاٰتَی الزَّکٰوۃَ الآیہ نہیں ہے نیکی یہ کہ پھیرو تم اپنے منہ مشرق و مغرب کی طرف
لیکن نیکی یہی ہے کہ جو کوئی ایمان لایا خدا پر اور آخر دن پر اور فرشتون اور کتاب اور پیغمبرون پر
اور دیا مال کو اوسکی محبت پر قرابت والون اور یتیمون اور مسکینون اور مسافر اور مانگنے والون کو
اور گردنون کے چھڑانے میں اور قائم کیا نماز کو اور دی زکوٰۃ الآیہ جسکو کچھ بھی عقل ہے وہ نہیں کہہ سکتا
کہ وہ نیکیان جنکا بیان اس آیت میں ہے مخصوص زمانۂ ماضی کے ساتھ ہین اور زمانہ آیندہ کو شامل
نہیں مگر یہان مجتہد صاحب سے بعید نہین کہ فرماوین کہ اس آیت میں لفظ آمن اور آتی اور اقام
سب صیغے ماضی کے ہین اس واسطے بنا پر آیت کو مخصوص زمانۂ ماضی کے ساتھ ٹھہرا کر فرماوین بلکہ عجب نہ

فَاِذَآ اُحْصِنَّ فَاِنْ اَتَيْنَ بِفَاحِشَةٍ فَعَلَيْهِنَّ نِصْفُ مَا عَلَى الْمُحْصَنٰتِ مِنَ الْعَذَابِ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ الْعَنَتَ
مِنْكُمْ وَاَنْ تَصْبِرُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُبَيِّنَ لَكُمْ وَيَهْدِيَكُمْ
سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَيَتُوْبَ عَلَيْكُمْ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ وَاللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يَّتُوْبَ
عَلَيْكُمْ وَيُرِيْدُ الَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الشَّهَوٰتِ اَنْ تَمِيْلُوْا مَيْلًا عَظِيْمًا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ
عَنْكُمْ وَخُلِقَ الْاِنْسَانُ ضَعِيْفًا اس آیت کے اور کلمات مین کلام کچھہ ضرور نہین کیونکہ مائل
اسکے جو کلمات ہین اور آیات مین واقع ہین اونمین کلام مفصل ہو چکا ہے لیکن وہی کلام اونکا بھی ہے مگر
یہان جو ابھی بیان جواز نکاح کنیزک کے یہ فرمایا وَيَهْدِيَكُمْ سُنَنَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ یعنی
ہدایت کرنے تمکو طریق اون لوگون کے جو تمسے پہلے تھے اس سے واضح ہوا کہ طریق جواز نکاح کنیز کا
اور اور احکام شرعی کنیزکون کے جو آیت مین بیان کیے گئے ہین طریق اون لوگون کا بھی تھا
جو ہمسے پہلے تھے اور کلمہ یہدیکم دلالت کرتا ہے اسپر کہ یہ طریقہ خدا کے نزدیک ناپسند
اور مبغوض نہین کیونکہ طریقہ مبغوض اور خلاف آئین قدرت اور قبیح کے بتانے کو احکام شرعی
مین بلفظ ہدایت تعبیر نہین کیا جاتا بلکہ ہدایت ایسی راہ بتانے کی ضد ہے فرمایا خدای تعالی نے
وَاَضَلَّ فِرْعَوْنُ قَوْمَهٗ وَمَا هَدٰى یعنی گمراہ کیا فرعون نے اپنی قوم کو اور ہدایت نکی وَالسَّلَامُ
عَلٰى مَنِ اتَّبَعَ الْهُدٰى یعنی سلامتی ہو اوسپر جو تابع ہوا ہدایت کا اَمَّا ثَمُوْدُ فَهَدَيْنٰهُمْ
فَاسْتَحَبُّوا الْعَمٰى عَلَى الْهُدٰى ثمود کو ہدایت کی ہمنے پس دوست رکھا اونھون نے اندھاپن
یعنی گمراہی کو اوپر ہدایت کے فَمَنِ اهْتَدٰى فَلِنَفْسِهٖ وَمَنْ ضَلَّ فَعَلَيْهَا جس شخص نے
ہدایت پائی تو اپنی ذات کے لیے اور جو گمراہ ہوا تو اوسکا ضرر اوسکی ذات پر پس اگر اس طریقہ
مین کوئی بات بھی موجب ناپسندیدگی کے مخالف آئین قدرت کے ہوتی تو ہرگز اوسکو
بلفظ ہدایت کے تعبیر نہ کیا جاتا اور چونکہ یہ احکام خاصۂ کنیزکون کے ہین اور داخل طریقۂ رشید
سابقین کے ہین اور وجود و ثبوت رقیت کے مقتضی ہین اور اونکو واسطے زمانہ آئندہ کے
اونکی ہدایت فرمائی گئی تو ثبوت رقیت مین زمانہ مستقبل اور اوسکے جواز شرعی مین کیا کلام

ہ کہ یہاں تو بظاہر ثابت ہو جاتا ایسا ہی آیت دوم یعنی اَلْحُرُّ بِالْحُرِّ وَالْعَبْدُ بِالْعَبْدِ
سے زمانہ حال یا خود ہی رقبیت مستقبلہ کے مقتضی نہیں جب فرماتے ہیں کہ اگر غلام لونڈی کا تو غلام
اور دونوں یہ تھا کہ رقبیت مستقبلہ پر استدلال نہیں [illegible] لازم نہیں کہ استدلال
کا نام سمجھتے ہیں اور آیت سوم یعنی ضَرَبَ اللّٰهُ [illegible] اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ [illegible]
کرتے یہاں تذکرہ عبد مملوک کا بطور تمثیل کے ہے یہاں کوئی حکم شرعی [illegible]
نہیں جیسا کہ اور آیات میں ہے قال لفظ امۃ قرآن [illegible] میں دو جگہہ ہوا کسی جگہہ
ت مستقبلہ کا حکم نہیں پایا جاتا اقول یہاں [illegible] چاہیے کہ وہ [illegible]
کلمہ صرف زمانہ ماضی کے ہی ساتھ مخصوص ہیں یا نہیں [illegible] مجتہد صاحب کا
[illegible] ہوں دوم غلط قال آیت اول وَلَاَمَةٌ مُّؤْمِنَةٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكَةٍ
قول بیان اسکا بعینہ بیان وَلَعَبْدٌ مُّؤْمِنٌ خَيْرٌ مِّنْ مُّشْرِكٍ کا ہے قال
ت دوم وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ نکاح کرو
مسلمان رانڈوں کا اور نیک چلن اپنے غلاموں اور لونڈیوں کا اقول دیکھو یہ حکم
زمانہ ماضی سے متعلق نہیں بلکہ زمانہ مستقبل کے واسطے ہے کیونکہ حکم امر متعلق بزمانہ ماضی ہو ہی
نہیں سکتا پس متفرع ہونا ایک حکم شرعی کا لونڈی غلام پر بظاہر الآیۃ دلالت کرتا ہے
وجود و ثبوت شرعی لونڈی و غلام پر زمانہ مستقبل میں قال لفظ فتیات قرآن مجید
میں دو جگہہ یعنی لونڈیوں کے آیا ہے الی قولہ آیت اول سورۂ نساء کی آیت ہے ذیل لفظ
[illegible] میں بیان ہو چکی ہے اقول پوری بحث اس کلمہ پر ابھی جگہہ نہیں ہوئی [illegible] ہم
آیت پوری لکھتے ہیں وَمَنْ لَّمْ يَسْتَطِعْ مِنْكُمْ طَوْلًا اَنْ يَّنْكِحَ الْمُحْصَنٰتِ
الْمُؤْمِنٰتِ فَمِنْ مَّا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ مِّنْ فَتَيٰتِكُمُ الْمُؤْمِنٰتِ وَاللّٰهُ
اَعْلَمُ بِاِيْمَانِكُمْ بَعْضُكُمْ مِّنْ بَعْضٍ فَانْكِحُوْهُنَّ بِاِذْنِ اَهْلِهِنَّ وَاٰتُوْهُنَّ
اُجُوْرَهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ مُحْصَنٰتٍ غَيْرَ مُسٰفِحٰتٍ وَّلَا مُتَّخِذٰتِ اَخْدَانٍ

بلکہ میرے آقا و یا میرے مالک کہوے اور ایک روایت مین آیا ہی کہ میرے مالک بھی نہ کہوے کیونکہ تم
سب کا مالک اللہ ہی یہ حدیث مسلم مین ہی اور مشکوۃ مین بھی اسکو نقل کیا ہی **اقول** واہ کیا خوب
ترجمہ حدیث نبوی کا کیا کہ مخالفت پیغمبر صلعم مین ذرا بھی کوتاہی نکی پیغمبر صلعم فرماتے ہین کہ چاہیے کہ کہے غلام میرا
مجتہد فرماتے ہین کوئی یہ نہ کہے کہ میرا غلام مخفی نہ ہو کہ اس حدیث مین بیان اون الفاظ کا ہی
کہ جو رقیقون کی نسبت کہنے چاہییں اور جو نہ کہنے چاہییں چنانچہ لفظ عبد و امہ کے کہنے کی
نہی فرمائی اور لفظ غلام اور جاریہ اور فتی اور فتاۃ کی اجازت دی ایسے ہی غلامون کو
نہی کی کہ آقا کو کوئی رب یا مولی نہ کہے بلکہ سید کہے اور بحث اسکی کچھ اوپر بھی گذر گئی ہی زیادہ
بحث یہان کچھ ضرور نہین مگر اس حدیث سے بھی قسمت ستہ ارقا کا ثبوت بخوبی ہو گیا کہ یہی اقوال ائمہ
ہی کی ساختہ [illegible] ہی اقوال ائمہ کے متعلق ہرگز نہین ہو سکتی کما لا یخفی علی من لہ ادنی لب
قال باب سوم **اقول** اس باب مین مصنف نے کچھ بحث علل و اسباب ملک و رقیت کی
کی ہی مگر جیسا کہ ظاہر ہوتا ہی کہ جسقدر لکھا ہی محض نافہمی سے لکھا ہی نہ یہ سمجھے کہ علت کسکو کہتے ہین
نہ یہ سمجھے کہ سبب کیا چیز ہی نہ یہ سمجھے کہ عقل کیا ہی اگر ہم اس مقام پر اون امور کی تفصیل اسلیے
مطلب مصنف کے لکھون تو طول ہوتا ہی لہذا اس بحث کو طول اور کتب اصول پر حوالہ کرکے
اس باب مین اون اقوال سے تعرض کرینگے جنکے تعرض کی ضرورت ہی **قال** علماے اسلام نے
سبب طاری ہونے رقیت کا صرف غلبہ اور استیلا قرار دیا ہی **اقول** واہ جناب مجتہد عصر
بسم اللہ ہی غلط اور چونکہ اسی بنا پر آپنے تمام خامہ فرسائی فرمائی ہی اور علماے اسلام پر
طعن کیا ہی جب بنا ہی آپکی فاسد تو تمام خامہ فرسائی اور مطاعن آپکی بنا ہی فاسد علی الفاسد
شعر ہر آنکس کہ نداند و بداند کہ بداند × در جہل مرکب ابد الدہر بماند × جناب مجتہد صاحب
ہر تو فرمایئے کہ علماے اسلام نے کسیکے غلبہ اور استیلا کو سبب رقیت ٹھہرایا ہی وے تو غلبہ اور
استیلا کو سبب طاری ہونے کے ساتھ سے ملکیت کا کہتے ہین نہ سبب رقیت اور لفظ ملک جو
اونکی عبارات [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible] [illegible]

باقی رہا اور اسی بیان سے یہ بھی ثابت ہوا کہ کلمۂ ما ملکت ایمانکم سے مراد یہ نہیں ہے کہ جو زمانہ سابق میں پیاں
تمہاری ملکیت ہو چکی ہیں کیونکہ جب یہ طریقہ ہمارا مطابق طریقۂ راشدین سابقین کے قرار پایا
تو اگر ہمارے حق میں ملکیت مقصود اور مملوکات سابقہ ہی سے ہوتی تو بیشک اونکے حق میں بھی
مقصود اور ملکیت سابقہ ہی سے ہوتی اور آیندہ کے لیے جائز اور باطل اور فاسد ہوتی
اور اگر ایسا ہوتا تو چونکہ ہم اونسے بہت پیچھے ظہور میں آئے ہیں ہمارے حق میں کیونکر جائز ہوتی اور
چونکہ وہ طریقہ خود اونھیں کے حق میں آیندہ کو جائز نہ تھا تو ہمکو اونکے ناجائز طریقے کی سلوک
ہدایت فرمائی جاتی اس بیان سے صاف ظاہر ہوا کہ کلمۂ ما ملکت ایمانکم مقصود اور زمان ماضی کے
نہیں ہے اور جو لوگ اسکے خلاف کہتے ہیں وے لوگ ہر آینہ مصداق ويريد الذين يتبعون
الشهوات ان تميلوا ميلا عظيما کے ہیں واللہ الموفق الی الہدایۃ والصواب **قال**
آیت دوم اللہ صاحب نے سورۂ نور میں فرمایا ہے ولا تكرهوا فتياتكم على البغاء یعنی جبر کرو
بدکاری کے لیے جبر نہ کرو **اقول** یہ آیت بھی ثبوت رقیت میں ظاہر ہے اور اس آیت میں کوئی
لفظ ایسا نہیں کہ جس سے یہ بات معلوم ہو کہ رقیت مخصوص اونہیں قیدیوں کے ہے جو زمانہ
گذشتہ میں رقیق تھی بلکہ رقیت مستقبلہ ثابت ہوتی ہے کیونکہ لا تکرہوا نہی ہے اور نہی فعل مستقبل
کے ساتھ متعلق ہوتی نہ ماضی کے **قال** لفظ غلام و جاریہ قرآن مجید میں تو نہیں آئے مگر حدیث میں
بن جاتا چنانچہ وہ حدیث لکھی جاتی ہے عن ابي هريرة قال قال رسول الله صلعم لا يقولن
احدكم عبدي وامتي كلكم عبيد الله وكل نسائكم اماء الله ولكن ليقل غلامي وجاريتي
وفتاي وفتاتي ولا يقل العبد ربي ولكن ليقل سيدي وفي رواية ليقل سيدي
ومولاي وفي رواية لا يقل العبد لسيده مولاي فان مولاكم الله رواه مسلم کذا فی
مشکوٰۃ ابوہریرہ نے کہا کہ فرمایا رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کوئی تم میں سے یوں نہ کہوے کہ میرا
غلام اور میری لونڈی تم سب خدا کے غلام ہو اور سب تمہاری عورتیں خدا کی لونڈیاں ہیں لیکن
یوں کہو کہ میرا لونڈا میری لونڈیا اور میرا چھوکرا اور میری چھوکری اور غلام کہو نہ کہوے اپنے

بہائم سیر سے کا ہی کہ عرضہ للملک قابل تملک ہیں جو کوئی اونپر غالب آگیا اور اونکو اپنے
قبضہ مین کرلیا اونکے مالک ہوگئے اور یہ بھی جاننا چاہیے کہ سبب حقیقی ہماری اصطلاح مین اوسکو کہتے
ہین کہ جو حکم کی طرف طریق ہو جیسے مسئلہ متنازع فیہ مین غلبہ اور استیلا ایک طریق ملک کا ہی
بسبب توسط علت اغتنام کے قال اللہ تعالے وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ
خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى الاية فَكُلُوْا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلٰلًا طَيِّبًا الاية
وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ الاية احل الله لنا
الغنائم الحديث ان آيات و حديث سے ظاہر ہو کہ غنیمت کرنا موجب ملکیت ہی اور غنیمت کرنا
متحقق ہوتا ہی غلبہ اور استیلا سے بموجب ان نصوص کے پس غلبہ و استیلا سبب ملک غنائم کا جب متحقق
ہوا تو اب ہم بعض اقوال مجتہد پر توجہ کرتے ہین **قال** ان تمام روایتون سے ظاہر ہی
کہ اگلے عالمون نے صرف غلبہ اور استیلا کو سبب قیمت قرار دیا ہی **اقول** غلط فہمی مجتہد عصر کی
ہی کہ ایسا فرماتے ہین اونھون نے جس قدر اقوال علما کے لکھے ہین یا تو نہین غلبہ اور استیلا کو
سبب ملک تصریح بیان کیا ہی سبب قیمت کسی قول مین نہین لکھا چنانچہ عبارت اشباہ
سے تشریح غلطی مجتہد ہم اوپر لکھ چکے ہین عبارت بحر الرائق جو مجتہد عصر نے اس طور
نقل کی ہی کہ قال اسباب ثلثة مثبتة للملك وهو الاستيلاء وناقل للملك وهو البيع ونحوه
وخلافة وهو الارث والوصية اسباب ملک کو تین قسم پر تقسیم کیا ایک وہ کہ مثبت ملک ہو
یعنی ملک جدید ثابت کرے اور وہ استیلا ہو اور دوسرا وہ کہ منتقل کرے ملک کو مثل
بیع وغیرہ کے اور تیسری وہ جو مالک کا قائم مقام کرے اور وہ ارث و وصیت ہی دیکھو
صاف لکھا ہی کہ استیلا سبب ملک ہی یہ نہین لکھا کہ استیلا سبب قیمت ہی **قال** مگر اب ہمکو دیکھنا
چاہیے کہ غلبہ اور استیلا کو جو سبب قیمت اور ہر ہے کو مال مباح ٹھہرایا ہی آیا اسکے لیے
کوئی نص صریح قرآن و حدیث مین موجود ہی یا نہین اسکا جواب صاف یہ ہی کہ کوئی نہین
اقول یہ محض نادانی مجتہد عصر کی ہی کیونکہ آیات قرآن مین صاف حکم ہوا تھا ...

اور رقیت مرادف ملک مصدر مجہول کا ہے نہ اوس ملک کا جو مصدر معلوم ہے اور سبب
رقیت تو جیسا کہ ہمنے اول کتاب مین بیان کیا ہے کفر ہے نہ استیلا و غلبہ اور اگر آپ کو کچھ بھی تدبر ہے
تو آپکو معلوم ہو سکتا ہے کہ زوال عصمت حریت اون لوگون سے مستلزم اسکا نہین کہ وہ ہمارے
رقیق اور مملوک ہو جاوین مگر جب سبب ملک یعنی غلبہ اور استیلا متحقق ہو تو ہر ایک وہ بسبب اپنے
عمل مین مستقر ہوگا اور یہ لوگ ہمارے رقیق ہو جاوینگے بڑا تعجب ہے کہ آپنے یہ عبارت ہدایہ کی
نقل کی کہ لان الشرع اسقط عصمتهم جزاء على جنايتهم وجعلهم ارقاء یعنی شرع نے
ساقط کردی عصمت اونکی یعنی عصمت آزادی کے بسبب جزای گناہ اونکی کی اور کردیا اونکو رقیق
اور پھر بھی یہ نہ سمجھے کہ بسبب رقیت کیا ہے اور سبب ملک کیا ہے شاید رقیت اور ملک کو شی واحد سمجھے
ذلك مبلغهم من العلم سبحان الله یہین استعداد و دعوی اجتہاد جاننا چاہیے کہ رق بھلہ
امور معترضه على الاہلیة کے ہے وهو عجز حکمی شرع جزاء على الكفر اصلا يصير المرء به عرضة
للملك در حقیقت ہر ایک انسان باعتبار جوہر انسانی کے متصف ہے بصفت آزادی کے اور کسیکا مملوک نہین بالکل
حقیقی کے اور اسی جوہر کے اعتبار سے وہ سائر حیوانات سے اشرف ہے مگر باعتبار نفس بہیمی کے
مانند سائر بہائم کے ہے پس جب جوہر انسانی مغلوب ہو گیا اور نفس بہیمی غالب آگیا اور وہ
عمل کرنے لگا کہ جو سراسر خلاف اقتضای جوہر انسانی کے ہین تو صفت شرافت اوس مین سے
زائل ہو گئی اور عصمت حریت کہ باعتبار جوہر انسانی کے تھی بسبب مغلوب ہو جانے جوہر انسانی
اور غالب ہو جانے نفس بہیمی کے باقی نرہی مثل سائر بہائم کے قابل تملک کے ہو گیا ان هم
إلا كالانعام بل هم اضل سبيلا اور جس قدر پاس جوہر انسانی کا خدا تعالی نے اپنے ذمہ
کر لیا تھا اوس سے خدا بری ہو گیا ان الله بريء من المشركين جیسا کہ ہم اول کتاب مین مفصل
لکھ چکے ہین مگر یہ ضرور نہین کہ جو چیز کہ بالقوة قابل تملک ہو وہ بالفعل بھی مملوک ہو دیکھو بہائم
صحرائی اور طیور وحشیہ بالقوة قابل تملک ہین بالفعل کسی بندہ کے مملوک نہین مگر جو کوئی اونپر
مستولی ہو کر اونکو قید کرلے اوسکے مملوک ہو جاتے ہین بسبب اوسکے استیلا کے اسی طرح یہ حال کفار

حدیث نہ ان سے لاے ہو یہی بھیجا ہو اس قسم کے آدمی کو پیغمبر صلعم کے حکم سے قتل کیا گیا ہے
عن سلمۃ بن الاکوع قال اتی النبی عین من المشرکین وهو فی سفر فجلس عند
اصحابہ یحدث ثم انفتل فقال النبی صلعم اطلبوہ واقتلوہ فقتلتہ فنفلنی سلبہ متفق علیہ
آیا پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لشکر مین ایک جاسوس مشرکون کا اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ
وسلم سفر مین تھے پس بیٹھا وہ پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کے پاس پھر چلا گیا پس فرمایا
پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ تلاش کرو اوسکو اور مار ڈالو اوسکو غرضکہ وہ پکڑا گیا اور مارا
گیا پس عطا کیا پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجکو اوسکا اسباب متفق علیہ ہے مگر کہ قتل ایسے
شخص کا جائز ہے تو استرقاق کہ عقوبت قتل سے کمتر ہے اوسکے جواز مین کیا کلام رہا اور اسکو بھی
غور فرمایئے کہ مفروضہ مہذب قوم مین جسکا نام حبس ہے وہ غلامی سے بدتر جسمین ہی پابند ہوتا
ہے مثلی وہ کاشتا ہے کسی مال کا مالک نہین ہو سکتا جو کچھ محنت مشقت سے کوئی کام کرتا ہے اوس سے
متمتع نہین ہو سکتا مال اوسکا ضبط کیا جاتا ہے بطور میراث کے جو کچھ اوسکو پہونچتا ہے وہ ضبط
ہو جاتا ہے کھانے پینے سونے بیٹھنے اوٹھنے پاخانہ پیشاب کی اس قدر تکلیف اوسکو ہوتی ہے
کہ جسکے زائد نماز و روزہ سے مجبور رہتا ہے یار دوست جورو بچون سے جدا ہوتا ہے نکاح وہ نہین
کر سکتا غلامی مین اور اوسمین صرف غ ل ام اور ح ب س کا فرق ہے ورنہ فی المعنے
تو جو قیود اوسپر ہین غلام پر ہو ہی نہین سکتی غرض کہ جب محاربین مین سے کسی شخص کو وے
پکڑ لیتے ہین تو باوجود اس قدر تعلی کے کہ ہماری سرزمین کو تاثیر آزادی ہے پھر بھی
اوسکو معنی غلام سے زیادہ بنا لیتے ہین جب یہ حال ہے تو پھر آپ کو کیا مجال اعتراض باقی
رہگئی اور جو چھاپہ فرماتے ہین کہ جہاد پر قیاس کیا ہے یہ بھی آپکی ناواقفی ہے بعض چیز کے
سکے ہوتے بھی قیاس سے کیا معنی ذرسی تھوڑ کرکے لکھا کیجیے قال کیسی تعجب کی بات
ہے کہ اگلی علما ہیون کی اولاد کا دار الحرب مین خرید نا ایسے جائز قرار دیا ہے کہ اوسمین
بھی غلبہ اور استیلا کی صورت ہے اقول ایسے مختلف فیہ مسئلہ کو اس انداز پر لکھنا کہ سب

جابر بن عبد اللہ قال قال رسول اللہ صلعم احلت لی الغنائم دوسری حدیث
جو ابو ہریرہ سے مروی ہے اوسکے کلمات یہ ہیں احل اللہ لنا الغنائم رواہما العباد سے
یہاں دونوں حدیثوں میں غنائم بلفظ جمع معرف باللام واقع ہے ایسا ہی ہے لیکن جمیع غنائم واقع
کو پس معنی حدیثوں کے یہ ہیں کہ حلال کی گئی مجھکو سب غنائم اور حلال کیں خدا نے واسطے ہمارے
سب غنائم جب یہ معلوم ہوا تو ہمنے فرض کیا کہ انسان مال میں داخل نہیں مگر حدیث نبی
صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم میں مجتہد عصر نے لفظ مال اپنی طرف سے بڑھا دیا کیا اور نیز حضرت
جبریل علیہ السلام یہ وحی لاتے تھے مگر اب تک تو فضل الٰہی سے اظہار اسکا نہیں فرمایا شاید آئندہ
کہیں تو کہیں اور چونکہ غنائم میں آدمی اور گھوڑا اور ہاتھی اور دیگر حیوانات اور اور شیا
از روی لغت اور عرف کے داخل ہیں غنم یغنم غنما فہو غانم و غنیمۃ [illegible]
الوطلب شعر بشکر ما اعطاک لا عن جہالۃ ولکن مغنم [illegible] غانم
دیکھو اس شعر میں اطلاق مغنوم کا اوس شخص مستوفی پر موجود ہے سب کا ذکر شعر سابقہ میں ہے شعر
فی کل یوم لہ مسبوق مقدم وقتاہ علی الاقدام للوجہ لازم علاوہ بر اس کے
لغت کے غنیمت و فی مرادف ہیں چنانچہ علمای لغت نے ترجمہ غنیمت کا بلفظ فی کیا ہے اور فی
میں ہر ایک انسان بھی داخل ہے چنانچہ خود مجتہد بھی اسپر معترف ہیں اور بحث اوسکی اوپر گذر چکی
ہے پس کچھ شک و شبہ اسمیں نہیں ہے کہ کفار حربی بھی بوقت غلبہ کے داخل غنائم ہیں اور جبکہ
داخل غنائم ہیں تو وہ ہماری مملوک ہیں اور ہمکو حلال ہیں پس کفار حربی بھی ہمارے مملوک ہیں خدا تعالی
فرماتا ہے کہ اثابہم فتحا قریبا و مغانم کثیرۃ یاخذونہا و کان اللہ عزیزا حکیما
یعنی عطا فرمائی انکو فتح قریب اور غنیمتیں کثیرہ کہ لیتے ہیں وہ انکو اور ہے اللہ غالب حکمت والا
مراد ہے غنائم خیبر کی کہ جنمیں سبایا بھی تھیں جب یہ بات ثابت ہوئی کہ لفظ مال گھڑا ہوا
مجتہد عصر کا بطور تحریف کے ہے اور حدیث شریف میں اسکا پتہ بھی نہیں اور لفظ غنائم
ہر طرح پر اور اشیا اور حیوانات کو متناول ہے ویسے ہی انسان کو بھی متناول ہے اور [illegible]

اون بزرگوار سے ... لاتے تھے **اقول** اون بزرگون پر تو وحی کا آنا ہمارا اعتقاد نہین
اور نہ خود اونکا اعتقاد ہے اور تصریح تو صاحب وحی کے افعال اور اقوال سے ہر مسئلہ کو سمجھنا
کیا ہے عیسائیون نے قرآن مجید مین کفار کی نسبت یہ وحی دیکھی اِنْ هُمْ اِلَّا کَالْاَنْعَام
اور یہ بھی قرآن مجید مین دیکھا کہ خدا اونکی عصمت سے بری ہو گیا چنانچہ فرمایا اِنَّ اللّٰهَ بَرِیْءٌ
مِّنَ الْمُشْرِکِیْن اور عقل بھی مقتضی اسکی ہوئی کہ بسبب غلبہ نفس بہیمی کے جو ہر خاص
جسکو نفس انسانی کہتے ہین بسبب ہی مغلوب کالمعدوم ہو گیا تو مثل نفس بہیمی کے جو ہر
طرح کے جواہر [illegible] رکھنے ہی کچھ باقی نہین رہا اور افعال آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کو بھی
آپنے ملاحظہ فرمایا کہ جب غلبہ کیا اور نصرت ہوئی اونکو لونڈی غلام بنایا اگر یہ مال مباح نہوتے
تو لونڈی غلام بنانا اونکا کسیطرح ممکن نتھا پس اس اصول پر اور نصوص صریحہ مذکورہ کو مال
مباح ٹھہرایا اگر آپکو سند اور مطالعہ کتب اصول فقہ کی ہوتی تو آپ ان اصول پر مطلع
ہوتے اور یہ نہ فرماتے کہ کسی بزرگ نے اخراجات کچھ لکھے ہین توضیح اور اصول فخر الاسلام
مین لکھے ہین کہ الرق ... حق الله تعالى ابتداء بمعنى انه شرع جزاء للكفر فان
الكفار لما استنكفوا عن عبادة الله تعالى والحقوا انفسهم بالبهائم في عدم
النظر والتامل في آيات التوحيد جازاهم الله تعالى بجعلهم عبيد عبيده متملكين بتذلل
... ولهذا لا يثبت الرق على المسلم انتهى بڑا تعجب ہے کہ وہ حدیث نبوی
جسمین اونکا مباح ہونا بتصریح ... موجود ہے آپکو معلوم ہو مگر از راہ مغالطہ کے باتون
مین ہیر پھیر کرتے ہو یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّطْفِـُٔوْا نُوْرَ اللّٰهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ کَرِهَ الْکٰفِرُوْنَ
چنانچہ قول آیندہ مین پوری بحث اسکی آتی ہے **قال** التنبیہ جناب رسول خدا صلے اللہ علیہ و آلہ
وسلم نے یہ فرمایا کہ لڑائی مین لوٹ کا مال اللہ تعالے نے ہمکو مباح کیا ہے اور یہ نہایت محکم
اور درست ہے خوب اصول ہے مگر انسان کو مال مین داخل نہین فرمایا غلط لگایا ہمارے قلم کی قیاس
سے ان کو بھی مال سمجھا ہے **اقول** کلمات طیبات احادیث نبویہ مین حکم تھا

تسلیم لیا باوجود ان سب باتون کے پھر تکذیب اوسکی صداقت تکذیب کتب آسمانی کی ہے
قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراہیم واسمٰعیل واسحاق
ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون
من ربہم لا نفرق بین احد منہم ونحن لہ مسلمون فان آمنوا بمثل
ما آمنتم بہ فقد اہتدوا وان تولوا فانما ہم فی شقاق فسیکفیکہم اللہ
وہو السمیع العلیم کہو تم کہ ایمان لائے ہم خدا پر اور اوس پر جو اوتارا گیا ہے ہمپر اور جو اوتارا
گیا ہے ابراہیم اور اسمٰعیل اور اسحق اور یعقوب اور سبطون پر اور جو دئے گئے ہین موسیٰ
اور عیسیٰ اور سب پیغمبر اپنے خدا کیطرف سے ہم فرق نہین کرتے اونمین سے کسیکے درمیان
ہین اور ہم اوسکے فرمان بردار ہین پس اگر یہ لوگ یعنی کفار اوسی ایمان لاوین
جیسا تم ایمان لائے ہو تو وہ بھی راہ یاب ہوگئے اور جو پھر گئے تو جز این نیست کہ وہ ایک
جھگڑے مین ہین سو خدا کافی ہوگا اونکو اور وہ سننے والا ہے اور جاننے والا ہے قرآن
اگر شیعہ مجتہد کی اقوال ولایتی صاحب دوست مجتہد اور حلیم ولد فردوس صاحب وغیرہ
ہین اور اونکے کلام کو مثل وحی ربانی سمجھتے ہین تو اونکے لیے یہ جواب کافی ہے
تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا اللہ ولا نشرک بہ شیئا ولا یتخذ
بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ قائم ہو جاؤ ایک بات پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان
ایک طرح پر ہے کہ نہ عبادت کرینگے ہم کسیکی بجز خدا کے اور نہ ٹھہراویگا ایک ہمارا دوسرے کو
رب بجز خدا کے **قال** ان تمام حالات اور تمام فقہی روایتون سے جو ذکر ہوئین یہ
ثابت ہو گئی کہ فقہاء اسلام نے جو غلبہ اور استیلا کو سبب ملکیت قرار دیا ہے اسکی اصل
جہاد کے قیدیون کو لونڈی و غلام بنانے پر مبنی ہے پس اب ہمکو اس بات پر بحث کرنی چاہئے
کہ جہاد کے قیدیون کا لونڈی غلام بنانا جائز ہے یا نہین کیونکہ اگر اون قیدیون کا لونڈی
و غلام بنانا ناجائز ثابت ہو جاوے گا تو یہ اصول ملکیت باطل ہو جاویگا اور سبکو تسلیم کرنا ہوگا

نبوی مین اوسکی علت یہ لکھی ہے یعنی جو تو ہیں سو عاوان لعنہا وارث تنہا یعنی ہے کہ ہمین اولہ الی آخرہ
سے نا فیرہ باطل ہوگئے اور مثال لالالت ہوتا ہے ایک صاحب مثل ہی انہ شمس طلوع آفتاب
آفتاب ہو گیا قُل جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوقًا بس ہم نے صاحب ترتیب ورثا
کرتے ہین کہ اصول جو ہین جو خود ایک ازار سے نہی ہاں کتنا نہین ہوتا ہے اپایہ کہ ملک کا
غلبہ اور استیلا ہی کی صورت مین ہے با نہیں غلبہ اور استیلا سے کبھی تا نہ ہو جبتا تا ہے کوئی چیز حربی کی
ازراہ سرقہ یا دغا بازی کبھی آگئے ہاتھ لگ جاوے تو اوسکی ملکیت ہو جاویگی اگر شق اول ہے تو ایک
سبب استیلا ہی غلبہ مین کیا کلام ہے اور اگر شق ثانی ہے تو بحث نا معقول ہے قال بہر حال وہ بعد
اتنی بات ضرور تسلیم کرنی چاہیے کہ غلامی ایک مسئلہ ہے جسکو علماے اسلام نے نکالا ہے یا اختیار کیا ہے
اقول صرف علماے اسلام ہی نے اختیار نہین کیا بلکہ پیغمبران اسلام حضرت ابراہیم علیہ السلام سے
تا محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم از روی وحی آسمانی کے اختیار کیا ہے اونکی اتباع سے علماے
اسلام نے بھی اختیار کیا ہے قال مگر اسکو ایک ایسا شرعی منزل من اللہ کہنا کیسا ہے جو نتیجہ
اور الہام پر مشابہ التمام کرتا ہے اقول کسقدر زیادہ تقریر اور جھوٹی بات ہے توریت مین
یہ مسئلہ مسلم قرآن مین یہ مسئلہ موجود پھر ہم نہین سمجھتے کہ مصنف کے نزدیک شرع کسکا نام
ہے قُلْ فَأْتُوا بِكِتَابٍ مِّنْ عِندِ اللَّهِ هُوَ أَهْدَىٰ مِنْهُمَا أَتَّبِعْهُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ
کہہ تو کہ لاؤ تم کوئی اور کتاب کہ ان دونون یعنی توریت اور قرآن سے زیادہ راہ نیک بتلا
ہو کہ اتباع کرون اسکا اگر ہو تم سچے ایسکے جواب مین کوئی کتاب آسمانی تو پیش نکر سکوگے مگر ہان
دلیل وقوانین اور ملتسن کلوکستن اور سارجنٹ وغیرہ کی رائے جنکی تقلید سے انبیا پر عنقریب
ہو بیٹھی کرو گے وبس احادیث نبی آخر الزمان صلعم موصوف صاحب الملة الحنفية البيضا حضرت ابراہیم
علیہ السلام سے ثبوت اسکا واضح خود مصنف مقر ہین اسکی کہ توریت مین اجازت اسکی موسی
علیہ السلام نے اوسکو جائز رکھا عیسی علیہ السلام ایک حرف بھی بنسبت اوسکی زبان پر نہ لائے
قبل از نزول آیت إِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اوسکو

اور شعرائے عرب کو مستند سمجھینگے نہ اپنے امراء و اشرار یعنی کلمات ہیں انکا بہ علمائے
نحو کے کلام کو مستند سمجھینگے بہ ان شرائط کے ہمکو کچھ ضرور نہیں کہ ہم کسی مفسر قرآن
یا شارح حدیث کی عبارت نقل کریں یا جو عبارات تحت نقل کرتے ہیں اونکی طرف
توجہ کریں اسلئے ہم مستغنیاً با حدیث یا شروح کرتے ہیں بحمد اللہ تو ہم اس بیان
میں فصیح بات یہ بتا دیں ہو کر منافقین کو غلام ہی بنا کر چھوڑینگے وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ
عِنْدِ اللّٰهِ اَلَا اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ ٭ **قال** باب چہارم اس بات کے بیان
میں کہ قید یا ہوا وسکے لونڈی غلام بنانے کا کوئی حکم قرآن شریف یا حدیث صحیح میں نہیں ہے
اقول جس شخص نے قرآن غور سے پڑھا ہوگا اور احادیث کی کتابیں دیکھی ہونگی وہ
ہرگز یہ الفاظ زبان پر نہیں لاسکتا قرآن اور احادیث میں بہت صاف حکم ہے چنانچہ کچھ بیان
اوپر اوسکی تصریح ہوئی ہے اور کچھ آگے آویگی اگر مصنف کا عصر اونکو نہ دیکھیں یا نہ سمجھ سکیں تو اونکی
سمجھ و فہم کا قصور ہے گر نہ بیند بروز شپرہ چشم ٭ چشمۂ آفتاب را چہ گناہ ٭ **قال**
کوئی شخص نہیں کہہ سکتا کہ قرآن یا حدیث میں کسی جگہ یہ حکم ہے کہ جو لوگ جہاد میں پکڑے
جاتے ہیں وہ لونڈی غلام ہوجاتے ہیں **اقول** جب خود خدا تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے
وَاعْلَمُوْا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِي الْقُرْبٰى الآیہ
اَثَابَهُمْ فَتْحًا قَرِيْبًا وَّمَغَانِمَ كَثِيْرَةً يَّاْخُذُوْنَهَا وَعَدَكُمُ اللّٰهُ مَغَانِمَ
كَثِيْرَةً تَاْخُذُوْنَهَا فَعَجَّلَ لَكُمْ هٰذِهٖ الآیہ یعنی جان لو تم جو لوٹ میں لاؤ تو پانچواں حصہ
تو خمس اوسکا واسطے اللہ اور واسطے رسول اور صاحبان قرابت وغیرہ کے ہے جسکا
بیان آیت میں ہے دی اللہ نے مسلمانوں کو فتح قریب اور غنائم بہت کہ لینگے اوسکو
وعدہ فرمایا تمسے خدا نے بہت غنائم کا کہ لوگے تم اوسکو پس جلدتر دیے تمکو غنیمت
یعنی غنائم خیبر کہ جنمیں قیدی بھی تھے اور اسباب بھی سب ورود احادیث صحیحہ
مشہورہ کے کچھ کلام اور انکار نہیں ہوسکتا کہ جہاد میں غلام بنتے ہیں اور ...

پیش نگیا کہ اسلام مین کوئی شخص اور کسی حالت مین لونڈی غلام نہین ہوسکتا پس اب ہم
امر مذکورہ کی بحث پر متوجہ ہوتے ہین **اقول** ہم بہت خوشی کے ساتھ اس مباحثہ کو
پسند کرتے ہین کیونکہ اسکے ضمن مین یہ بات مثل شمس نصف النہار ظاہر ہو جاوے گی
کہ ہمارے علما کسقدر کتاب اللہ اور افعال اور اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
تابع ہین اور کس احتیاط اور کوشش کے ساتھ وے استنباط مسائل شرعیہ فرماتے ہین
اور کس درجہ کی محافظت کلمات قرآن اور احادیث نبوی کی کرتے ہین اور ایک بات بھی
پاس خاطر دوستون اور اپنے زبان پر نہین لاتے لیکن ایک بات ہم باجلال تمام
مجتہد عصر کو آگاہ کیے دیتے ہین کہ چونکہ صفحہ ۱۱ پرچہ سے ہی اسکے سمجھے ہین کہ ہم صرف خدا
اور رسول خدا کی اطاعت کرینگے اور کسیکی تقلید نکرینگے اسکا پاس اونکو رکھنا چاہیے
ہمنے بھی بلحاظ اونکے شرط کے التزام کیا ہی کہ بجز آیات قرآن اور احادیث صحیحہ کے اور کسی
چیز سے استدلال نکرینگے چنانچہ اور یہی ہم اوس التزام پر قائم ہے اور انشاء اللہ ہمیشہ قائم
رہینگے ایک شرط ہم اور بھی کرتے ہین کہ آیات قرآن مجید اور احادیث نبوی مین کوئی
قید کوئی شرط اپنی طرف سے نہ لگا سکینگے اور جو مصنف نے کوئی قید کوئی شرط بڑھائی تو
اوسکو ہرگز ہرگز قبول نکرینگے گو کہ مصنف کیسی ہی بڑے عالم مفسر کی تقلید سے اوس قید کو
پیش کرین لغت کے معنی اپنے دل سے گھڑ سکینگے اور یہ بات بھی نہ سنینگے کہ فلانے مفسر نے
یہی معنی لکھے ہین اگر مصنف نے کوئی معنی دل سے گھڑے تو ہم کلام عرب سے سند
مانگینگے وہ تفسیر جو بطرف ابن عباس منسوب ہے اوسکی سند کچھ نہین اول تو ثبوت
اوسکا ابن عباس تک ہی نہین پہنچتا ثانیاً چونکہ مصنف اجماع صحابہ کو دلیل نہین سمجھتے پس
بالفرض اگر ابن عباس ہی سے وہ تفسیر ہو تو بھی اصول مصنف پر بطریق اولیٰ قابل
استدلال اور احتجاج کے نہین تعمیم و تخصیص الفاظ مین بدون دلیل شرعی کے نہ ہمکو
اختیار ہے نہ مجتہد صاحب کو ہوگا لغت کے معنی مین البتہ علما لغت اور کلام عرب اور

میں مالک کا ہے جیسا کہ لہ ما فی السموات وما فی الارض میں ہے پس صادق آتا ہے ہر ایک چیز
غنیمت میں جس سے کوئی چیز کہیں ہاتھ آئے پر اطلاق شی کا صحیح ہو سکتا ہے پس ثابت ہوا کہ خدا اور
رسول اور قرابتداران وغیرہ اصناف مصرحہ آیت کا ہے اور پانچواں حصہ نکالنا انکا حق ہے میں
اور چونکہ سبایا ای مغنومہ پر بھی اطلاق شی کا بالبداہت صادق ہے پس یہ آیت بعمومہ اور شامل
سبایا میں ہے اور یہ مفسر ہے کہ کسی طرح قابل تاویل تخصیص کے نہیں دوسرے یہ آیت بھی تمسکا
کہ وعدکم اللہ مغانم کثیرۃ تاخذونها فعجل لکم هذه الآیۃ جملہ کے دو ملاؤ میں
لام تاکید کے ساتھ کہتے ہیں جو بہت زبردست ہے اسکے آگے آیت اثابهم فتحا قریبا ومغانم
کثیرۃ تاخذونها الآیۃ ہے یعنی انکو فتح قریب اور غنیمتیں بہت کہ جنکو لینگے سے
اوسکے اور چونکہ اس مغانم کثیرۃ الٰہی میں سبایا بھی داخل ہیں پس کون شخص یہ
کہہ سکتا ہے کہ قرآن و حدیث میں حکم لونڈی غلام بنا جانے کا نہیں ہے اور چونکہ اس آیت اور
آیت دوم کی غنیمت مجاہد نسبت مغانم خیبر کی ہے اور اسمیں سبایا بھی تھیں کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تقسیم ہوکر مملوک نا ہین کی گئیں پس بسبب سنت بیان
فعلی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یہ آیتیں بھی مفسر ہوگئیں درباب ملکیت سبایا
جہاد اور شامل کلمہ مغانم میں سبایا کو چنانچہ تذکرہ اسکا آئندہ بھی آویگا پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا احلت لنا الغنائم واحل اللہ لنا الغنائم من نبی منا ملاث
دیا کہ یہ چنانچہ بیان اسکا اوپر گذر گیا اور آئندہ بھی آویگا جب ایسے نصوص مفسر موجود
ہیں تو وہ کون ہے کہ یہ کہہ سکتا ہے کہ جہاد کے قیدی کیوں کر مملوک کئے کیا قرآن و حدیث میں حکم
نہیں ہے قال اگلے عالموں نے قرآن مجید سے اس مسئلہ کے استنباط پر کوشش کی ہے اقول
ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ ضمناً اس بحث میں ایک غرض ہماری یہ بھی ہے کہ ہم خوب ظاہر کردیں
اس امر کو کہ صحابہ کرام اور دیگر علمائے عظام نے احتیاط کرنے میں بہت کوشش کی ہے اگرچہ
مانند مجتہد دہر کے احتیاط میں کوشش نہ کرتے تو مشکل مجتہد عصر فاش نکلتا ان میں پڑ جاتے

ستایا گیا تھا **اقول** اس قدر تقریر سے تو یہ ثابت ہوا کہ آپکا تمام تنقیحوں میں بنا یہ تو یہ ہمارا ہی دعوی ہے
پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لونڈی غلاموں کو بطور لونڈی غلاموں کے تسلیم فرمایا نہ بطور
احرار کے تو آپکے ذمہ ثبوت اثبات اس بات کا واجب ہے کہ بعد ازان اوس تسلیم کو سورۂ سابعہ اپنا نے کے
منسوخ فرمایا گیا ہے یا امر آپ سے نہ پیشتر ثابت ہو سکا نہ ابھی ہو سکے **قال** ادلہ اولہ احکام میں کوئی
لفظ بھی ایسا نہیں جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو **اقول** ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ وہ کلمات
اون سب زمانوں کو متناول ہیں جو آیات کے نزول سے پہلے تھے اور جو آیات کے نزول کے بعد
اونگے اگر یہ بات ہے زیادہ استعمال کا اشارات آپکی خود صدر کرده زمانہ قبل از زمانہ نزول آیات اما منا
وافا آخر تک تھا اسکو تو متناول ہے اور اوسکے بعد کو نہیں خلاصہ کلام یہ کہ اگر کلمہ ملکت
ماضی بنسبت زمانہ نزول آیات کے لیا جاویگا جیسا کہ آپنے سمجھا ہے تو قباحت مذکورہ بالا لازم
آویگی اور اگر معنی ماضی بنسبت وقوع فعل کے جیسا کہ ہم نے اوسکی تحقیق کی ہے لیا جاوے تو کہانو یا بیعو
جمیع ازمنۂ مستقبلہ پر دلالت کریگا اس حالت میں ہمارا مقصد یہی اسکا ہو وہ کہ یہ حکم قیامت
تک باقی رہا اور آیندہ کو رہیگا تو آپ پر اثبات نسخ از روی دلیل شرعی کے واجب ہے اور جب تک
ایسی دلیل شرعی قائم نہوگی تو وہی آیات واسطے ثبوت رقیت کے قیامت تک کافی ہونگی پس قول
مصنف کا کہ ادلہ احکام میں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو صرف ادعا
محض ہے اور اس سے انکا کی تغلیط خود غلطی ہے **قال** استنباط دوم از آیات اولی سورہ توبہ
میں نسبت اون مشرکین عرب کے جنہوں نے اپنے تمام عہد توڑ دیے تھے اور دغا اور بدعہدی کر کے
لڑائی شروع کر دی تھی یہ فرمایا فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ حَيْثُ
وَجَدْتُّمُوْهُمْ وَخُذُوْهُمْ وَاحْصُرُوْهُمْ وَاقْعُدُوْا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوْا سَبِيْلَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ یعنی جب حرمت کے مہینے
لڑائی سے گذر جاویں تو مشرکین کو مارو جہان پاؤ اور انکو پکڑو اور انکو گھیرو اور ہر جگہ
اونکی گھات میں بیٹھو پھر اگر وہ توبہ کریں اور نماز پڑھیں اور زکوۃ دیں تو انکو چھوڑ دو

ہاں یہ کہا گیا ہو کہ یہ دلیل نسبت استقبال سے متعلق نہیں ہوسکتی اقول ہم نہیں سمجھے
کہ مراد آپکی استقبال سے کیا ہے جہاں مقام تفصیل کا ہوتا ہے وہاں مغالطہ عوام کے لیے بہت سے
اجمال کو کام میں لاتے ہیں اگر مراد استقبال سے استقبال بہ نسبت زمان نزول آیات
مذکورہ کے ہی لیجیے تو یہ سراسر غلط ہے چنانچہ اس شق کو ہم خود آیہ کریمہ وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ
إِلَّا عَلَىٰ أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ سے باطل کر چکے ہیں اور یہ بات دلیل سے بھی
سے یہ ثابت کر چکے ہیں کہ آیات مذکورہ میں بلکہ ایسا ہی آیات ایسے کلمات وارد ہوئے ہیں
وہ مشتمل ہیں اوس زمانہ پر بھی جو بہ نسبت زمانہ نزول آیات کے ماضی تھا اور اس زمانہ پر بھی
جو مستقبل ہے اور بہ نسبت شمول بحصوص ازمنہ کے آیات مذکورہ منحصر ہیں اور آپنے جو ملکہ سے
ترجمہ کیا تھا اوسکا ہم پیچھے ہیں اسکی غلطی ہم نے خوب ظاہر کردی ہے اور اگر مراد استقبال سے
استقبال بہ نسبت نزول آیت إِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً ہے تو ہم کہتے ہیں کہ آیات زمانہ
نزول سے جس قدر ازمنہ مستقبل ہیں اونکو متناول ہیں کیونکہ جب متناول ازمانہ کا بعد آیت
اما منا بعد واما فداء تک کا ہے تو اس لئے کہ یہ آیت اون آیات کی ناسخ ہو متصور نہیں ہوسکتا
کیونکہ نزول اس آیت کے تو استثنا کسی زمانہ کا آیات مذکورہ سے پایا نہیں جاتا اگر وہ آیت
نازل نہ ہوتی تو مجتہد عصر بھی اون آیات کو جمیع ازمنہ مستقبلہ کے لیے تسلیم فرماتے مگر
اس آیت کے نزول سے منسوخ حکم آیات مذکورہ کی ظاہر ہوگی اور یہی معنی ہیں نسخ کے پس
ایسا ہی ہمارا تمام دعاوی مجتہد عصر کا رہا کہ یہ آیت اون آیات کی ناسخ ہے سو اثبات اوسکا
ذمہ مجتہد عصر کے ہے اور یہ بدیہی امر ہے کہ اثبات نسخ پر مجتہد عصر جو دلائل پیش کریں ہم اون پر جرح
کامل پیش کریں مگر آپ باعتبار ناسخ ہونے آیت مذکورہ اور منسوخ ہونے آیات مسطورہ کے ایک
دلیل بھی پیش نکر سکے اور ہمارے پاس دلائل ابطال دعوے نسخ کے بہت موجود ہیں چنانچہ
مختصر سا بیان اوسکا آویگا قال اسلیے کہ ہم یہ بات ثابت کر چکے ہیں کہ قبل نزول آیت
[illegible] جس قدر لونڈی و غلام موجود تھے اون سبکو اسلام نے بطور لونڈی غلام کے

کہین نہ کہین ہین انتہی مختصراً اقول قتل کرنیکے معنی مجتہد عصر نے لڑانا ملفوظ یعنی بیان فرمائے
اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اسقدر ناواقف ہین لغات عرب سے کہ ایسے معروف لفظ کے بھی معنی سے وقوف
نہیں یا فرط تعصب کے سبب تحریف قرآن پر آمادہ ہین العیاذ باللہ خلاف مجتہد عصر کیا
وَمَا قَتَلُوهُ يَقِيناً کے معنی ہین نہ لڑے اوس سے یقین کیا اَقَتَلْتَ نَفْساً زَكِيَّةً
کے معنی یہ ہین کہ کیا لڑا تو نفس زکی سے یہ لفظ تو اُردو مین بھی زبان زد خلائق ہی بڑا تعجب ہے
کہ آپ سا مجتہد عصر ایسی غلطی مین پڑے کہ ایسی مشہور لفظ کے معنی خلاف واقع بیان کرے شعر
چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد + صد حجاب از دل بسوی دیدہ شد + جناب آپ تو
اورون کی غلطیان پکڑنے پر مستعد ہوئے تھے خدا کی قدرت دیکھیے کہ کیسی غلطی فاش مین آپ ہی
پکڑے گئے شعر چون خدا خواہد کہ پردۂ کس درد + میلش اندر طعنۂ پاکان نہد
خیر اسکو جانے دو ایسی غلطیان آپکی تو بہت ہی بیشمار ہین کہان تک کوئی اونکو پکڑیگا دوسری بات
سنیے کہ تعلیل اس حصر اور گہات کی اس طور پر کہ تاکہ وہ مسلمانون پر فوج نہ لا سکین یا شب خون
یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نکر سکین سراسر بیجا ہے قرآن مین یہ تعلیل اصلا نہین اپنے دل سے مجتہد
عصر نے گڑھ لیا ہے جناب مجتہد صاحب آپنے اسی مونہہ سے مجتہدین اہل سنت جمہد یہ بیدرباں بیان
کرنے سبب بلکہ بیت کے اعتراض کیا تھا جس مونہہ سے آپ خود تعلیل بیجا فرماتے ہین یہان کیا
تو وہی الفاظ فرمائیے کہ آیا اسکے لیے کوئی صریح نص قرآن وحدیث مین موجود ہے یا نہین اسکا جواب
صاف ہے کہ کوئی نہین مجتہد عصر نے اپنے دل سے گڑھی ہے اور آپ جو فرماتے ہین کہ اون قیدیون کو
غلام اور لونڈی بنانے کا ذکر بھی نہین ہم بھی تسلیم کرتے ہین کہ عبارت آیت مین استرقاق
مذکور نہین لیکن جب آیات واحادیث صحیحہ مین استرقاق اسیرون کا وارد ہے چنانچہ بیان
اونکا پہلے گذر گیا اور آئندہ بھی آویگا پس ایک نتیجہ اسیری کا استرقاق بھی قرار پایا پس
استدلال اونکا اس آیت سے استدلال ہی بلازم ہے لازم ہے اور اس قسم کا استدلال البتہ مفید
ظن تھا ہی بشرطیکہ کوئی دلیل اسکی معارض نہو اور تائید اسکی بادلۂ شرعیہ سے پائی جاوے

بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اقول آیت میں کچھ تخصیص مشرکین عرب کی نہیں اور نہ اونکی ہے
کہ جنہوں نے عہد کرکے توڑ دیا تھا البتہ ایسا البتہ ہوا ان مشرکین کو جنہوں نے عہد کیا تھا اور مدت
عہد پر قائم تھے اونکی نسبت اتمام عہد کا حکم نافذ ہوا اور مشرکین عرب اور غیر عرب اور وہ مشرکین
جنہوں نے عہد توڑ دیا تھا اور غیر اونکے سب اسی عموم میں داخل ہیں بدلیل آخر آیت واذان من اللہ
ورسولہ الی الناس یوم الحج الاکبر ان اللہ بریء من المشرکین ورسولہ
الآیۃ فالعبرۃ لعموم الالفاظ لا لخصوص الاسباب احصروہم کے معنی نہیں ہیں کہ گھیر و اونکو بلکہ
معنی اوسکے یہ ہیں کہ تنگ کرو اونکو حصرہ یحصرہ حصرا ضیق علیہ کذا فی الصحاح القاموس
اور پکڑو اونکو مطلب اوسکا یہ ہے کہ اسیر کرو اونکو خلوا سبیلہم لغوی معنی یہ ہیں کہ راہ اونکی خالی کرو
ولیکن بطور استعارہ کے یہ کلام تعرض نکرنے میں مستعمل ہے یعنی تعرض نکرو قال الشاعر
وقال کل خلیل کنت امله * لا الهینک انی عنک مشغول * فقلت خلوا سبیلی لا ابا لکم
فکلما قدر الرحمن مفعول * قال ملا احمد جونپوری نے اس آیت کا نام آیۂ استرقاق رکھا ہے اور
علمائے اسلام کے نزدیک بڑی دلیل رقیت پر یہ آیت ہے مگر کوئی شخص بھی جسکے دل کی آنکھیں ضلالت تقلید سے
اندھی نہیں ہوئی ہیں کہہ نہیں سکتا ہے کہ اس آیت سے رقیت ثابت ہوتی ہے اقول علمائے کرام اسلام نے
رقیت کا مدار ثبوت کچھ اسی آیت پر نہیں رکھا بلکہ یہ آیت تو اقتضاءً رقیت پر دلالت کرتی ہے
ماسوا اسکے چند آیات ایسے ہیں کہ عبارۃً رقیت پر دلالت کرتے ہیں چنانچہ ہمنے اونکو پیچھے
لکھا ہے اور آگے اسکے ہم اونکی شرح کرینگے مگر مجتہد عصر نے اونکو نسیاً منسیا ایسا کر دیا کہ اونکا نام تک
بھی نہیں لیا نبذ فریق من الذین اوتوا الکتب کتاب اللہ وراء ظہورہم کانہم
لا یعلمون پھینک دیا ایک فریق نے ان لوگوں میں سے جو دی گئی تھی کتاب خدا کی
کتاب کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے گویا کہ وہ کچھ جانتے ہی نہیں قال اس آیت میں یا حکم قتل کرنیکا
یعنی لڑنے کا ہے یا قید کرنے کا یا کافروں کے رستوں کے روکنے کا ہے تاکہ وہ مسلمانوں پر فوج نہ لا سکیں
یا شبیخون یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نہ کر سکیں اور اون قیدیوں کو غلام لونڈی بنانے کا

نہ رکھو **اقول** کلام اس حدیث مین بہی ہی جو استنباط دوم مین ہی پس ہم اسمین بہی
زیادہ بحث کی ضرورت نہین جانتے **قال** استنباط نمبر سوم سے بڑا استدلال علماے
اسلام کا جواز استرقاق پر فعل جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اگرچہ یہ تو آمنا
وصدقنا ہماری سر آنکہون پر مگر ہمکو اس بات سے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا
انکار ہی **اقول** آمنا وصدقنا تو آپکی صرف زبان ہی پر ہی ورنہ استرقاق کے معاملہ مین تو
آپکو سب انبیا پر اعتراض ہی خصوصاً پیغمبر صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تو آپ اس معاملہ مین پابند
رسم جاہلیت بصراحت کہتے ہین سہ جامی جہلات میزنی از پاکدامنی ۞ بر خرقۂ تو داغ
شراب حبیبیتا ۞ مگر جبکہ ثبوت استرقاق کا جو آپ انکار کرتے ہین آپکا انکار بیجا ہی بسبب ثابت ہونے
صحیح سے استرقاق جیسا کچھ کہ اب ہی چنانچہ احادیث کا بیان اوپر ہوچکا ہی اور بقیہ احادیث
اوسیقی مین کہ ہم قریب تر اونکو ذکر کرینگے اور بعد ثبوت کے انکار امر ثابت کا مقبول نہین **قال**
اس استدلال کی صحت یا غلطی تین امر کی بحث پر منحصر ہی اول اسپر کہ قرآن مجید مین جہاد کے
قیدیون کے لونڈی و غلام نہ بنانے کا کوئی حکم ہی یا نہین **اقول** نفس ثبوت اسپر اسلام محکم
نہین جائز ہی کہ وہ حکم قرآن مین ابتدا مین ہوا ور بعد اوسکے باحادیث مشہورہ منسوخ ہوگیا ہو
قال کیونکہ اگر ایسا ہو تو اوسکے برخلاف فعل رسول مقبول کیونکر ہوا ہوگا **اقول** اس دلیل
تقریب تمام نہین ہوتی ممکن ہی کہ بسبب نسخ کے ایسا ظہور مین آیا ہو **قال** دوسرے اسپر کہ اگر
کوئی ایسا حکم قرآن مین موجود ہو تو اس بات کو دیکھنا ضرور پڑیگا کہ اسکے بعد فعل رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کیا ہوا ہی کیونکہ یہی فعل منشای استنباط سے مسئلہ شرعی ہوگا نہ اور کوئی **اقول**
یہ بات مسلم ہی اگر بالفرض قرآن مین کوئی حکم وارد ہی اور اوسکے ورود کے بعد فعل رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اوسکے معارض ایسا ثابت ہو کہ توفیق دونون مین نہو سکتی ہو تو بیشک حکم
اول کو بسبب فعل و قول صاحب وحی کے منسوخ سمجھکر حکم ثانی کو محکم اور نافذ سمجھنا واجب ہوگا
قال تیسرے اس امر پر کہ اگر کسیوقت کوئی فعل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلاف اوس حکم کے

جو کافر ہو گئے ہین تو وانا ہی گردن انکا یہان تک کہ جب خوب مجروح کر چکو اونکو تو محکم کرو
بند اونکے تب اختیار ہے تمکو ہر کہ یا احسان کیجیو بعد کہ یا فدیہ لیجیو یعنی من و فدا قبل از اثخان
تو جائز ہی نہین بعد از اثخان تمکو اختیار دیا گیا چاہو احسان کرو چاہو فدیہ لو کلمہ حتی
سے جو آیت مین واقع ہی ظاہر ہی کہ قبل از اثخان من و فدا محظور ہین چنانچہ آیت
وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ سے بھی اس مدعا کے
اور بغایت آخر شرط کے وقوع اثخان ہی اور چونکہ مطابق اقوال مفسرین شکر اللہ تعالی
اور باعتراف جناب فاضل سلمہ اللہ تعالی سکے کلمہ اما اس آیت مین واسطے تخییر کے ہی تو یہ
تخییر ہی بعد از اثخان کے درمیان اون دو شیئون کے جو قبل از اثخان محظور تھین یعنی
جب تک کہ اثخان پایا نہ جاوے تب تک من و فدا محظور ہین البتہ وجود اثخان اون دونون
امرون مین جو پیش از اثخان محظور ہین اختیار دیا گیا کہ چاہو احسان کرنا اختیار
کرو چاہو فدیہ لینا **مقصد دوم** اس آیت مین ضمیر منصوب اثخنتموہم جو بعد کو ہی
اور ضمائر مجرورہ ... یعنی اضربوا رقابہم و شدوا وثاقہم تمنون علیہم و تفدون کے ہین
یہ سب ضمائر راجع ہین طرف الذین کفروا کے جنپر فعل لقیتم واقع ہی یعنی طرف مفعول
لقیتم کے پس ظاہر ہوا کہ یہ آیت خاص متقاتلین سے متعلق ہی نہ سبایا عورات
و ذراری سے کہ جنکی نسبت ضرب رقاب اور اثخان کی ممانعت ہی **مقصد سوم**
آیت کریمہ سے بہت صاف واضح ہی کہ محل من و فدا کی وہی شخص ہین جو بعد از
اثخان شدوا الوثاق ہو گئے ہون چنانچہ خود مجتہد صاحب بھی بکمال تحسین منسوخی آیت من و فدا
مین فرماتے ہین کہ اس آیت مین من و فدا بعد ختم ہونے لڑائی کے اون لوگون کا علاقہ رکھتی ہے
جو قید ہو گئے ہون اور انھین سے گرفتار ہوئے ہون ہمارا مقصد اول ہم کہتے ہین کہ اصول
مین مبرہن ہو چکا ہے کہ تشبیہ اون اشیا مین یا اشیا صرف اوس حالت مین مفید حصر ہوتی
ہی جب کہ وہ دونون شی یا اشیا متشبہ ہون اور چونکہ یہ بات یہان ثابت ہے

ہوا ہی تو وہ قبل اسکے ہوا ہی یا بعد اسکے کیونکہ اگر اوسکا وقوع قبل اوسکے ثابت ہو تو وہ فعل بقضا استنباط کسی مسئلہ شرعی کا نہین ہوسکتا **اقول** بیان اسکا مطابق اعتراض کے ہی کیونکہ یہ استنباط مبنی بر قول و فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی پس اول بحث اسمین چاہیے تھی کہ آیا ایسا ثابت ہی یا نہین کیونکہ ہم مدعی ثبوت ہین اور مجتہد عصر منکر ہین پس اول انہین عدم ثبوت مین گفتگو کرنی لازم تھی اور تعارض آیت سے اور یہی اصل ہے کہ یہ افعال اور اقوال نزول آیت سے پیشتر کی ہین یا بعد کے بعد اسکے بحث کی جاتی مگر مجتہد صاحب برعکس چلے خیر کچھ مضائقہ نہین اونہین کی خوشی سہی **قال** پانچیں اس بات کے بیان مین کہ قرآن مجید مین جہاد کے قیدیون کی لونڈی غلام نہ بنانے کا حکم موجود ہی جسکو ہم آیت حریت کہتے ہین **اقول** کوئی ایسا حکم ہو تو دکھاوین کہ جس سے غلام نہ بنانا سمجھا جاتا ہو یا اوس سے تحریر رقیقون کی لازم آوے اور اوس بنا پر کوئی اوسکو آیت حریت کہہ سکے **قال** قال اللہ تبارک وتعالی فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً اللہ صاحب نے فرمایا ہی کہ جب تم مقابل ہو کافرون سے تو اونکی گردنین کاٹو جبکہ تم اونکو ہسان کرچکو تو اونکو قید کرلو پھر قید کرنیکے بعد یا تو اونپر احسان رکھکر رہا کردو یا اونسے فدیہ لیکر چھوڑ دو الی آخرہ

اقول چونکہ تمامتر استدلال مجتہد عصر کا آیۂ کریمہ اذا لقیتم الذین کفروا الآیہ سے ہی اور اسی سے اونکے استنباط کا ادسی آیت پر ہے پس ضرور ہوا کہ ہم قبل اسکے کہ استدلال اور استنباط مجتہد کے مین کچھ کلام کرین ایک مقدمہ مرتب کرین کہ جسمین بیان دلالت آیت کا اوپر طریق اصولیین اور بیان معنی اونکا موافق قول ائمہ لغت اور نحاۃ اور اہل صنائع لفظیہ منطقیہ مین شرح لکھا جاوے مقدمہ یہ مقدمہ مشتمل ہی اوپر تین فصل کے **فصل اول** بیان دلالت آیت مین اوپر طریق اصولیین کے اور اسمین تین مقدمہ ہین **مقدمہ اول**

قال اللہ تعالی فَإِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ حَتَّىٰ إِذَا أَثْخَنتُمُوهُمْ فَشُدُّوا الْوَثَاقَ فَإِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَإِمَّا فِدَاءً حسب دلالۃ موقعہ اونکو

منافی اوس ترک کی نہ ہوئی ہو) وجوہ ہین کہ خود پیغمبر صلعم اور اونکے اصحاب اور جمیع اہل قرون مابعد کے
علما اعلام اور زبان دانان عرب نے آجتک اس آیہ کو نسبت حصر کا درمیان مثنیٰ و فرادیٰ اور موجب حرمت
استرقاق و قتل کا نہین سمجھا اور استدلال قائل سلمہ اللہ تعالیٰ کا اس آیہ سے تمامتر مبنی ہی اوپر
عدم و قفیت کے زبان عرب اور ضوابط اصول استنباط احکام الفرض آیہ مذکورہ کسی طرح پر مثبت حکم
نہین اور اگر ہم حصر مزعومہ جناب قائل کو بطور فرض محال کے تسلیم بھی کرلیں تب بھی یہ حکم مقصد دوم
مخصوص ہی ساتھ مقابلہ کے اور سبایا ذراری اور عورات سے اصلا متعلق نہین اور یہ حکم مقصد ثالث
یعنی مقاتلین کے ثخن سے تعلق رکھتا ہی نہ غیر مثخن سے اور بسبب خصوص تعلق کے عموماً
حکم عدم جواز استرقاق کا جیسا کہ مزعوم جناب قائل سلمہ اللہ تعالیٰ کا ہی ہرگز ہرگز ثابت نہین ہوتا

فصل دوم در بیان تفصیل کلمہ اِمّا اور او کے بموجب لغت عرب اور طرق استعمال کے

مخفی نہ ہے کہ اَوْ اور اِمّا دونون کے ایک معنی ہین صحاح اما بالکسر والتشدید حرف عطف
بمنزلۃ اَوْ فی جمیع احکامہا الا فی وجہ [illegible] ابتداء [illegible]
الشک و اما یبتدی بہا شاکا فلا بد من تکریرہا یعنی کلمہ اما بکسر ہمزہ و تشدید میم حرف
عطف کا ہی بمنزلہ اَوْ کے ہی سب احکام مین مگر ایک وجہ مین اور وہ یہ ہی کہ تو اَوْ مین شروع کریگا
بطور یقین کے پھر پہونچیگا تجکو شک اور اما مین شروع ہی شک کے ساتھ ہوگا اور ضرور
پڑیگا مکرر لانا اِمّا کا خلاصہ یہ ہی کہ ابتدا سے کلام مین شروع بلفظ اَوْ نہین ہوتا معطوف علیہ
اَوْ لایا جاتا ہی اور اِمّا معطوف اور معطوف علیہ دونون پر حرف اما لانا واجب ہی تحریر بحث
او مین لکھتا ہی اَوْ حرف فاذا دخل علی الخبر دل علی الشک والابہام واذا دخل علی الامر
والنہی دل علی التخییر کقولک کل السمک او اشرب اللبن ای لا تجمع بینہما ولا ما
کقولک جالس الحسن او ابن سیرین یعنی اَوْ حرف ہی کہ جب خبر پر داخل ہوتا ہی تو دلالت
کرتا ہی شک پر اور ابہام پر اور جب داخل ہوتا ہی امر و نہی پر تو دلالت کرتا ہی اوپر تخییر کے مانند
[illegible] الا [illegible] اللہ [illegible] انکے

کہ یہ آیت ہیں تخییر بین الواجبین نہیں بلکہ تخییر بعد وجود امتحان ہے درمیان اون دو شیئون کے
کہ قبل از امتحان محظور رہیں پس یہ تخییر کسی طرح مفید حصر نہیں ہو سکتی بعید نہیں کہ کوئی
شخص ناواقف حقیقت علم اصول فقہ سے یہ کہنے لگے کہ ہم اصول کی ڈھکوسلوں کو
تسلیم نہیں کرتے ہر چند کہ یہ کہنا ہوا اوسکا دلیل جلی اوسکی بے علمی پر ہے کیونکہ مسائل اصول کے
برہانی ہیں مگر پھر بھی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس مسئلہ اصول کے دلیل عقلی بطور اختصار
کے اسجگہہ لکھوں اور وہ یہ ہے کہ وجوب بدون ایجاب کے متحقق نہیں ہو سکتا اور تخییر اور ایجاب متحد
المفہوم نہیں اور نہ باہم متلازم ہیں اور ہرگاہ کہ مجرد تخییر عین ایجاب نہیں نہ مستلزم
ایجاب ہے پس مجرد تخییر سے ایجاب ثابت نہیں ہو سکتا ہاں اگر وجوب دونوں شیئون
یا اشیا کا ثابت ہو چکا ہوا اور پھر اونکے درمیان میں حکم تخییر نافذ ہو تو بلا شک و شبہ وہ تخییر
بسبب وجوب ثابت کے مفید حصر کے ہوگی کیونکہ اس حالت میں اگر مفید حصر نہو تو ادا
دو شیئون یا اشیا واجبہ کے اور ایک شی کا وقوع بھی جائز ہوا اور جب ارتفاع اشیا مخیرہ کا
اور اور شیا کا وقوع بھی جائز ہوا تو وجوب اشیا مخیرہ کا باقی نہ رہا ہذا خلف لیکن یہ دلیل
تخییر بعد الحظر میں جاری نہیں ہو سکتی کیونکہ جواز وقوع شی ثالث اور ارتفاع
اشیا مخیرہ کا منافی اوسکا نہیں ہے کہ وہ شیئین جو پیشتر محظور تھیں بعد از حدوث
کسی امر کے اون میں حکم تخییر کا نافذ ہوا ممکن ہے کہ قبل از وجود کسی قید یا شرط یا
یا علت کے بعض اشیا جائز ہوں اور بعض محظور ہوں اور بعد از وجود قید شرط وغیرہ
کے وہ اشیا جو جائز تھیں بدستور جائز رہیں اور جو اشیا کہ محظور تھیں اونمیں بھی
حکم تخییر کا نافذ ہو دیکھو ہوازن کو قبل از حکم تخییر نہ ترک سبایا اور اموال کے لینا
مال یا سبایا کا کسیطرح جایز روا نتھا بعد از نفاذ حکم فاختاروا احدی الطائفتین اما
السبی و اما الاموال اگرچہ اختیار لے لینے ایک شی کا منجملہ اموال و سبایا کے ثابت ہوا
مگر امر ثالث یعنی ترک دونوں شیئون کا جو پیشتر محظور تھا اب بھی ممنوع نہوا اور یہ تخییر

یہ ہی کہ زید اما عالم و اما غیر عالم اس مثال مین معاندت ثبوتًا و انتفاءً ہی کہ نہ یہ ہو سکتا ہی کہ زید عالم بھی ہو اور غیر عالم بھی اور نہ یہ ہو سکتا ہی کہ دونون مین سے کچھہ بھی نہو) یا ثبوتًا ہی فقط اسکا نام مانعۃ الجمع ہی (مثال اسکی یہ ہی ہذا الشی اما فرس و اما حجر تو نہین ہو سکتا کہ وہ چیز گھوڑا بھی ہو اور پتھر بھی ہو مگر یہ ہو سکتا ہی کہ دونون مین سے کچھہ بھی نہو) یا انتفاءً ہی فقط اسکا نام مانعۃ الخلو ہی (مثال اسکی یہ ہی کہ ہذا الشی اما غیر انسان و اما غیر حیوان جمع ممکن ہی کہ مثلاً پتھر ہو تو غیر انسان بھی ہی اور غیر حیوان بھی ہی مگر خلو ممکن نہین پس تحقیق مذکورہ بالا سے ثابت ہوا کہ لفظ اما منجملہ چند معانی کے معنی تخییر مین بھی مستعمل ہی اور یہی معنی اوسکے مجتہد عصر نے اختیار فرمائے ہین چنانچہ اخیر صفحہ ۱۳۲ مین وہ لکھتے ہین کہ یہی معنی علماے اسلام نے بھی تسلیم کیے ہین اور حوالہ بیضاوی اور کشاف وغیرہ کا دیتے ہین کہ بعینہٖ تصریح تمام اس اما کو واسطے تخییر کے لکھا ہی اور تحقیق مرقومہ بالا سے یہ بھی ثابت ہو چکا کہ معنی تخییر کے منع الجمع ہین یعنی یہان اما مادہ منع الجمع مین مستعمل ہی جب یہ سب امور متحقق ہو چکے تو صحیح ترجمہ آیت کا یہ ہی کہ بعد مشرکین باندھ لینے کے تمکو اختیار ہوگا چاہو احسان رکھو گے چاہو فدیہ لوگے غرض کہ چھوڑ دینا اور فدیہ لینا تمھارے اختیار پر مفوض فرمایا ہی نہ یہ کہ تم پر واجب گردانا ہی پس اب مجتہد عصر فرماوین کہ منع الجمع سے منع الخلو پر کس طرح استدلال کرتے ہین اونکا تو استدلال تمامتر اس بات پر مبنی ہی کہ قضیہ اما منًّا بعد و اما فداءً مانعۃ الخلو ہی کہ ان دو شقون کے سوای تیسری ممنوع ہی حالانکہ خود اما کو بمعنی تخییر یعنی مانع الجمع کی تسلیم فرماتے ہین اور چونکہ مانع الجمع مستلزم مانعۃ الخلو کی نہین چنانچہ مثال مذکور سے ثابت ہی پس خود باعتراف مجتہد عصر کے دعوی اونکا سراسر غلط اور باطل ہو گیا والحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی محمد وآلہ و اصحابہ واتباعہ اجمعین جب ہم خود اعتراف اور تصریح مجتہد عصر سے اپنا دعوی ثابت کر چکے تو ہمکو کچھہ ضرورت نہ تھی کہ مجتہد عصر کے اقوال کی طرف کچھہ بھی توجہ کرین مگر تشحیذ الاذہان کچھہ توجہ کرتے ہین **قولہ** قال اللہ تبارک و تعالی

اور یہاں کہیں کلام شارع میں واقع ہونگے تو در باب ارادہ کسی ایک معنی کے معانی مذکورہ سے
بسبب اجمال کے جو آئینہ محتاج بیان شارع اور قیام قرائن خارجیہ کے ہونگے پس یا سخن فیہ میں نظر
کرنا چاہیے کہ آیا قرائن تخییر یعنی منع جمع کے واقعہ ہیں یا منع خلو کے بعد حصر کے بیان سے کوئی
دوسرا حکم خلو کا پایا نہیں جاتا اور واقع میں بھی کوئی قرینہ منع خلو کا موجود نہیں البتہ قرائن تخییر
یعنی منع جمع کے موجود ہیں اولاً یہ کہ جواز قتل و استرقاق بافراد مخصوصین از ورود اس آیت کے
بھی ثابت ہے اور وہ جواز جو سابق سے تھا اوسکی نفی کے واسطے کوئی نص بخصوص بھی موجود
نہیں پس کلمۂ انما معارض اوس جواز کا نہیں ہو سکتا اور سلسلۂ دوم نواجواز سابقہ کا از رو سے
کسی نص صریح کے قرینہ اسپر ہو کہ کلمۂ انما آیت ما کان فیہا میں بمعنی تخییر ہی نہ بمعنی منع خلو ثانیاً
ہمنے تحقیق ثابت کر دیا ہو اور آیندہ بھی خوب ثابت کر دینگے کہ جواز قتل و استرقاق کا تا ورود وفات
بعد حضرت صلعم کے باقی رہا اور اوسپر عمل ہوتا رہا پس یہ امامت حضرت پیغمبر صلعم کی قولاً و فعلاً ہر آئینہ
بیان اوس اجمال کا ہو گیا اور کلمۂ انما در باب ارادہ معنی تخییر کے مفید و معین ہو گیا ثالثاً آیات
قرآنی جو اس کتاب میں ہمنے نقل کیے ہیں اور ان سے قتل اور استرقاق بتصریح تمام واضح ہے
مقرر اسکے ہیں کہ کلمۂ انما واسطے تخییر یعنی منع جمع کی ہو ہیں گا کہ مدار اوپر دیگر قرائن موجودہ کے ہو اور قرائن مذ
کورہ مؤید دعوی مجتہد کے کچھ نہیں بلکہ بطلان دعوی مجتہد پر قرائن و دلائل قائم ہیں پس
صورت میں یہ آیت کسی طرح پر مثبت دعوی مجتہد کی نہیں ہو سکتی اور ارادہ حصر کا کلمۂ انما سے
ممنوع ہوا اور ادعا اسکا کہ کلمۂ انما بالذات واسطے حصر کے ہی سراسر ناواقفی لغت عرب پر بالکل دلالت ہے

فصل سوم

در بیان طریقہ بعض اہل صناعت یعنی منطقیین کے المنفصلۃ ما حکم فیہا بالتنافی قضیتین
لاحدی اما صدقا و کذبا ویسمی حقیقیۃ او ثبوتا فقط ویسمی مانعۃ الجمع او انتفاء
فقط ویسمی مانعۃ الخلو یعنی قضیہ منفصلہ مثل اوسکے کہ جسمین بحث ہی) وہ ہے جسمین حکم کیا جاوے
معاندۃ ایک قضیہ کا دوسرے کے ساتھ ثبوتاً اور انتفاءً اسکا نام ہے منفصلہ حقیقیہ (مثال اسکی

کرینگے پس لامحالہ ضرور ہوا کہ احسان رکھکر چھوڑ دیتے یا مارین یا کوئی تیسری صورت نکلے
صورت اول پر تو تخییر باطل ہو گئی کہ سواے بجز احسان رکھکر چھوڑ دینے کے اور کچھ اختیار ہی
نہین رہا اور صورت ثانی مین ہمارا مدعا ثابت ہوا اور یہ باطل ہو گیا وہو المطلوب علاوہ
بران یعنی حصر تمام تر مخالف آئین سیاست اور منافی عقل کے ہین اسلیے کہ مثلاً ایسی واقعہ
واقع ہوا کہ بہت کفار کی بہت کثرت سے ہی اور اونمین سے ایک جماعت کثیر بہادران جنگ
آزمودہ و شادید کہ جنکے مارے جانے سے بہی جماعت کفار مظنون و متیقن ہی بعد مقابلہ
کے اور جہد و جہد کثیر کے کسی تدبیر سے گرفتار ہوگئے تو آیا عقل سلیم اور آئین سیاست
مقتضی اسکا ہی کہ اوس جماعت کو چھوڑ دیا جاوے اور جماعت محاربین کو خود اپنے عمل سے
مردود کر غالب کر لیا جاوے یہ بات تو ہرگز ہرگز کوئی صاحب عقل پسند نہ کریگا قال یعنی
عربی زبان کا یہ قاعدہ ہی کہ جب کوئی حکم اس طرح پر دیا جاوے کہ یا یہ کرو یا یہ کرو تو اون دونو
مین سے ایک کا کرنا ضرور ہوتا ہی اور اوسکے سوا کسی اور بات کے کرنے کا اختیار نہین رہتا
اقول کسی قاعدہ دان کا قول اپنے ادعاے باطل پر سند لاتے تو ہم اوسکی طرف توجہ
بھی کرتے دیکھو ہمنے اپنے مدعا پر کسقدر سندین اقوال ائمہ نحاۃ و لغت اور نظائر کلام عرب
عربا کی پیش کین مین آپسے تو ایک بھی سند نہ لائی گئی پھر آپ کس مونہ سے ایسا دعوی باطل
پیش کرتے ہین دیکھیے کہ ذو القرنین کو اختیار دیا گیا کہ چاہو اون لوگون کو عموماً تعذیب
کرو چاہو اون لوگون مین عموماً اپنا احسان رکھو اِمَّآ اَنْ تُعَذِّبَ وَ اِمَّآ اَنْ تَتَّخِذَ فِيْهِمْ
حُسْنًا مگر چونکہ یہ تخییر تھی اسلیے اوسنے تیسری صورت اختیار کی کہ دونون صورتون سے علاوہ
تھی یعنی بعض کی تعذیب اور بعض کی اوپر احسان چنانچہ بتصریح اوسکا ذکر قرآن مجید مین مذکور
ہی قال تعالیٰ اَمَّا مَنْ ظَلَمَ فَسَوْفَ نُعَذِّبُهٗ ثُمَّ يُرَدُّ اِلٰى رَبِّهٖ فَيُعَذِّبُهٗ عَذَابًا نُّكْرًا
وَ اَمَّا مَنْ اٰمَنَ وَ عَمِلَ صَالِحًا فَلَهٗ جَزَآءَ ِالْحُسْنٰى کہ جو ظالم ہوا تو اوسکو ہم عذاب دینگے

الی قولہ یا احسان رکھکر چھوڑ دو **اقول** دیکھو اس آیت مین نہ آزاد کرنے قیدیون کا حکم ہی اور نہ
ممانعت استرقاق ثابت ہوتی ہی البتہ اختیار فدیہ لینے کا مقاتلین سے یا احسان رکھنے کا
البتہ ثابت ہی مگر ثبوت اختیار ان دو امر مذکور کا مستلزم ممانعت استرقاق کا بالعموم یا بالخصوص
اور نہی مستلزم ممانعت قتل اسیرون کا نہین ہی ہان یہ بات اوس صورت مین لازم آتی کہ اِمّا
بجہر معانی منع خلو کے اور کسی معنی مین مستعمل نہوتا اوسوقت مین البتہ یہ کہہ سکتے تھے کہ ان دو
حال سے خالی نہین کہ یا احسان کرو یا فدیہ لو حال آنکہ یہ امر غیر مسلم ہی چنانچہ بیان اوسکا
مقدمہ مین مفصل گذر چکا **قال** اور لفظ اِنّما اور اِمّا کا حصر کے لیے آتا ہی **اقول** ابہی سے
صاف ظاہر ہی کہ مجتہد عصر زبان عرب سے کچھہ بہی واقف نہین کہان اِمّا کہان اِنّما واقعی مین
اِنّما منجملہ الفاظ قصر کے ہی کہ فائدہ قصر الصفۃ علی الموصوف یا قصر الموصوف علی الصفۃ
کا بطریق قصر حقیقی یا قصر اضافی کے دیتا ہی مگر آج تک کسی نحوی نے یا کسی عالم لغت نے
یہ نہین کہا کہ اِمّا بہی بمعنی قصر و حصر کے آتا ہی علما سے معانی نے بہی اوسکو منجملہ الفاظ قصر
کے نہین لکہا اگر کسی نے ایسا لکہا ہو تو بیان فرماوین ورنہ مصر عمر بمقالات بیہودہ بنا طا
تہی دست ہاتھ ملیے کہ یہ قول ہمارا زید اِمّا قائم و اِمّا قاعد مستلزم منع خلو یا انفصال
حقیقی کا نہین ہوسکتا کیونکہ یہ کلام اوپر منع جمع کے محمول ہوسکتا ہی لیکن جب ہم یہ
کہینگے اِنّما زید اِمّا قائم او قاعد تو بیشک فائدہ قصر کا دیگا اور خلو ممتنع ہوگا نظیر اسکی
انا الذائد الحامی الذمار وانما یدافع عن احسابہم انا او مثلی پس اِمّا یا اَوْ کو
بالذات مانند اِنّما کے مفید حصر و قصر سمجہنا تماشا نا واقفی مجتہد کی علم لغت عرب سے ہی
اگر درحقیقت حرف تردید مفید قصر ہوتا تو پہر حرف قصر کا اوسپر داخل کرنا جیسا کہ شعر مذکورہ بالا
مین واقع ہوا جائز نہوتا کیونکہ جمع ہونا دو کلمہ قصر کا پے درپے جائز نہین اور کلام عرب مین
کہین پایا نہین گیا اور اس آیت مین تو کسی طرح یہ حصر کا دعوی صحیح ہی نہین سکتا کیونکہ
جب چھوڑ دینا واجب ٹھہرا تو وسے لوگ فدیہ کیون دینگے اور سے وہ مال اپنا کیون صرف

اور نیک کام کریگا تو جزا اوسکے لیے احسان کی ہی علاوہ بران آیت مین تو یہ حکم نہین کہ یا
فدیہ لیلو یا احسان کرو بلکہ باقتضای تخییر معنی آیت کے یہ ہین کہ بعد اسکے تمکو اختیار ہوگا چاہو
فدیہ لو چاہو احسان رکھو مجتہد جو یہ کہتے ہین کہ ایسی صورت مین ایک کا کرنا ضرور ہوتا ہی صاف
غلط ہی جالس الحسن او ابن سیرین کے باتفاق اہل زبان اور نحاۃ کے یہ معنی نہیں کہ جمع
درمیان مجالسہ حسن اور ابن سیرین کے ممنوع ہی اور صرف مجالسہ ساتھ ایک ہی کے واجب
ہی اور ایسی ہی اِمَّا كُلِ السَّمَكَ و اما اشرب اللبن کے یہ معنی نہین کہ ان دونون مین سے ایک کا
کھانا واجب ہی بلکہ باتفاق اہل زبان و نحاۃ کے مراد یہ ہی کہ جمع نکران دونون مین غرض کہ
تقسیم مجتہد کی مبنی اوپر ناواقفی کی زبان عرب سے ہی اور تحقیق اس باب مین وہی ہی جو
ہم اوپر لکھ چکے ہین کہ ارادہ منع جمع و منع خلو اور انفصال حقیقی کا صرف اوپر قرائن کے ہی
کلمہ اِمّا اور اَو ان معانی مین سے بالذات کسی معنی پر دلالت نہین کرتا **قال** پس اس آیت
کے نازل ہونے کے بعد کوئی قیدی نہ قتل ہوسکتا ہی نہ لونڈی و غلام بنایا جا سکتا ہی اور بجز
اسکے کہ منًا یا فداءً چھوڑ دیا جاوے اور کچھہ اوسکے ساتھہ نہین ہوسکتا **اقول** اول تو
یہ کلیہ مجتہد کا بربناء تمہیدات مجتہد دہریجی غلط ہی کیونکہ آیت متلوہ صرف مقاتلین مستخنین سے
علاقہ رکھتی ہی جیسا کہ اوپر بیان ہوچکا غایۃ الامر بفرض تمہیدات مجتہد دہریجی اسقدر ہی کہ اس
آیت کے بعد کوئی قیدی منجملہ مقاتلین مستخنین کے نہ قتل ہوسکتا ہی نہ رقیق بنایا جا سکتا ہی
تا ہم اگر درحقیقت ایسا ہوتا کہ اوس آیت سے حکم ایجاب انحصار کا دونون شقون مذکورہ
مین پیغمبر خدا صلعم سمجھتے تو واقع مین کوئی قیدی نہ قتل ہوسکتا نہ رقیق بنایا جاتا لیکن چونکہ ایام
غزوہ ہوازن مین جو بعد فتح مکہ کے ہی سلمہ بن اکوع نے ایک شخص کو کفار مین سے گرفتار کرکے
بحکم پیغمبر صلعم قتل کیا ابن خطل جسنے استار کعبہ سے پناہ پکڑی تھی اوسکے قتل کا حکم پیغمبر
صلعم نے دیا اور وہ قتل کیا گیا اور یہ معاملہ بعد فتح مکہ کے ہی غزوہ اوطاس جو بعد از فتح مکہ ہی
اوسکی سبایا کو لونڈی غلام بنایا گیا اور اونکی حق مین وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ النِّسَاءِ إِلَّا مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ

لیے اس سے زیادہ ترمذی میں ہین روایت کی ہے بخاری نے دیکھو یہ معاملہ چند روز پیشتر کا حج الوداع
سے ہے کیونکہ اوس سے قریب تین مہینے بعد حضرت صلعم نے انتقال فرمایا ہے پس وہ کونسا زمانہ
نزول وحی پایا اوس سے بعد کا تھا کہ جسمین یہ دو امر موقوف و منسوخ ہوگیا **قال** اور کوئی
حکم نازل نہوا اور ہوا کیا **اقول** یہ بھی غلط ہے اور تکذیب اوسکی اون آیات اور احکام سے
جو ہمنے اوپر لکھے ہین اور بھی اون آیات سے ظاہر ہے جو درباب رہائی اساری بدر کے
نازل ہوئی ہین جنمین چھوڑ دینے قیدیان بدر کو بعد لینے فدیہ کے ناپسند فرمایا اور
چھوڑ دینے لینے فدیہ یون کے ممانعت فرمائی گئی ہے پس اگر مجتہد عصر یہ فرماتے کہ
غزوۂ بدر کے بعد سے تا فتح مکہ من و فدا کی ممانعت رہی بعد ازان وہ بھی جائز ہوگیا
یا اپنے اجتہاد فاسد کے مطابق یہ کہتے کہ بعد ازان وہی واجب ہوگیا تو البتہ گنجایش بھی
تھی اور یہ قول کہ زمانہ اسلام الی قولہ کوئی حکم نازل نہین ہوا یہ تو سراسر غلط اور باطل
محض اور خود اونکے اقوال کی برخلاف ہے **قال** اس آیت مین قیدیون کی نسبت حکم
نازل ہوا جسمین تخییر ہی من و فدا کے اور کوئی حکم نہین ہے اور اسلیے قتل و استرقاق جائز رہا
اقول بارے الحمد للہ کہ آپکی تقریر سے بھی یہ بات ثابت ہوئی کہ جواز قتل و استرقاق
جو پیشتر سے چلا آتا ہے اوسکی نسبت کوئی حکم نہین ہوا اور جب اوسکی نسبت کوئی حکم نہین ہوا
تو وہ جواز بدستور رہا اور منسوخ نہوا پس یہ کہنا آپکا کہ اسلیے قتل و استرقاق جائز رہا
سراسر بیجا ہے کیونکہ جب قتل و استرقاق کی منسوخی کا حکم نہین ہے اور پیشتر سے وہ جائز چلا
آتا تھا تو اوسکو کس چیز نے منسوخ کر دیا آپ پر اثبات اسکا واجب ہے کہ اس آیت سے
من و فدا ہی واجب ہوگیا اور قتل و استرقاق ممنوع ہوگیا اور یہ امر کلمہ امّا سے ہرگز ثابت
نہین ہوسکتا کوئی دلیل وجوب کی پیش کیجیے **قال** اس آیت پر جو نص صریح ناقابل التاویل
ہے علماے اسلام نے متعدد طرح سے بحث کی ہے چنانچہ ہم اون تمام بحثون کو مع اونکی تردید کے
اس مقام پر لکھتے ہین **اقول** جناب مجتہد تو مجتہد عصر ہین واقفیت لغات و ...

چھوڑ دینے کا رواج تھا **اقول** کسیقدر ابتدا سے زمانہ اسلام کے کیا معنی اتبک یہی حکم ہے
مگر امام ابوحنیفہ کہتے ہیں کہ بلا فدیہ چھوڑ دینا قیدیان جہاد کا ایسی حالت مین کہ وہ اپنے
کفر پر قائم ہوویں اور دار الحرب کو لوٹ جاوین جائز نہین اور فدیہ لینے مین اونکے دو
قول ہیں قول مشہور بعدم جواز ہے اور روایت سیر کبیر مین ہے کہ لا باس بہ اذا کان بالمسلمین حاجۃ
آیت اِمَّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمَّا فِدَاءً کی نسبت مجتہد عصر کا قول ہے کہ زمانہ فتح مکہ رمضان سنہ ۸ ہجری
مین نازل ہوئی اور زمانہ نزول وحی تشریعی کا ۲۳ برس ہے تیرہ برس مکے مین اور دس برس
مدینے مین منجملہ اس ۲۳ برس کے تو ہو بقول مجتہد عصر بھی اکیس برس تک برابر استرقاق
کا جواز رہا اور وہی دستور مروج رہا پھر یہ لفظ کہنا کہ ابتدا زمانہ اسلام مین یہ رواج تھا
محض مغالطہ ہے اور ہم اوپر ثابت کر چکے ہین کہ ایک شخص اسیر غزوہ ہوازن کا کہ بعد فتح مکے
تھا قتل کیا گیا اور سبایای غزوہ اوطاس کہ وہ بھی بعد اسکے ہی لونڈی غلام بنائے گئے
اور آیت وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَاۗءِ اِلَّا مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اونکی ہی واقعہ مین نازل ہوئی
تیسیر الوصول الی جامع الاصول مین حرف عین کے باب بعث علی بن ابی طالب و خالد بن
ولید مین ہے عن بریدۃ قال بعث رسول اللہ صلعم علیا الی خالد لیقبض منہ الخمس فاعطاہ
واصطفی علی منها سبیۃ فاصبح وقد اغتسل لیلا وکنت ابغض علیا فقلت لخالد
الا تری الی ہذا فلما قدمنا علی رسول اللہ صلعم ذکرت ذلک لہ فقال یا بریدۃ اتبغض
علیا فقلت نعم قال لا تبغضہ فان لہ فی الخمس اکثر من ذلک اخرجہ البخاری بریدہ نے
کہا کہ بھیجا علی بن ابی طالب کو پیغمبر خدا صلعم نے خالد کے پاس تاکہ لیوین اونسے خمس پس
دیدیا خالد نے اونکو پس چھانٹ لی علی رضی اللہ عنہ نے ایک چھوکری اوسمین سے پس
صبح کی علی نے اور حال یہ کہ اونھون نے غسل کیا اور برا جانتا تھا مین اونکو پس کہا مینے
خالد سے کیا نہین دیکھتا تو اسکو پھر جب ہم آئے پیغمبر صلعم کے پاس تو ذکر کیا مینے اسکا
پس فرمایا کہ ای بریدہ کیا تو برا جانتا ہے علی کو مینے کہا کہ ہان فرمایا کہ برا نہ جان اوسکو کہ اوسکے

تھی کہ تم کفار پر فتح پاؤ گے بعد ازان آیات سورۂ انفال و براءۃ سے آپ پس و فہما کی نسبت
ہو گئی اور تفصیل اسکی آگے آوے گی پس مجتہد دیہ قول کا یہ سورہ مکہ میں واسطے اثبات ۲۱ ...
کے کافی نہیں ہے کیونکہ اون قائلین کا مطلب یہ ہے کہ یہ آیت بزمان فتح مکہ نازل ہوئی ہے چنانچہ بعض
سورتون کی نسبت یہ لکھا ہے کہ یہ مکیہ ہین لیکن اس سے یہ لازم نہین آتا کہ وہ زمان قبل فتح کے نازل
ہوئی ہون پس اگر سورۂ محمد صلعم کی نسبت کسی نے یہ لکھا کہ مکیہ ہے تو اس سے کیونکر لازم آیا
کہ زمانۂ فتح مکے مین نازل ہوئی کیا لفظ مکیہ منسوب طرف فتح مکہ کے ہو سکتا ہے جو مجتہد العصر نے ایسا
گمان فاسد کیا ہے اب ہم دلائل قطعیہ مجتہد العصر پر متوجہ ہوتے ہین قال اول یہ کہ تفسیر بیضاوی
مین لکھا ہے کہ بعض علما کا قول ہے کہ سورۂ محمد صلعم مکے مین نازل ہوئی ہے اقول یاد فرمائیے
معاہدے کو اور اپنے دعوے ترک اتباع و تقلید کو ضلت علی الاسد و ضلات اکبر اللہ اکبر
اور بعد ازان یہ التماس ہے کہ بعض علما کا قول بھی سہی مگر یہ تو کسی نے بھی نہین کہا کہ بروز
فتح مکہ نازل ہوئی پھر آپ کا مدعا کہ بروز فتح مکہ نازل ہوئی ہے اس قول غیر ثابت سے کیونکر ثابت ہوا قال دوسرے یہ کہ حضرت
ابن عباس فرماتے ہین کہ یہ آیت بعد جنگ بدر نازل ہوئی ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین تحت آیۂ کریمہ
ما کان لنبی ان یکون له اسری کے لکھا ہے یہ قول ابن عباس کا مندرج ہے اقول یاد فرمائیے
معاہدہ اور دعوی ترک اتباع کو بڑا تعجب ہے کہ آپ نے اوس مضمون کو جو تفسیر کبیر مین بعد نقل
قول ابن عباس کے لکھا ہے اس جگہ بیان نکیا حالانکہ صاحب تفسیر مذکور نے اس قول کی
بدلیل قوی تضعیف کی ہے اور صاف لکھا ہے کہ لیس کذلک یعنی یہ بات نہین بس آپکی وہ مثل
ہے کہ الغریق یتشبث بکل حشیش علاوہ بران قول غیر ثابت ابن عباس مین بھی جو تفسیر
کبیر مین منقول ہے یہ نہین کہ آیۂ من وفدا زمانۂ فتح مکہ مین نازل ہوئی اور نزول بعد جنگ بدر
مستلزم نزول کا بروز فتح مکہ نہین ہے پس اس قول ضعیف سے بھی دعوی مجتہد صاحب کا کسی
طرح پر ثابت نہین ہو سکتا قال تیسرے یہ کہ علما حنفیہ جو یہ کہتے ہین کہ یہ آیت بدر کی لڑائی
... اقول ... کے قائل نہین صاحب ہدایہ نے لکھا ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے اور

نزول اور اوسکے کلمات کا مفہوم یہ ہے کہ سبب نزول کی تحقیق اونھون نے بہ بیان ان امر جائز
ٹھہرائے ہین قال یہ بات تحقیق ثابت ہو گئی کہ اوسکے بعد نہ من فدایا اور کچھ
نہین ہوا اقول جھوٹی بات ہے بلکہ برعکس اوسکے تحقیق ثابت ہو گیا ہے کہ ہوازن وغیرہ کے
بعض قید و قتل کئے گئے اور بعض کو رفیق بنایا گیا اور غزوہ اوطاس کے قیدی
لونڈی غلام بنائے گئے قال بہر حال منشا ان اختلافات کا کچھ ہی ہو جبکہ بعد کے
عالمون نے آیت مین یہ اختلاف دیکھا تو اپنے اپنے مذہب کی طرفداری سے آیہ
کریمہ اِمّا مَنًّا بَعْدُ وَاِمّا فِدَاءً مین جو صریح حصر ہے اوسپر کچھ بحثین شروع کی اور کہا اس
حصر ہی مراد نہین ہے اقول انصاف کرو اور اسوقت حب جاہ اور تعصب دوستان کو برطرف
کرکے فرماؤ کہ کچھ بحثین یہ کی ہین یا اونکی آپ مدعی حصر کے ہین آپنے کون سی دلیل اوسپر پیش
کی کہ انما اوسیطے حصر کے ہے جسقدر معانی علمای لغت نے انما کے لکھے ہین اونمین تو
حصر کا نام بھی نہین ہم بدلائل دعوی حصر کو باطل کر چکے ہین آپنے جو خلاف لغت
ایک بات طبیعت سے گھڑ کر لکھدی تو فرماتے ہین کہ کچھ بحثین آپکی ہین یا اونکی تعجب ہے کہ آپ
اپنے دل مین کچھ نہ شرمائے اور دوستون کی طرفداری سے جو ایک بات طبیعت
سے گھڑی تھی اوسکو کچھ بحثین تصور نہ کرکے اپنے جرم کا الزام صلحا اور علما پر لگانے
لگے آپکی وہ مثل ہے کہ اولٹا چور کوتوال کو ڈانٹے سے واقع مین یہ بات شکر اون لوگون
کا ایک کمال یہ بھی ہے کہ آپ جیسے لوگ اوپر طعن کیا کرین ولنعم ما قال واذا اتتک مذمتی
من ناقص فهی الشهادة لی بانی فاضل قال چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ اما و انما
للحصر وحالهم بعد الاسر غير منحصر في الامرين بل يجوز القتل والاسترقاق
والمن والفداء نقول الخ اقول واہ جناب مجتہد صاحب گرے تو ایسے گرے کہ اثبات
معنی لغت مین فخر رازی کے قول کو تقلیداً استناد لائے جبکو آجتک کسی نے علمای
لغت اور علمای علوم عربیہ مین شمار بھی نہین کیا بلکہ اس بات کو تو ہم ہرگز پسند نہ کرینگے

فی نفسہ لائق التفات کے نہین ہوتا چہ جائیکہ مقابلہ اوسکے دلائل موجود ہون —

فائدہ جلیلہ مجتہد عصر پر لازم تھا کہ ثابت کرسکے کہ آیت اما منا بعد و اما فداء روز فتح مکہ نازل ہوئی ہی تو آیندہ جہان مجتہد عصر اسکے اثبات کا حوالہ دینگے ہم باین الفاظ اوسکا رد کرینگے کہ دیکھو فائدہ جلیلہ قال بحث دوم متعلق بمعنی حصر امام ابوحنیفہ صاحب تو قیدیون کا رہا ہونا کسی طرح جائز نہین سمجھتے اقول مذہب حنفیہ ہمنے اوپر بیان کردیا ہی قال مگر امام شافعی صاحب اور امام احمد حنبل صاحب فرماتے ہین کہ قیدیون کا قتل کرنا بھی جائز ہی اور لونڈی و غلام بنانا بھی جائز ہی اور احسان رکھکر اور فدیہ لیکر چھوڑ دینا بھی جائز ہی اقول فتح القدیر مین لکہا ہی کہ لقولنا قال مالک و احمد اس سے معلوم ہوتا ہی کہ امام مالک اور امام احمد اور امام ابوحنیفہ رحمہم اللہ تعالی اسپر متفق ہین کہ بدون فدیہ کے چھوڑ دینا قیدیون کا اونکے کفر پر جائز نہین ہی قال جن بزرگون نے قیدیون کی نسبت چارون امر یعنی قتل و استرقاق و من و فدا کو جائز قرار دیے اونھون نے یہ دیکھ لیا کہ تمام غزوات مین کیا کیا واقع ہوا اور اون سبکو اونھون نے جائز قرار دیا اقول اونپر واجب تھا کہ افعال و اقوال رسول اللہ صلعم پر غور فرمائین چنانچہ اونھون نے اونپر بہت احتیاط سے جیسا کہ چاہیے غور فرمائی قال مگر غور صرف اسپر کرنا تھا کہ جب قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا اوسکے بعد کیا کیا ہوا اقول صرف اسپر غور کرنا اور حالات سابقہ پر توجہ نکرنا یہ کام نادانون اور بے احتیاطون کا ہی مجتہدین امت نے سب حالات سابقہ اور مستقبلہ پر غور فرمائے تھی اور امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے اس آیت پر اور حالات سابقہ اور حالات مستقبلہ پر بخوبی غور کرکے چارون امر جائز لکھے ہین اگر وہ اس آیت پر غور نفرماتے تو من و فدا کو کیون جائز ٹھہراتے کیونکہ دوسری آیت جو غزوہ بدر کے قیدیون مین نازل ہوئی تھی اوس سے تو من و فدا کی ممانعت ظاہر تھی اور اونھون نے بدر کے حالات پر بھی بخوبی غور کی اور غزوہ اوطاس کے حالات پر بھی نظر کی اور آیت والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم کی شان

واما الثخن المعنی بالتیغ العموم والمراد کما قال اقطعهم بعدا ویعلاه ما فهی سو قتل یہ
اور جب لائق ہو جاوے شخن ساتھ لوٹنی بیکار کبھی کرشکہ جاوین یہ دونون باتین یا دونون بالوہ
تونہی کی گئی ہی اوسکے قتل سے یعنی جب مثخنین کا ایسا حال ہو جاوے کہ مانند پیران
ضعیف کے تمامتر بیکار ہو جاوین تو جو ہی احادیث مین پیران ضعیف کے قتل کی وارد
ہو وہ نہی اونکو بھی متناول ہو گی اور قتل اونکا منہی عنہ ہو گا ثم قال تعالی فشدوا الوثاق
امر ارشاد مشکیں باندھنے کا امر ارشاد ہی یعنی امر استحبابی ہی امر وجوبی نہین کہ مانع جواز
قتل ہو وے ثم قال تعالی فاما منا بعد واما فداء وفیہ مسائل المسئلة الاولے
اما وانما للحصر وحال الحصر بعد الاسر غیر منحصر فی الامرین بل یجوز القتل والاسترقاق
والمن والفداء فنقول هذا ارشاد فذکر الامر العام الجائز فی سائر الاجناس والاسترقاق
غیر جائز فی اسر العرب فان النبی صلعم کان معهم فلم یذکر الاسترقاق واما القتل
فلان الظاهر فی المثخن الازمان ولان القتل ذکر وفعه لہ فضرب الرقاب فلم یبق
الا الامران لہ اور اسمین کئی مسئلے ہین پہلا مسئلہ اما اور انما واسطے حصر کے ہین اور
حال اونکا بعد قید منحصر نہین ہی اون دونون امرون بلکہ جائز ہی قتل اور استرقاق اور من اور فداء
پس کہتا ہون مین کہ یہ امر ارشادی ہی یعنی وجوبی نہین پس ذکر کیا وہ امر عام کہ سب اجناس
مین جاری ہی اور استرقاق ناجائز ہی عرب کے قیدیون مین کہ حضرت پیغمبر انکے ساتھ
اس سبب سے استرقاق کا ذکر نکیا گیا اور قتل تو اس واسطے کہ ظاہر مثخنین مین بیکار ہو جانا ہی
اور اس سبب سے بھی کہ ذکر کیا ہی قتل کا اس قول سابقہ مین فضرب الرقاب پس
باقی رہے مگر وہی دو امر یعنی من و فداء خلاصہ کلام کا یہ ہی کہ من اور فداء انکا حکم وجوبی نہین
بلکہ استحبابی ہی اور دو چیزین جو مستحب ہون اونکے خلاف ذکر کرنے سے نامشروع ہونا اور
مباحات کا لازم نہین آتا اور چونکہ استرقاق عرب جائز نہین اور مثخنین مین اکثر یہی بات ہی
کہ وے بیکار ہو جاتے ہین کہ اونکا قتل منہی عنہ ہی اور سوا اسکے قتل ... فدا ... رسالہ

لا ایک معاملہ مین تو فخر رازی کی تقلید اور دوسرے جزو مین اوسپر انکار شدید اثنا کو جو اونھون
نے مثل انما کے واسطے حصر کے ازالہٴ غلطی کے قرار دیا اوس غلطی مین تو آپ اونکی پیروی
اور تقلید کرنے لگے اور جو اونھون نے بعد غلطی کے اوس غلطی کے نتیجہ غلط کے دفع کرنیکے لیے توجیہ
کی تو اوسپر نام دھرنے لگے یعنی لغت مین فخر رازی اصلا مستند نہین وہ علماء لغت مین
سے نتھے مشاہیر نحاۃ مین سے بھی نتھے علماء بیان مین سے بھی نتھے ہین جو اونھون
نے اثنا کو بمعنی انما کے برخلاف لغت عرب اور برخلاف ائمہ لغت و نحو و بیان کے
تسلیم کیا تو تسلیم اونکی سراسر غلط تھی اوس غلطی کی آپ نے محقق تقلید اور پیروی کی یہ بات
آپ کی قابل تسلیم نہین مگر چونکہ پھر بھی فخر رازی کمال رکھتا تھا باوجود غلطی کرنیکے معنی لغت
مین غلطی کے نتیجہ سے اوٹ پاٹ کر نکل گیا خرابی تو ناقصون کی ہی کہ خود بصیرت نہین
رکھتے اور کسی صاحب کمال کا ہاتھ نہین پکڑتے اس سبب ہمیشہ مبادی اور مقاصد
مین غلطیون ہی پڑے رہتے ہین اگرچہ ہمکو کچھ ضرورت کسی بحث کی اس امر مین نہین کیونکہ
یہ توجیہ فخر رازی کی مبنی اوپر بناے فاسد کے ہی مگر پھر بھی ہم شرح کرتے ہین عبارت تفسیر کبیر
کی جس سے مجتہد عصر نے استدلال فرمایا ہی تاکہ ظاہر ہو جاوے کہ بفرض تسلیم حصر کے
بھی آیہٴ مستدلہ اوپر ممانعت قتل و استرقاق کے دلالت نہین کرتی قال فی تفسیر قولہ
تعالی فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموهم حتی لبیان
غایۃ الامر لا لبیان غایۃ القتل والقتل جائز حتی جواز اثخنتموهم مردا خل ہی واسطے بیان
غایۃ امر کے ہی نہ واسطے بیان غایۃ قتل کے حال یہ ہی کہ قتل تو جائز ہی یعنی کوئی یہ نہ سمجھے
کہ بعد اثخان قتل جائز نہ رہا اور غایۃ قتل اثخان ہی نہ ہی بلکہ مراد یہ ہی کہ حکم وجوب قتل
کے غایۃ اثخان ہی کہ بعد اثخان قتل واجب نہ رہا بلکہ جائز ہو گیا یعنی پیش از اثخان بجز
قتل کے اور کچھ نتھا اب سواے قتل کے وہ امور جو آیندہ مذکور ہین مشروع ہو گئے
اور قتل بھی جائز رہا کہ بحسب مصالح چاہین تو قتل کرین چاہین امور مذکورہ ما بعد پر عمل کرین

ضرب الرقاب سے بھی ظاہر ہو چکا ہے توجیہ اسکی اوپر مذکور ہو چکی ہے اسواسطے بیان استحباب
اور فضیلت کے جملہ چارون مضمون مذکورہ سے یہی دو مضمون یعنی من و فدا باقی رہ گئین
پھر آگے لکھتے ہین والعادۃ ... یکون بما الاول ... نحو ما من الاسارۃ اوشرط ...
تابعین اوعلیہ وضعھا اور فدا جائز ہے کہ مال ہووے اور یہ کہ سوا اسکے مال کے ہو کہ اوسکے
بدلے قیدی لیے جاوین یا کوئی شرط اون سب پر یا صرف ایکیلے اسی شخص پر لگائی جاوے
پھر مسئلہ ثالثہ کے آخرین لکھتے ہین المقصود منھا ارشاد المؤمنین الی المصالح المقصود
اس جگہہ ارشاد مومنین کا ہے طرف فضیلت کے یعنی حکم من و فدا کا ایجابی نہین ہے بلکہ امر
فضیلت و ندب ہے غرضکہ تفسیر امام رازی کی مطابق بھی باوجود تسلیم کر لینے اس امر کے کہ انما
واسطے حصر کے ہے وجوب من و فدا اور ممنوع ہونا قتل و استرقاق کا لازم نہین آتا غایۃ الامر
یہ ہے کہ من و فدا مستحب ہے اور قتل و استرقاق سے افضل ہے اور مجتہد عصر نے کوئی دلیل وجوب
من و فدا کی پیش نہین کی کہ حصر بین الواجبین مستلزم عدم جواز امر ثالث کا ہووے اب ہم یہ دیکھتے
ہین کہ مجتہد عصر فخر رازی کے اقوال کو کن کن وجوہ سے رد کرتے ہین مخفی نرہے کہ فخر رازی نے
بعد تسلیم حصر کے جو توجیہ کی ہے خلاصہ اوسکا یہ ہے کہ ذکر من و فدا کا ارشاد ہے اس امر کا کہ
یہ دونون باتین جمیع اجناس عرب و عجم مین جائز ہین ورنہ استرقاق عرب کے لوگونکا جائز نہین کیونکہ چنانچہ حکم
اونہین سمجھے اسلیے ذکر استرقاق کا نکیا گیا تاکہ عموم اوسکا نسمجھا جاوے رہا قتل تو اوسکا حال یہ ہے کہ شد
وثاق مثخنین کا ہوا ہے جس حکم ہے کیونکہ فشدوا الوثاق میں جو کلمہ الوثاق معرف باللام ہے تو لام تعریف بعوض مضاف الیہ
ہے یعنی اصل مین شدوا وثاقہم تھا مضاف الیہ جو ضمیر راجع طرف مثخنین کے تھی اوسکو حذف
کر کے لام تعریف اوسکے عوض مین لے آئے اور جبکہ شدوا الوثاق صرف مثخنین ہی ٹھہری
اور مثخنین بالیقین ناکارہ ہاتھ پانون سے اپاہج معذور ہی ہونگے پس وجوب قتل اون
سا قط ہو گیا پس کوئی چیز باقی نرہی مگر یہی دونون امر یعنی من و فدا اور علاوہ بران قتل کا حکم
کلمہ ضرب الرقاب سے ثابت ہے مگر غیر مثخنین مین تو وہی واجب رہا مثخنین مین واجب نرہا

اسپر نہ کچھ اعتراض کیا نہ اسکا سبب ثابت کیا غرضکہ ایک بات تھی امام رازی کی سمجھ تھا مقصود
اوسکے نہ سمجھی اور مجملاً اسقدر بلادلیل کہدینا کہ یہ بات لغو ہے دلیل عجز اور سراسر لغو ہے اور اصلا
قابل التفات نہین **قال** بحث سوم نسبت معنی مَن و فداء مَن کے معنی قیدیون کو اوپر
احسان رکھکر اور فداء کے معنی کچھ لیکر چھوڑ دینے کے ہین اور یہ ایسے معنی ہین کہ کوئی بھی
اس سے انکار نہین کرسکتا **اقول** من کے یہ معنی نہین بلکہ یہ معنی مَن انعام ہین چنانچہ علماے
لغت اسپر متفق ہین اور یہ ایسی بات ہے کہ کوئی اس سے انکار نہین کرسکتا یَمُنُّونَ عَلَیْکَ
اَنْ اَسْلَمُوا قُلْ لَا تَمُنُّوا عَلَیَّ اِسْلَامَکُمْ بَلِ اللّٰہُ یَمُنُّ عَلَیْکُمْ وَتِلْکَ نِعْمَۃٌ تَمُنُّہَا عَلَیَّ اَنْ
عَبَّدْتَّ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ **قال** تفسیر احمدی مین لکھا ہے کہ من کے معنی قیدی کافر کو بغیر کچھ
لیے چھوڑ دینے کے ہین اور فداء کے معنی کچھ مال لیکر یا مسلمان قیدی کے بدلے مین کافر
قیدی کو چھوڑ دینے کے ہین المن ان یطلق الاسیر الکافر من غیر ان یوخذ منہ شیٔ
والفداء ان یترکہ ویاخذ منہ مالاً او اسیراً مسلماً انتہی **اقول** جناب آپ یہان نصف عبارت
کو کام مین لائے اور تھوڑی عبارت جو اس سے پہلے ہی چھوڑ دی ورنہ معلوم ہوجاتا کہ یہ
معنی مطلق من کے نہین بیان کیے بلکہ اوس من کے ہین جسکی صاحب شارح وقایہ نفی
کا قائل ہے اور یہ قول بھی تفسیر احمدی مین قول شارح وقایہ کا نقل کیا ہے چنانچہ عبارت اوسکی یہ ہے
کہ وقال فی شرح الوقایۃ وقتل الاساری او استرقہم او ترکہم احرارا ذمۃ لنا الا مشرکوا
اهل ذمۃ لنا ولمی منہم وفداءهم والمن ان یطلق الاسیر الکافر من غیر ان یوخذ
منہ شیٔ والفداء ان یترکہ ویاخذ منہ مالاً او اسیراً مسلماً یعنی کہا ہے شرح وقایہ مین اقتل
کرے امام قیدیون کو یا رقیق کرلے اونکو یا چھوڑ دے اونکو ذمی ٹھہراکر اور نہ مانے اونکی من اور
فداء اور یہ من (یعنی جسکے نفی کا حکم ہے) یہ بات ہے کہ قیدی بغیر کچھ لیے چھوڑ دیا جاوے اور
یہ فداء یہ بات ہے کہ بدلے مین مال یا قیدی مسلمان کے چھوڑ دیا جاوے پس ظاہر ہوا کہ یہ
تعریف من کی جو شرح وقایہ مین ہے مطلق من کی نہین بلکہ اوس من کی ہے جسکی نسبت وہ لکھتا ہے

شرعیت محمدیہ مین جائز نہین کہ جاتی دونون مین ایک ہی بات ہی بدون رد وجوہ خصم تحکما یہ بات
کہ رد کی کیونکہ بالکل غلط ہی ہرگز مقبول نہین ہو سکتی جنہوں نے اسباب اتفاق جاریہ ہین جیسے کے
آپ نے خود سبب اتفاق اسکو قرار دیا ہی والہامین ولد ۴۳ جیل کہ وہ ۱۰ لاد آمیل ہی پھر آپ اس
بارہا مین فخر رازی ایک طرح پر معترض ہو سکتے ہین قال اور بالفرض اگر کوئی قوم حکم استرقاق
مستثنے ہوتی اور مستثنی کرتا نہ یہ کہ اوس حکم کے بیان ہی کو متروک کیا جاتا اقول جناب
آپ بھی تقریر کے بعد المشرکین سے مشرکین عرب مراد لیتے ہین چنانچہ عنقریب بحث
اوسکی آتی ہی الدین فخر رازی نے بھی الذین کفروا سے کفار عرب مراد لیے اور وہی وجہ
بیان کی پیش کی کہ تمام کفار سے مقابلہ اور اونکی گردنین مارنی تو محال عادی
ہی خصوصیت آیت کے کفار عرب سے کچھ ضرورت استثنا کی نہ سمجھی تو اب کس
موقع سے معترض ہو سکتے ہین قال اور ازمان کے سبب سے حکم قتل کا بیان نہ کرنا
باوجود کہ قتل عین لڑائی مین ہی اوسکو بعد لڑائی کے قیدیون کی نسبت منسوب کرنا ایسی لغو
باتین ہین کہ کوئی ادنے التفات نہین کر سکتا اقول دونون اعتراض مجتہد صاحب کے بلا دلیل اور
محض لغو ہین امام رازی کا یہ مطلب ہی کہ بیچ از زمان من اور فدا اور قتل ہی منحصر تھا یعنی
کفار جو اسیر ہوا و آنحضرت کے حق مین سوا من اور فدا اور قتل کے اور کسی چیز کا حکم نہ تھا بعد ازمان
قتل واجب نہ رہا پس دو ہی صورتین باقی رہ گئین سوا ان دونون کو بیان کیا گیا اس تقریر مین
کیا لغویت ہی وجہ لغویت تو بیان فرمائی ہوتی اسی طرح پر یہ جو فرماتے ہین کہ جو حکم قتل عین
لڑائی مین ہی الخ یہ بھی بلا دلیل ایک لغو بات ہی مجتہد العصر اسپر اگر کوئی دلیل رکھتے ہون تو پیش
کرین کہ احکام جو عین لڑائی مین ہین بعد لڑائی کے وہ مبدل ہو جاتے ہین اور مبدل ہو جانا
اونکا ضروری ہی ہم کہتے ہین کہ یہ بات غلط ہی دیکھو بنی قریظہ کے مقاتلین کو اسیر کر کے
قتل کرایا گیا اگر قول مجتہد العصر کا صحیح ہوتا تو اونکو ہرگز قتل نہ کرایا جاتا سوا اسکے امام رازی
جو یہ لکھتے ہین کہ یہ امر ارشادی ہی یعنی ایجابی نہین ہی اسکا کیا جواب ہی مجتہد صاحب نے

ردیا تو اوسپر انکار شدید کیون نازل ہوا کیونکہ اونھون نے لیے ہوے تخییر کے عمل کیا تھا تو علما
شیعہ اسکے جواب مین یہ کہتے ہین کہ چونکہ آیت مین ایجاب نہ تھا بلکہ تخییر تھی اور تخییر کے معنی معلوم
ہو چکے ہین کہ مستلزم منع نقیض کا نہین ہی پس اونکو یہ بھی جائز تھا کہ اساری بدر کو قتل کرین
مگر اونھون نے ایک روز انتظار وحی کا اس باب مین کیا کہ کیا کرنا چاہیے اور مشورہ اصحاب
رضوان اللہ علیہم سے کیا اور رائین اس باب مین مختلف ہوئین آخر کو جناب پیغمبر صلعم نے
ایک بات از روے اجتہاد کے اختیار کی لیکن اگرچہ اوس بات کی رخصت تھی مگر عزیمت
اوسکی خلاف مین تھی اور مقتضاے وقت یہ تھا کہ اونکو چھوڑ دیا جاوے بلکہ مقتضاے
وقت یہ تھا کہ صنادید قریش کو اوسوقت قتل کیا جاوے تاکہ آیندہ جمعیت اونکی کم ہو جاوے
اور رعب اسلام دلون پر بیٹھ جاوے اور معاملہ انبیا کا یہ ہی کہ اونپر ایسی عزیمت کے ترک پر
بھی انکار شدید اور تہدید کی جاتی ہی پس جو انکار اور تہدید قرآن مین اس فعل پر ہی بہ نسبت
اوسکا ترک عزیمت ہی اور یہ تقریر اونکی ایسی ہی کہ واسطے اوس شبہہ مذکورہ کے ہر آیندہ کافی ہی
مجتہد عصر بھی اوس سے انکار نہین کر سکتے کیونکہ اونھون نے تبیین الکلام مین خود یہ
عبارت لکھی ہی کہ البتہ انبیا سے نیک ارادہ اور زیادہ نیکی حاصل کرنے کی نیت سے خطاے
اجتہادی کا ہونا ممکن ہی اور ظاہر ہی کہ جو کام نیک ارادہ سے کیا گیا ہو وہ گناہ شرعی نہین
مگر انبیا کی نسبت وہ بھی گناہ ہی انتہی اور علماے حنفیہ یہ بھی کہتے ہین کہ معنی لولا کتاب من اللہ
سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم کے یہ ہین یعنی اگر آیت رخصت کی پیشتر خدا کی
طرف سے نہ اوتری ہوتی تو تمکو اس لینے پر عذاب سخت ناک پہنچتا لیکن چونکہ پیشتر آیت
رخصت اوتر چکی تھی اسلیے مجرد ترک عزیمت پر کچھہ عتاب نہ کیا گیا اور حجت اونکی یہ ہی
کہ اگر یہ آیت واقعہ بدر سے پیشتر نازل نہین ہوئی تھی تو اور کون سی آیت تھی جسکا ذکر آیت
لولا کتاب من اللہ سبق مین ہی اور بعض مفسرین جو کتاب کے معنی حکم لیتے ہین اور پھر حکم کی
شرح یہ کرتے ہین کہ وہ یہ حکم ہی کہ خدا عقاب نہ کریگا مجتہد پر اوسکی اجتہاد مین یا یہ کہ حکم

کرلانی المن الخ جب یہ امر متحقق ہوا کہ من کے معنی مطلق احسان اور انعام کے ہیں پس وہ تشنیع ہے
اور ہر طرح کے احسان کو من سمجھا اور اسکی بھی ایک صورت احسان کی ہے کہ جان بچا دیجاوے فدیہ لیکر یا بلا فدیہ
یا بندہ لیکر چھوڑ دیا جاوے **قال** یہ تمام تاویلیں بلکہ تحریفیں ہیں سچ رسول کی علاوہ اور خیالی
مضمونوں کی طرف صرف بات کی پچ اور مذہب کی طرفداری اور قیاس بد کی گمراہی سے کی
کی گئی ہیں **اقول** بات زبان سے کہدینی ہے بہت آسان ہے مگر جو بات زبان سے
نکالی جاوے اوسکو ثابت کرنا لازم ہے کوئی دلیل تحریف اور غلطی کی لکھی ہوتی اور اگر آپ
دل میں انصاف کرتے اور ایمانداری کو ہاتھ سے نہ دیتے تو یہ توجیہ اون توجیہات سے
ہزار ان ہزار درجہ بہتر ہے کہ جو آپ نے معنی ملکت ایمانکم میں اور معنی اتاکم الرسول اور معنی انما
میں کی ہیں کیونکہ یہ توجیہ گو کہ [illegible] ہو مگر خلاف لغت کے نہیں اور آپکی وہ توجیہات
باوجود تکلف اور رکاکت اور انکار مقام کے سراسر خلاف لغت کے ہیں پس اس توجیہ
پر اطلاق تحریف کا کسی طرح پر نہیں ہو سکتا تا آپکی توجیہات پر بلا شک و شبہ اطلاق
تحریف اور گمراہی میں کچھ کلام نہیں **قال** بحث چہارم متعلق خاص ہونے اس آیت
کے اکثر علماء حنفیہ کا قول ہے کہ یہ آیۃ قیدیان بدر سے مخصوص ہے اس قول کی غلطی واسطے
بحث اول سے بخوبی ثابت ہے اسلیے کہ اوس بحث میں ہم نے ثابت کر دیا ہے کہ بدر کی لڑائی
تک یہ آیت نازل ہی نہیں ہوئی تھی **اقول** ہم اوپر ثابت کر چکے ہیں کہ سورہ محمد صلعم
جسمیں یہ آیت ہے جنگ بدر سے پیشتر نازل ہوئی ہے اور یہ بھی ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ علماء
مذہب سورۂ محمد صلعم کو مکیہ سمجھتے ہیں یعنی قبل از ہجرت نازل ہوئی ہے اور بعد اوسکے وہ
انفال کی آیات سے اور سورۂ براءۃ کی آیات سے منسوخ ہو گئی مجتہد عصر جو یہ فرماتے
ہیں کہ ہمنے ثابت کر دیا ہے کہ بدر کی لڑائی تک یہ آیت نازل ہی نہیں ہوئی تھی غلط ہے دیکھو
فائدہ جلد [illegible] اول کا اون یہاں ایک شبہ البتہ وارد ہوتا ہے اور وہ یہ ہے کہ جب جنگ
بدر سے پیشتر یہ آیت نازل ہو چکی تھی تو پیغمبر خدا صلعم نے جو قیدیان بدر کو فدیہ لیکر رہا

مفسر ہین ثبوت استرقاق مین سواے اسکے مقصود ہم علی النہی کمزور کر دینا عدوین کا
اور گھٹا دینا اونکی جماعت کا جیسا کہ صورت قتل مین ہے صورت استرقاق مین بھی مقصود ہے پس
ان دلائل قطعیہ سے زیادت علی النص جائز ہوئی اور اس قسم کی زیادت جائز ہے یہ تو
اگرچہ ایک قسم ہے اقسام نسخ سے کہ پیشتر ایک ہی چیز جائز تھی اب جائز ہے اور دوسری ایک اور چیز
بھی زیادہ ہو گئی مگر اصطلاح مین اسکا نام زیادۃ علی النص ہے جیسے کہ آیت وضو مین
صرف پانون کا دھونا فرض تھا مگر بسبب خبر مشہور کے مسح علی الخفین بھی جائز ہوا
پس اب بجز قتل و استرقاق کے کوئی چیز جائز نہین اگر کوئی کہے کہ بعد جنگ بدر کے بھی احسان
رکھکر اور فدیہ لیکر چھوڑ دیا گیا ہے چنانچہ روایات مفصلۂ ذیل سے یہ بات ثابت ہے اول
حدیث متفق علیہ بعث رسول اللہ صلعم خیلا قبل نجد فجاءت برجل من بنی حنیفۃ
یقال لہ ثمامۃ بن اثال فربطوہ بساریۃ من سواری المسجد فخرج الیہ النبی صلعم فقال
ما عندک یا ثمامۃ فقال عندی یا محمد خیر ان تقتل تقتل ذا دم وان تنعم تنعم علی شاکر وان کنت ترید المال
فاسال منہ ماشئت فترک حتی کان الغد ثم قال ما عندک یا ثمامۃ قال عندی ما قلت لک ان تنعم تنعم علی شاکر فترکہ
حتی کان بعد الغد فقال ما عندک یا ثمامۃ فقال عندی ما قلت لک فقال اطلقوا ثمامۃ فانطلق الی نخل
قریب من المسجد فاغتسل ثم دخل المسجد فقال اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا
رسول اللہ یا محمد واللہ ما کان علی الارض وجہ ابغض الی من وجہک فقد اصبح
وجہک احب الوجوہ الی واللہ ما کان من دین ابغض الی من دینک فاصبح دینک
احب الدین الی واللہ ما کان من بلد ابغض الی من بلدک فاصبح بلدک احب البلاد
الی الحدیث بھیجا پیغمبر صلعم نے سوارون کو بطرف نجد کے پس لے آئے وہ ایک آدمی
کو بنی حنیفہ مین سے کہ اوسکو ثمامہ بن اثال کہتے تھے پس باندھ دیا اوسکو مسجد کے ایک
ستون سے پس نکلے اوسکی طرف پیغمبر صلعم پس اوس سے کہا کہ کیا ہے تیرے نزدیک اے
ثمامہ پس کہا اوسنے خیر ہے اے محمد اگر قتل کریگا تو قتل کریگا ایک جاندار کو اور اگر انعام کریگا

مراد یہ ہے کہ عذاب نہ کریگا اہل بدر کو اور سبق کی جو یہ تفسیر کرتے ہین کہ سبق اثباتہ فی اللوح
المحفوظ یعنی پہلے سے ہو چکا ہے ثابت رہنا اوسکا لوح محفوظ مین ان سب کو وے تسلیم نہین کرتے اور
وے یہ کہتے ہین کہ ان سب تاویلات مین ارتکاب مجاز غیر متعارف اور حذف چند کلمات کا
ہے اور کوئی قرینہ اوسپر قائم نہین پس حقیقت کو چھوڑکر مجاز غیر متعارف اور حذف کلمات کثیرہ کا
قائل ہونا بلا قیام قرینہ قویہ کے اصلا جائز نہین ہے اور وے یہ بھی کہتے ہین کہ فرض کیا جاوے
کہ یہ آیت جو جواز من و فدا پر دلالت کرتی ہے بدرنیہ ہی ہو تب بھی آیت کتاب من اللہ سبق
سے مطابق بیان مذکورہ کے لازم آتا ہے کہ نزول اوسکا قبل از واقعہ بدر ہو بعد تمہید ان
مطالب کے وے یہ کہتے ہین کہ آیت من و فدا جو قبل از واقعہ بدر کے نازل ہوئی ہے
آیت مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ لَہٗ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی الْاَرْضِ مناسب نہین پیغمبر کو
کہ اوسکے پاس قیدی ہون جبتک کہ نہ مار گراوے اونکو خاک مین تُرِیْدُوْنَ عَرَضَ
الدُّنْیَا تم ارادہ کرتے ہو یعنی فدیہ لینے سے متاع دنیا کا وَاللّٰہُ یُرِیْدُ الْاٰخِرَۃَ اور اللہ ارادہ
کرتا ہے آخرت کا یعنی خدا یہ بات پسند کرتا ہے کہ کفر و شرک روے زمین سے محو کیا جاوے
اور کفار کو چھوڑا نجاوے اور دیگر آیات قتل سے منسوخ ہوگئے پس بعد ازان حکم من
و فدا کا باقی نرہا اگر کوئی یہ کہے کہ اون آیات سے تو صرف قتل کا وجوب دریافت ہوتا ہے
پس لازم آیا کہ استرقاق بھی جائز نہو یا یہ کہ ان آیات کو بھی منسوخ ٹھہرایا جاوے تو اسکے
جواب مین وہ یہ کہتے ہین کہ بیشک ان آیات سے ایسا ہی مستنبط ہوتا ہے لیکن چونکہ
درباب جواز استرقاق کے احادیث صحیحہ قولی و فعلی بہت منقول ہوئی ہین اور وے
احادیث از قسم مشاہیر بلکہ متواتر المعنی ہین اور اس قسم کی احادیث ہمارے نزدیک
زیادت علی النص جائز ہے علاوہ بران آیات وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ الآیہ اور آیہ
وَعَدَکُمُ اللّٰہُ مَغَانِمَ کَثِیْرَۃً تَاْخُذُوْنَہَا فَعَجَّلَ لَکُمْ ہٰذِہٖ اور آیہ اَثَابَہُمْ فَتْحًا قَرِیْبًا
وَّمَغَانِمَ کَثِیْرَۃً یَّاْخُذُوْنَہَا اور آیہ وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ

باب ... الذی اسر ... [illegible] ... بنی عقیل کے ایک کو قید کر لیا ثقیف
نے دو آدمیوں کو اصحاب پیغمبر صلعم سے قید کر لیا تھا اور قید کرایا اصحاب پیغمبر صلعم نے ایک آدمی کو
بنی عقیل میں سے لیں اوسکو باندھکر ... [illegible] ... ڈال دیا ... پیغمبر صلعم
پھر اوسنے پکارا اے محمد اے محمد کس گناہ میں پکڑا گیا ہوں فرمایا کہ اپنے ہم عہدوں کے
جرم میں یعنی ثقیف کے پھر بدستور اوسکو چھوڑ کر چلے گئے پھر اوسنے پکارا اے محمد اے محمد پس
اوسپر رحم فرمایا اور پھر آ گئے اور کہا کہ کیا شان ہے تیری اوسنے کہا میں مسلمان ہوں فرمایا
کہ اگر تو یہ کہتا اوسوقت میں کہ اپنے اختیار میں تھا تو فلاح پاتا پوری فلاح پھر عوض میں
دو قیدیوں کے جنکو ثقیف نے قید کر لیا تھا دیدیا اوسکو ... [illegible] ... تفصیل
دیتے ہیں حدیث اول سے مدعا ہمارا ثابت ہے کیونکہ ثمامہ بن اثال سے درخواست
فدیہ دینے اور احسان رکھنے کی کی مگر پیغمبر خدا صلعم نے منظور نہ فرمائی اگر فدیہ یا احسان
رکھکر چھوڑ دینا فرض ہوتا تو بیشک اول ہی روز اوسکو چھوڑ دیتے اور تیسرے روز بھی
اوسکو ایسا نہیں چھوڑا کہ وہ دار حرب کو لوٹ جاوے بلکہ فراست یا وحی کی رو سے جب
دریافت ہوا کہ اوسکا دل مائل بہ اسلام ہے اور تھوڑی ہی ملاطفت اور تالیف سے اظہار
اسلام کر دیگا تب یہ لفظ فرمایا کہ اطلقوہ یعنی کھول دو اوسکو چنانچہ پھر کھول دینے کے وہ
مسلمان ہو گیا اگر بلا تعرض وہ دار حرب کو لوٹ جاتا تب البتہ استدلال اس حدیث
سے گنجایش رکھتا تھا پس یہ حدیث ہمارے مدعا کی مثبت ہے نہ ہمارے خلاف کی —
حدیث دوم سے مدعاے خصم ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اوسکی گرفتاری قہراً نہیں ہوئی
بلکہ صلحاً ہوئی تھی اور وفاے عہد بر انکے واجب ہے اور ... [illegible] ... بعد صلح حدیبیہ کے
وقت مراجعت کے حدیبیہ سے ہوا ہے چنانچہ بیان اسکا آگے آویگا حدیث سوم سے
ظاہر ہے کہ وہ اسلام کا مدعی تھا اسلیے اوسکو چھوڑ دیا اور اوسکے بدلے دو مسلمان لینے
... [illegible] ... تحقیق اور تدقیق امام الائمہ ابو حنیفہ

تو انعام کریگا ایک شکر گذار پر اور اگر مال لینے کا ارادہ ہو تو طلب کر جو کچھ چاہتا ہے پس وہ چھوڑ
رکھا گیا جب دوسرا دن ہوا تو اوس سے پیغمبر صلعم نے پوچھا کہ کیا ہی تیرے نزدیک ای ثمامہ
اوسنے کہا کہ جو میںنے کل کہا تھا کہ اگر انعام کریگا تو انعام کریگا ایک شکر گذار پر پھر بدستور چھوڑ
دیا اوسکو یہان تک کہ تیسرا دن ہوا پھر فرمایا پیغمبر صلعم نے کیا ہی نزدیک تیرے ای ثمامہ
اوسنے کہا جو کچھ پہلے میںنے کہا ہی پیغمبر صلعم نے فرمایا کہ کھول دو ثمامہ کو پس گیا وہ نخل کے
پاس قریب مسجد کے پھر نہایا پھر داخل ہوا مسجد میں پھر کہا اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول
اللہ ای محمد قسم خدا کی ہی کہ روے زمین پر کوئی مونہہ میرے نزدیک دشمن تر تیرے مونہہ سے
نتھا پس اب تیرا مونہہ سب سے زیادہ مجکو دوست ہو گیا کوئی دین ناپسند تر تیرے دین سے
مجکو نتھا اب تیرا دین سب سے زیادہ محبوب ہو گیا تیرا شہر سب سے زیادہ برا تھا میرے نزدیک اب سب سے
زیادہ محبوب ہو گیا دوم حدیث مسلم ان ثمانین رجلا من اہل مکۃ ہبطوا علی رسول
اللہ صلعم من جبل التنعیم متسلحین یریدون غرۃ النبی صلعم واصحابہ فاخذہم +
سلما فاستحیاہم وفی روایۃ فاعتقہم فانزل اللہ تعالی وہو الذی کف ایدیہم
عنکم وایدیکم عنہم ببطن مکۃ ای آدمی تنعیم کے پہاڑ سے اوترے بطرف پیغمبر صلعم
کے ارادہ کرتے تھے غفلت یا دھوکا دینا پیغمبر صلعم کا پس پکڑ لیا اونکو صلح سے پس زندہ رکھا
انکو اور ایک روایت میں ہی کہ آزاد کر دیا اونکو پس اوتاری اللہ نے یہ آیت کہ خدا وہ ہی جسنے
بازرکھا اونکے ہاتھون کو تمسے اور تمھارے ہاتھون کو اونسے بطن مکہ میں —
حدیث سوم مسلم کانت ثقیف حلفاء لبنی عقیل فاسرت ثقیف رجلین من اصحاب رسول اللہ صلعم
واسر اصحاب رسول اللہ صلعم رجلا من بنی عقیل فاوثقوہ فطرحوہ فی الحرۃ فمر بہ رسول
اللہ صلعم فناداہ یا محمد یا محمد فیما اخذت قال بجریرۃ حلفائکم ثقیف فترکہ ومضی
فناداہ یا محمد یا محمد فرحمہ رسول اللہ صلعم فرجع فقال ما شانک قال انی مسلم
فقال لو قلتہا وانت تملک امرک افلحت کل الفلاح قال ففداہ رسول اللہ صلعم

وتری ہی الخ غلط محض ہی اور سراسر افترا اونکا قول ہی کہ مسئلہ سورۂ براۃ کہ اول سے
باقریب چالیس آیتون کے ہی ایک مرتبہ نازل ہوئی ہی اور یہی مراد ہی لفظ کاملۃ سے
ہم آہین اس جگہہ زیادہ بحث ضرور نہین جانتے یہی سہی کہ سورۂ براۃ کے بعد کوئی سورۃ
پوری نہین اوتری جو کہ سورۂ براۃ مین حال غزوۂ تبوک اور دیگر حالات ایسے ہین کہ
جنسے ثابت ہوتا ہی کہ رجب ۹ سنہ ہجری مین یا کچھ بعد اوسکے ورقبل از ذی القعدہ سنہ
ہجری کے اوتری ہی کیونکہ اوسی مہینے مین حضرت ابوبکر صدیق رضا اور حضرت علی رض کو
اوسکی آیات کے اعلان کرنیکے واسطے ایام حج ابوبکر صدیق مین پیغمبر خدا صلعم نے مکے کو
بھیجا تھا پس ہر آئینہ آیت اما منا بعد و اما فداء سے کہ بقول غیر ثابت مجتہد سنہ ۲ ہجری مین
نازل ہوئی تھی بعد کو نازل ہوئی ہی اور اس مقام سے قدر مکانی ہی زیادہ بحث کرنا کچھ ضرور نہین **قال** غرضکہ ان
روایتون سے حنفیون کا مذہب یہہ معلوم ہوا کہ وہ آیت من و فداء کو منسوخ بتاتے ہین پس
اس امر پر بحث کرنیکے لیے اولا اون آیات کو جنکو ناسخ قرار دیا ہی یا جنکا ناسخ قرار دینا ممکن ہی
اس مقام پر نقل کرتے ہین **اقول** ایک آیت جسمین صاف حکم اسکا ہی کہ اسیرون کی جب
تک کہ خونریزی نہ کی جاوے اور اونکو مار کر خاک مین نہ ملا دیا جاوے کوئی بات لائق
نہین مجتہد نے یہان چھوڑ دی ہم اوسکو مع شان نزول لکھتے ہین فلما اسروا الاسارى
(یعنی اساری بدر) قال رسول الله صلے الله علیه وسلم لابی بکر و عمر رضی الله عنهما ما
ترون فی هؤلاء الاساری فقال ابوبکر رض یا نبی الله هم بنو العم والعشیرة اری ان
تاخذ منهم فدیة فیکون لنا قوة علی الکفار فعسی الله ان یهدیهم للاسلام
فقال رسول الله صلے الله علیه وسلم ما تری یا ابن الخطاب قال قلت لا والله یا رسول
الله ما اری الذی رای ابوبکر ولکنی اری ان تمکنا فنضرب اعناقهم فتمکن علیا من
عقیل فیضرب عنقه وتمکنی من فلان نسیبا لعمر فاضرب عنقه فان هؤلاء ائمة
الکفر وصنادیدها فهوی رسول الله صلے الله علیه وسلم ما قال ابوبکر ولم یهو ما قلت

کی اونکی تحقیق اور دلائل کے مطالعہ کے بعد کون شخص ہی کہ اوسکے خلاف اس باب مین آ
سکتا ہی اگر آپ کچھ استعداد رکھتے ہین تو اونکی دلائل کو رد کیجیے مگر آپسے انشاء اللہ تقدیر
پھر گز نہو سکیگا کیونکہ یہ مسئلہ ہی کہ آپکے زعم فاسد مین یہ تھا کہ اس مسئلہ مین امام ہمام نے غلطی فاحش
کی ہی اس تعصب کیوجہ سے شدہ شدہ آپنے بسبب عداوت جاہلان علماء حنفیہ سے زبان
طعن کی کھولی تھی آپ لوگون کے زعم فاسد مین یہ ہی کہ امام ہمام قیاس پر زیادہ عمل کرتے
ہین اور احادیث و آیات کی طرف توجہ کم فرماتے ہین مگر آپ لوگون کا یہ زعم سراسر فاسد
اور تمامتر حسد ہی دیکھو اس مسئلہ خاص مین کسقدر کوشش بلیغ فرمائی کہ یہ فتوی دیا ہی اور کس
درجہ اتباع آیات اور احادیث کا واجب سمجھا ہی **قال** تحقیق نسخ منسوخ ہونے اس
آیت کے **اقول** بحث اسکی بہت مفصل مذکور ہوئی **قال** اتنی بات یاد رکھنی چاہئے
کہ اس بیان مین علمائے حنفیہ دو غلطیان ہین اول یہ کہ سورہ براءۃ کی آیت مین جو عقد سے بابت مشرکین کی
استرقاق کا مطلق ذکر نہین پس اوسکا آیت استرقاق نام رکھنا محض غلط ہی **اقول** جب
علماء حنفیہ اس بات کو ثابت کر چکے کہ حکم منّ و فداء کا منسوخ ہو گیا اور اون آیات سورہ
براءت اور سورہ انفال مین اسیر کرنے اور قتل کرنیکا حکم ہی اور احادیث صحیحہ مین اساری
کے حق مین حکم استرقاق کا بھی وارد ہی اور اسیری مقدمہ ہی استرقاق کا اس واسطے تسمیہ
المسبب باسم السبب کرکے اون آیات کا آیات استرقاق رکھا تو کچھ غلطی نہین کی
چونکہ آیت اما منا و اما فداء مین مطلق ذکر حریت کا نہین اور منّ و فداء مستلزم سبب حریت کی
نہین پس مجتہد عصر نے جو نام اوس آیت کا آیت حریت رکھا ہی البتہ محض غلط اور بیسبب ہی
قال دوسرے یہ کہ آیت قتل کو یا سورہ براءۃ کو جو آخر ما نزل کہا ہی یہ بھی غلط ہی علماء کا قول
ہی کہ سورہ براءۃ یکلخت پوری اوتری ہی اوسکے بعد کوئی پوری سورت نہین اوتری
پس حقیقی سورتین کہ پوری پوری اوتری ہین اونمین اخیر سورت البتہ اخیر ہی الا آخر ما نزل
نہین ہی فتدبر **اقول** یہ قول مجتہد عصر کا کہ علماء کا قول ہی کہ سورہ براءۃ یکلخت پوری

تحقیق پیش کیا گیا مجھپر عذاب اونکا قریب تر اس درخت کے یعنی ایک درخت سے جو نزدیک
تھا پیغمبر صلعم کے پس اوتاری اللہ نے یہ آیت مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ
يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ تا فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا پس حلال کی اللہ تعالیٰ نے غنیمت واسطے
اونکے لیے رواہ مسلم پس اس آیت اور اس حدیث سے صاف ثابت ہے کہ جو رائے
حضرت عمر رض کی تھی یعنی یہ بات کہ انکو قتل ہی کیا جاوے وہی پسند خدا کو ہوئی اور گذشتہ
جو کچھ ہوا تھا معاف فرمایا کر آئندہ کے واسطے اوسی کے مطابق وحی قرآنی نازل
ہوئی اور بجز اثخان اسارے اور حل غنیمت کے اور کسی چیز کی اجازت نہ دی گئی
پس اجازت من وفدا کی جو پیشتر تھی وہ منسوخ ہوئی قال اول آیت سورہ انفال الَّذِينَ
عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ○ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ
فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ○ خدا تعالیٰ پیغمبر صاحب سے
فرماتا ہے کہ جنسے تو نے عہد کیا ہے پھر وہ ہر دفعہ اپنا عہد توڑتے ہین اور عہد توڑنے سے
پرہیز نہین کرتے پھر اگر تو انکو لڑائی مین پاوے تو اون لوگون تک جو اونکے پیچھے ہین
تتر بتر کر دے شاید کہ وہ عبرت پکڑین اقول اگرچہ ترجمہ مجتہد عصر کا تمام تر غلط ہے لیکن
اور غلطیاں مجہول او میں اسکے ہین کہ مجتہد عصر زبان عرب سے خوب واقف نہین اسلیے
مزید کو بمعنی مجرد اور دو جملون کا ایک جملہ ٹھہراتے ہین لیکن فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ کا جو ترجمہ
اسطور پر کیا ہے کہ تو اون لوگون تک جو اونکے پیچھے ہین تتر بتر کر دے یہ تحریف کی ہے
جناب مجتہد صاحب اون لوگون تک آپ نے کس لفظ کا ترجمہ کیا غایت نفیا یہاں کہاں
ہے حتی یا الی جو غایت پر دلالت کرتا ہے اس آیت مین ہرگز نہین پس آپ نے معنی غایت کہاں
سے گڑھ لیے باے جارہ جو ضمیر غائب پر داخل ہوا اوسکے معنی کہاں جاتے رہے تحقیق
نہ سمجھے کہ باے جارہ جو ضمیر غائب پر داخل ہے باے سببیت ہے إِنَّكُمْ ظَلَمْتُمْ أَنفُسَكُم
بِاتِّخَاذِكُمُ الْعِجْلَ فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنبِهِ فَبِظُلْمٍ مِّنَ الَّذِينَ هَادُوا حَرَّمْنَا عَلَيْهِمْ طَيِّبَاتٍ أُحِلَّتْ

يا ما ترى يا ابن الخطاب فلما كان من الغد جئت فاذا رسول الله صلى الله عليه وسلم وابو بكر قاعدان
يبكيان قلت يا رسول الله اخبرني من اي شيء تبكي انت وصاحبك فان وجدت
بكاء بكيت وان لم اجد بكاء تباكيت لبكائكما فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم
ابكي للذي عرض على اصحابك من اخذهم الفداء لقد عرض علي عذابهم
ادنى من هذه الشجرة شجرة قريبة من نبي الله صلى الله عليه وسلم فانزل الله عز وجل
ما كان لنبي ان يكون له اسرى حتى يثخن في الارض الى قوله تعالى فكلوا مما غنمتم
حلالا طيبا فاحل الله الغنيمة لهم ترجمہ جب قید کیا بدر کے قیدیوں کو فرمایا رسول
اللہ صلعم نے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق سے کیا رائے ہے تمہاری ان قیدیوں کے باب
میں کہا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اے نبی اللہ یہ بنی الاعمام اور کنبہ کے لوگ ہیں میری رائے یہ ہے کہ ان سے
فدیہ لیں تاکہ ہمکو قوت ہو جاوے کفار پر شاید کہ خدا انکو بھی ہدایت اسلام کی کر دیوے
پھر فرمایا رسول اللہ صلعم نے کیا رائے دیتا ہے تو اے بیٹے خطاب کے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ
قسم خدا کی نہیں ہے رائے میری یا رسول اللہ میں وہ رائے نہیں دیتا جو ابوبکر نے دی ہے
لیکن میری رائے یہ ہے کہ ہمکو قادر کر دیجئے تو ایسے کہ ہم انکی گردنیں ماریں قادر کر دیجئے
علی کو عقیل بن ابی طالب پر کہ وہ اوسکی گردن مارے اور مجھکو قادر کر دیجئے کہ فلان شخص
جو میرا قریب ہے اوسکی گردن ماروں بیشک تحقیق یہ لوگ پیشوا ہیں کفر کے اور سردار کافروں
کے ہیں پس میل فرمایا رسول اللہ صلعم نے طرف قول ابی بکر کے اور نہ میل فرمایا طرف
میرے قول کے پھر جب ہوا دوسرا دن تو آیا میں پس دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلعم
اور ابوبکر بیٹھے ہوئے ہیں اور روتے ہیں میں نے کہا یا رسول اللہ مجھکو خبر دیجئے کس بات سے
تم اور تمہارے صاحب روتے ہیں اگر رونے کی بات ہے مجھکو بھی رونا آویگا تو میں
بھی روؤنگا اور اگر نہ رونا آویگا تو تمہارے رونے کے سبب رونا لاؤنگا فرمایا رسول
[illegible]

بنی نضیر کو اور نکلوا دیتے دیا تھا بنی قریظہ کو اور احسان رکھا اونپر یہان تک کہ لشکر
بنی قریظہ پھر قتل کیا اونکے مردون کو اور تقسیم کر دیا اونکی عورتون اور مال اور اسباب
درمیان مسلمانون کے مگر کچھ لوگ اون مین سے جو کہ گئے تھے بیچ حد [illegible] سے اونکو
امن دی پھر وہ اسلام لائے چونکہ یہ حدیث مفسر ہوا آیت کی اور سبب ہوا نزول اس آیت
وہ آیت مفسر ہو گئی اور معنی آیت کے یہی متعین ہوئے کہ پیغمبر [illegible] بلکہ [illegible] ہوا ہے
کوئی چارہ نہیں اس سے کہ فشرد بہم کا ترجمہ یہی کیا جاوے کہ فشرد بہم من خلفہم
من خلفہم یعنی پراگندہ کر دے بسبب قتل اور استیصال اونکے اون لوگون کو جو اونکے
پیچھے ہین کما قال الشاعر اذا ما سقیت [illegible] یعنی مگر کہ بدبخت ہو جاوین زیادہ اگر
بسبب قتل کرنے تیرے کے اونکو وکما قال اللہ تعالی لیغیظ بہم الکفار یعنی تاکہ غصے
مین ڈالے بسبب خوشحالی اور سعادت مسلمانون کی کفار کو اور یہی [illegible] مفسرین کا
اعلام مفسرین [illegible] کی ہے چنانچہ خود مجتہد عبارات اونکی [illegible] سند لاتے ہین قول کیسے ہو
مدارک سے [illegible] فشرد بہم قال ابو صالح اغلظ بہم [illegible]
تک انیہم یعنی اونکے ساتھ وہ کام کر کہ جس سے اونکی [illegible]
اور تنہا کر دے تو بسبب اوس فعل کے اون لوگون کو جو اونکے نزدیک رکھتے ہون
تو یہ سند جو مجتہد لائے ہین صاف ہمارے مدعا کے موافق ہے کیونکہ تنہائی اور تنہا رہ جانا
اور لوگون کا اسی صورت مین متصور ہے کہ اون قبیلون کو چھوڑ جاوے اور جدا رہے
چھوڑ دینے کے تو تکثیر جماعت ہو گئی تفرقہ کہان باقی رہی پھر مجتہد عصر عبارت تفسیر کبیر
کو سند لاتے ہین فمعنی الآیۃ انک ان ظفرت فی الحرب بہؤلاء الکفار الذین ینقضون
العہد فافعل بہم فعلا یفرق بہم من خلفہم قال عطا تثخن فیہم القتل حتی
یخاف غیرہم وقیل نکل بہم تنکیلا یشرد غیرہم من ناقضی العہد یعنی معنی
آیت کے یہ ہین تحقیق تو اگر پکڑ لے تو اون کفار کو جو عہد توڑتے ہین تو اونکے ساتھ

النکایة فهو نکایة کے معنی ہین قتل وجرح نکیت العدو ونکیت فی العدو نکایة اذا اقتلته
وجرحته قال ابو النجم ننکی العدی ونکرم الاضیافا یعنی قتل کرتے ہین ہم دشمن کو اور
اکرام کرتے ہین ہم مہمانون کو اگرچہ اوس تراجم مین بھی مجتہد عصر نے خیانت بہت کی ہے مگر
ہمنے بسبب اسکے کہ ہم کچھ مقلدانہ گفتگو نہین کرتے اوس سے کچھ تعرض نہین کیا لیکن چونکہ
جار اللہ زمخشری رحمۃ اللہ علیہ منجملہ اعلام علما سے علم لغت وتصریف ونحو وبیان کے ہین ایسے
شخص کے کلام کی صیانت کا ہمارا حق ہے اور ہمپر واجب ہے کہ اوسکے کلام کی دربارہ باب بیان
ومعانی ولغت ومحاورہ عرب کے بہت حفاظت کرین اور بد دیانتی اوسمین چلنے نہ دین
لہذا ہم مجتہد عصر کی خیانت کا عبارت کشاف مین اعلان کرتے ہین اوس نے لکھا ہے
ففرق عن محاربتك ومناصبتك بقتلهم مجتہد عصر اوسکے ترجمے مین ازراہ خیانت
کے لکھتے ہین کہ (لڑنے سے اور بری طرح قتل کرنے سے) دیکھو کیسی خیانت ظاہر ہے
جنکو کچھ بھی دخل ہوگا علم عربیت مین وہ اس خیانت کو خوب سمجھ لیگا مفسر نے لفظ
عن اوپر محاربتہ کے داخل کیا اور مناصبت کو اوسپر معطوف کیا اور عن واسطے بعد اور
مجاوزہ کے مستعمل ہین عرب کہتے ہین رمیت السهم عن القوس چونکہ جدائی اور مجاوزت
تیر کی کمان سے متحقق ہے اسلیے لفظ عن یہان آیا اور پھر مفسر کلمہ بقتلهم کو مدخول باے سببیت
لایا اور لفظ قتل پر باے سببیت داخل کی مجتہد عصر نے مدخول عن اور مدخول باے سببیت کو
معطوف ومعطوف علیہ ٹھہرا کر غلط ترجمہ کر دیا نہ عن کے معنی کا لحاظ کیا نہ باے سببیت کا
اوسکا مدعا تو یہ تھا کہ اپنی جنگ ومقابلہ سے دور کر دے قیدیون کے ماسوا لوگون کو
اور یہ دور کرنا کس طرح پر حاصل ہوگا یہ دور کرنا بسبب قیدیون کے قتل کے ہوگا
مجتہد عصر نے اوسکے مدعا کے سراسر خلاف ترجمہ کر دیا پھر لفظ نکایة کے واسطے تاکید قتل کے یہان وارد کیا مجتہد عصر نے اوسکے معنی
بمقتضاے طبیعت جیا دوست کے گھر کر غلط لکھدیے یعنی اوسکا ترجمہ بلفظ خرابی کرکے اصل مدعا کو خراب کیا نعوذ
باللہ من شرور انفسنا وسیئات اعمالنا اور ہم کہتے ہین کہ علاوہ ان مفسرین کے جماعت مترجمین نے بھی

معاملہ کہ پراگندہ کردے وہ معاملہ سبب اونکے اون لوگون کو جو بعد اونکے ہین کہا عطا
نے کہ خوب طرح پر قتل کرا ڈالنا تاکہ ڈرین تجھسے ماسوا اونکے اور کہا گیا ہی کہ ایسی تعذیب
اونکی کر اونکی تعذیب پراگندہ کر دیوے اونکے غیرون کو جو توڑنے والے عہد کے ہین
دیکھو اس تفسیر سے بھی ہمارا ہی مدعا ثابت ہی کہ وہ کام کرنا چاہیے جس سے جمعیت کفار کی
پراگندہ ہو جاوے نہ وہ کہ جس سے جمعیت مین قوت اور کثرت ہو جاوے بموجب قول عطا
بن یسار کے جو اس تفسیر مین مذکور ہی صرف قتل ہی اونکا واجب ہی اور
بموجب دوسرے قول کے کہ اوسمین مطلق تعذیب ہی جواز استرقاق بھی سمجھا جاتا ہی مگر من فدا
کی نفی دونون قولون سے ثابت ہی پھر مجتہد عصر تفسیر کشاف کی سند لاتے ہین فشرد بھم
من خلفھم ففرق عن محاربتک ومناصبتک بقتلھم شر قتلۃ والنکایۃ فیھم من ورائھم
من الکفرۃ حتی لا یجسر علیک احد بعدھم اعتبارا بھم واتعاظا بحالھم اس عبارت
کے معنی مین مجتہد صاحب نے بہت ہی تصرف فرمایا ہی چنانچہ ہم اوسکی شرح کرینگے اور ایک جملہ
اوسمین سے چھوڑ دیا فاما تثقفنھم ونظفرن بھم فشرد بھم الخ معنی صحیح اس عبارت کے
یہ ہین کہ جب تو اونکو پکڑ لے اور فتحیاب ہو جاوے اونپر تو سبب بری طرح کے قتل کرنے
کے اونکا اور اونکو زخمون مین چکناچور کرنیکے پراگندہ کر دے اپنی جنگ اور عداوت سے
اون لوگون کو جو سوا اونکے ہین کافرون سے تاکہ بعد اونکے کوئی تجھپر جرات نکرے اونکے
حال سے عبرت اور نصیحت پاکر دیکھو یہ تفسیر ہمارے مدعا کے موافق ہی اور اس سے
اسیران متقاتلین کے حق مین بجز اسکے کہ اونکو خوب قتل کرو اور خوب زخمون مین چکناچور
کرو اور کسی چیز کی اجازت نہین پائی جاتی اور اس تفسیر سے بھی ظاہر ہی کہ باوجارہ بھم مین
باے سببیت ہی اور معنی بھم کے یہ ہین کہ سبب اونکے قتل کے اور اس تفسیر مین ایک لفظ
ہی شر قتلۃ یہ لفظ مبالغہ قتل مین مستعمل ہوتا ہی ایسے مقام پر کہ جہان سب سے بڑھکر ذلت و
رسوائی سے قتل کیا جاتا ہے عرب کہتے ہین قتلہ قتلۃ سوء و شر قتلۃ و وہ لفظ آیا ہی

نہیں ہے بلکہ عدم جواز مسن و فدا اور وجوب قتل و استرقاق مین باہم ہمارے علما مین تخالف نہین ہی تشنیع نہین کرتے **قال** دوم آیت سورہ براءۃ فاذا انسلخ الاشھر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ فخلوا سبیلھم ان اللہ غفور رحیم جن مشرکین عرب سے عہد شکنی کی تھی اونکی نسبت خدا تعالی نے اپنے نبی سے فرمایا کہ جب وہ مہینے جنمین لڑائی منع ہی گذر جاوین ان مشرکون کو مارو جہان پاؤ اور اونکو پکڑو اور گھیرو اور بیٹھو اونکی گھات مین ہر گھات کی جگہہ مین پھر اگر وہ کفر سے توبہ کرین اور نماز پڑھین اور زکوٰۃ دین تو اونکا رستہ چھوڑ دو بیشک اللہ ہی بخشنے والا مہربان **اقول** اس آیت کے ترجمے مین بحث اوپر گذر چکی ہی **قال** سوم آیت سورہ بقر اللہ صاحب نے فرمایا وقاتلوا فی سبیل اللہ الذین یقاتلونکم ولا تعتدوا ان اللہ لا یحب المعتدین واقتلوھم حیث ثقفتموھم واخرجوھم من حیث اخرجوکم والفتنۃ اشد من القتل ولا تقاتلوھم عند المسجد الحرام حتی یقاتلوکم فیہ فان قاتلوکم فاقتلوھم کذلک جزاء الکافرین فان انتھوا فان اللہ غفور رحیم ٥ وقاتلوھم حتی لا تکون فتنۃ ویکون الدین للہ جو لوگ تم سے لڑتے ہین تم بھی اونسے خدا کی راہ مین لڑو اور زیادتی مت کرو بیشک اللہ زیادتی کرنے والون کو دوست نہین رکھتا اور قتل کرو اونکو جس جگہہ پاؤ اور نکالو اونکو جہان سے اونھون نے تمکو نکالا اور فساد کرنا قتل کرنے سے بھی زیادہ سخت ہی اور اونسے کعبے کے پاس مت لڑو جب تک کہ وہ تمسے وہان نہ لڑین پھر اگر وہ تم سے لڑین تو اونکو مارو یہی سزا ہی کافرون کی پس اگر باز رہین وہ تو اللہ بخشنے والا مہربان ہی اور لڑو اونسے تا آنکہ نہ رہے فتنہ اور ہووے دین صرف خدا ہی کا **اقول** صحیح ترجمہ آیت کا یہ ہی کہ لڑو خدا کی راہ مین اون لوگون سے جو تمسے لڑین اور زیادتی نکرو کہ تحقیق اللہ دوست نہین رکھتا زیادتی کرنے والون کو اور قتل کرو اونکو جہان کہین پکڑ لو اور نکال دو اونکو جہان سے

اسی طرح ہر آیت کا ترجمہ کیا ہے جس طرح شیخ کیا ملا حسین واعظ لکھتے ہیں کہ گشتند دو قسم بعضی بندہ
گردان و متفرق ساختہ بسبب قتل ایشان من خلفہم آنرا کہ از پس ایشان اسلام ایشان نظر داشتند
شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں ترجمہ متفرق سازید بسبب ایشان آنانرا کہ پس پشت
ایشان باشند انتہی کوئی نہ سمجھے کہ ہم مفسرین کے اقوال سے استدلال الزامیہ کرتے
ہیں ہرگز نہیں بلکہ ہمنے ترجمہ آیت کا مطابق لغت و محاورہ عرب کے پیش کر دیا ہے اور ہر لغت
پسند اہل زبان کی پیش کی ہے اس مقام میں ہمنے جو عبارات مفسرین کی لکھی ہیں اپنی
طرف سے نہیں لکھیں بلکہ مجتہد عصر نے تقلیداً اونسے استدلال غلط کیا تھا اونکی
غلطی کے اظہار کے واسطے نقل کی ہیں ورنہ ہمکو اونکے نقل کی کچھ ضرورت تھی۔ الغرض
جیسا بموجب بیان فعل جناب صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بموجب لغت عرب
اور محاورہ فصحاء و بلغاء کے ہمنے ثابت کیا کہ معنے تشرید کے آگاہ کرنا اور متفرق اور
منتشر کرنا ہے اور نکال بمعنی عبرت انگیز اور وہ بھی فعل صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام تفسیر
قتل و استرقاق ہے اور ہمیں فدا لینا بھی بخشش اور احتیاج ہے جس کا ہے بیان اسباب کا ملاحظہ
حال اسیران بدر سے ثابت ہوا کہ یہ ایسا ہی تھی کہ غزوۂ احد اور احزاب میں بھی گھبرا کر تعاقب
کو چڑھ آئے لیس میں فدا وہ ہر اسیر مستلزم اوسی بحث کا ہے جو صراحتہً منافی ثبوت تشرید
اور بھی منافی قتل و استرقاق ہے کہ بموجب فعل صاحب وحی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلمہ
تشرید اونکے ساتھ مفسر ہوا ہے یعنی ان بنا پر تشرید ہر گز نہ مفسر ہوئی در باب قتل
و استرقاق کے لیکن اب یہاں کلام آیت رہا کہ تشرید بصیغۂ امر جو یہاں واقع ہے آیا
واسطے ایجاب کے ہے یا بیان اولویت و افضلیت کے ہے اگر شق اول ہے تو آیت موید مذہب
حنفیہ کی ہے کہ جب تشرید مفسر بقتل رسول اللہ صلعم واجب ہوئی تو من و فداء جائز نہ رہا
اور اگر شق ثانی ہے تو مذہب شافعی کی صحت کے واسطے ایک وجہ ظاہر ہوتی ہے اور ہمکو اس
باب میں کچھ زیادہ بحث ضرور نہیں ہے کیونکہ ہم نسبت جواز استرقاق کے بحث کرتے ہیں

سَيَجِدُونَ ... حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ وَأُولَٰئِكُمْ جَعَلْنَا لَكُمْ عَلَيْهِمْ سُلْطَانًا مُّبِينًا پاؤگے تم اور لوگونکو جو
ارادہ رکھتے ہین اسکا کہ امن مین رہین تم سے اور امن مین رہین اپنی قوم سے بھی جب بلائے جاتے
ہین فتنہ کی طرف تو الٹ جاتے ہین اوسمین پس اگر کنارہ نہ کرین تم سے اور نہ ڈالین تمہاری طرف
صلح اور نہ روکین اپنے ہاتھ تو پکڑو اونکو اور قتل کرو جہان کہین پاؤ اونکو
وہ لوگ ہین کہ ہمنے دیا ہے تمکو اون پر غلبہ ظاہر اقول ان دونون آیتون مین
مذکور ہے اور مار ڈالنے کا حکم ... اور غلبہ کا امر ... کہ وجہ سبب ... الا ... ان آیتون (باغی)
کا قتل واجب ہوتا ہے من و فدا کو ان سے کیا بلکہ نسخ اوسکا ظاہر ہے چونکہ مجتہد عصر کا حکم صراحۃً
برخلاف ان آیات کے ہے لہذا طرح طرح کے مغالطے دیتے ہین چنانچہ فرماتے ہین قال
فرض کیا جاوے کہ یہ آیتین آیت من و فدا کی ناسخ ہین تو نتیجہ یہ نکلیگا کہ قیدیون کا چھوڑنا
جائز نہین بلکہ قتل کرنا چاہیے مگر اون کا لونڈی غلام بنانا ثابت نہوگا اور یہ کہ اسمین منع آگیا
کہ لونڈی و غلام بنانا جائز نہین اقول ہم وجوہ استرقاق ضمن بحث آیت مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَن
يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ اور آیت فَشَرِّدْ بِهِم مین بیان کر چکے ہین وہان دیکھنا
چاہیے جائے اعادہ کا نہین یہان بحث نسخ حکم آیت من و فدا کی ہے سو وہ بھی ثابت ہوتا
قال ہم ... ... نہ ثابت ہوگا بلکہ ثابت کرینگے کہ ان آیتون سے آیت من و فدا کا
منسوخ قرار دینا صحیح نہین ہے اقول ہم بھی دیکھتے ہین کہ آپ کیسے اپنا مدعا ثابت کرسکتے
ہین مگر یاد رہے کہ خلاف انصاف جو کوئی معنی گھڑے اور باوجود ... کو معنی کا ... جائزہ کے
بیان کیا یا محض کسی قول غیر ثابت پر تقلیداً عمل کیا یا کوئی غیر ثابت روایت کتب سیر و تاریخ
سے نقل کی تو ہم اوسکو ہرگز منظور نکرینگے اور تہمت الزام مجتہد عصر پر عائد کرینگے
قال آیت سورۂ انفال (یعنی فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ خَلْفَهُمْ) یہود بنی قریظہ کے حق مین
نازل ہوئی ہے جنسے سنہ ۵ ہجری مین لڑائی ہوئی تھی اقول ہمنے اسکو تسلیم کیا اور ہم اوپر ثابت
کر چکے ہین کہ آیت من و فدا سنہ ۲ ہجری یعنی غزوۂ بدر سے پیشتر نازل ہو چکی ہے خواہ مدینہ مین

اونھون نے تمکو نکال دیا تھا اور فتنہ سخت تر ہی قتل سے اور نہ لڑو اون سے مسجد حرام
کے پاس تا آنکہ وے تمسے نہ لڑین اوسمین پھر اگر وے تمسے لڑائی کرین تو قتل کرو اونکو
ایسی ہی سزا کافرون کی پھر اگر وے باز رہین تو خدا بخشنے والا ہی مہربان اور لڑو اونسے
تا آنکہ نہ رہے فتنہ اور ہووے دین صرف خدا ہی کا + یہان استدلال ہی واقتلوھم حیث
ثقفتموھم سے معنی ثقف کے ہم اوپر بیان کر چکے ہین کہ مجرد پانا نہین ہی بلکہ پکڑ لینا ہی
از روے غلبہ اور فیروزی کے چنانچہ علامہ زمخشری لکھتے ہین کہ الثقف وجود علے وجہ
الاخذ والغلبة ومنہ رجل ثقف سریع الاخذ لاقرانہ قال فاما تثقفونی فاقتلونی فمن
اثقف فلیس الی الخلود یعنی ثقف کے معنی ہین پانا بروجہ پکڑ اور غلبہ کے اور اسی سے ہی
رجل ثقف یعنی جلد پکڑ لینے والا ہی اپنے ہمسرون کو اور اوسکی سند یہ شعر ہی
اگر پکڑوگے تم مجکو تو مار ڈالوگے پھر مین جسکو پکڑ لونگا تو نہین ہی اوسکی زندگی
پس آیت نص ہی اس بات مین کہ جب تم پکڑ لو کفار کو تو مار ڈالو اور چونکہ ظاہر امر واسطے
وجوب کے ہی تو قتل قیدیون کا واجب ہوا اور جب قتل واجب ہوا تو من وفدا منسوخ ہو گیا
اور یہی ہی قول علماے حنفیہ کا **قال** چہارم آیت سورہ نسا ودوا لو تکفرون کما کفروا
فتکونون سواء فلا تتخذوا منھم اولیاء حتی یھاجروا فی سبیل اللہ فان تولوا
فخذوھم واقتلوھم حیث وجدتموھم ولا تتخذوا منھم ولیا ولا نصیرا
اقول ترجمہ اسکا یہ ہی کہ دوست رکھا اونھون نے کہ کاش تم کافر ہو جاؤ جیسے کہ وہ
کافر ہوے تو ہو جاؤ تم برابر اونکے پس نہ بناؤ اونمین سے اپنے دوست جب تک کہ وہ
خدا کی راہ مین ہجرت نہ کرین پس اگر وہ نہ مانین تو اونکو پکڑو اور قتل کرو جہان کہین
پاؤ اور نہ بناؤ اونمین سے کسی کو دوست اور نہ مددگار **قال** پنجم آیت سورہ نسا ستجدون
آخرین یریدون ان یامنوکم ویامنوا قومھم کلما ردوا الی الفتنة ارکسوا فیھا
فان لم یعتزلوکم ویلقوا الیکم السلم ویکفوا ایدیھم فخذوھم واقتلوھم

فرماوین کہ اوسکا سطرح پر ہوا اگرچہ اس فیصلہ سعد بن معاذ کو امتثال حکم آیت کا بھی سمجھیں تو سراسر
بانجہتی اور شامت ہماری اور قساوت قلبی ہے کہ ایک الزام تو ہینت ایسے صحابی جلیل القدر پر
جسکے حق میں پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہیں کہ اهتز عرش الرحمن بموت سعد بن معاذ رواہ
البخاری اور اوسکے حق میں اصحاب فرماتے ہیں کہ قوموا الی سیدکم و تحیوا کبیرکم رواہ مسلم
اور اونکے حسن عاقبت کی اس حدیث متفق علیہ میں خبر دیتے ہیں عن البراء قال اهدیت
لرسول اللہ صلعم حلۃ حریر فجعل اصحابہ یمسونہا و یعجبون من لینہا فقال اتعجبون
من لین هذه لمنادیل سعد بن معاذ فی الجنۃ خیر منہا و الین بڑا الزام لگایا کہ انہوں
نے حکم خدا کے برخلاف فیصلہ کیا اور مرتے وقت وبال اس جرم کبیرہ کا اپنے اوپر لیا اور
دو الزام حضرت پیغمبر صلعم پر عاید کیے ایک یہ کہ امتثال حکم آیت کا کچھ نہ کیا دوسرا یہ کہ از راہ
ظلم و تعدی اسکے برخلاف کتاب اللہ کے جو ایک ظالم نے فیصلہ کر دیا اوسکو جاری کر کے
بہت سے آدمیوں کو کہ مستحق قتل کے نہ تھے اور فدیہ لیکر یا احسان رکھکر چھوڑ دینا انکا واجب
تھا قتل کر دیا اور اون کی ذریت کو اسیر بنا کے تقسیم کر لیا حال آنکہ خود فرمایا
کرتے تھے کہ انما انا بشر و انکم تختصمون الی و لعل بعضکم ان یکون الحن بحجتہ
من بعض فاقضی لہ علی نحو ما اسمع منہ فمن قضیت لہ بشیء من حق اخیہ فلا یاخذ فانما
اقطع لہ قطعۃ من النار متفق علیہ نہیں ہوں مگر بشر اور تم جھگڑا لاتے ہو میرے پاس
اور شاید کہ ہووے ایک تمہارا تیز زبان اپنی حجت میں دوسرے سے پس میں حکم کر دوں
اوسکے حق میں جیسا کہ سنوں میں اوس سے پس جس شخص کے حکم کر دوں میں اوسکے حق میں
کسی چیز کا اوسکے بھائی کے حق میں سے پس چاہیے کہ نہ لیوے اوسکو کہ غیر این نیست
کہ میں دوزخ کا ایک ٹکڑا کاٹ کر دیتا ہوں انتہی دیکھو اس حدیث میں حضرت صلعم نے
کسقدر تاکید فرمائی ہے اسکی کہ اگر حکم یا حاکم حکم میں غلطی کرے کہ ایک کا حق دوسرے کو دلانے
کا حکم صادر کرے تو اوس فریق کو جسکے حق میں حکم دیا گیا ہے نہ چاہیے کہ بوجہ اوس حکم کے

وَدِيَارَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ وَاَوْلَادَهُمْ هُوَ مِلْكُ الْمُسْلِمِيْنَ قتل کیا پیغمبر صلعم نے انکے مردوں کو
اور تقسیم کیا انکی عورتوں اور اموال اور اولاد کو درمیان مسلمانوں کے آگے یہ جو مجتہد صاحب
فرماتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود رسول خدا صلعم فرمان آیت کا خیال نہیں فرمایا
تھا کہ خواہ مخواہ اسکی قتل ہی کا حکم دیتے بلکہ سعد بن معاذ رضہ نے بھی آیت کا مقصود نہ
سمجھا کہ مطابق اوسکے حکم دیا اور نہ پیغمبر صلعم نے بھی ویسا ہی کہا کہ نہ حکم سعد بن
معاذ رضہ کے یہ فرمایا کہ قضیت بحکم اللہ عز وجل اور پھر اوسی حکم کو جاری کیا کہ مطابق آیت کے اور
قتل و استرقاق عمل میں آیا اور یہ جو فرماتے ہیں کہ نہ کسی حکم منصوص ان آیت سے بلکہ سعد
بن معاذ رضہ کی نجابت سے یہ بھی معاملہ ہو چکا منصوص آیت کیا معنی یہ حکم سعد بن معاذ اور
تسلیم کرنا رسول اللہ صلعم کا اوس حکم کو اور بسبب اس حکم کے یہ فرمانا کہ قضیت بحکم اللہ عز وجل
بعض نے شبہ کہ مفسر اوس آیت کا اس سے پیدا ہو گیا کہ وہ آیت محکمات و مفسرات میں ہو گئی
کہ بجز اسکے اور کسی محمل پر محمول نہیں ہو سکتی اور جبکہ بقدر اجمال و سوال منہ میں تھا سبب اسکے تفسیر
فعلی اور قولی سے جاتا رہا اور سعد بن معاذ کی نجابت حکم آیت کے برخلاف تو نہیں تھی جو
مجتہد صاحب نے اوسکو بہ لفظ اضطراب یعنی ایک سے لکھا ہے اگر اوسکا حکم خلاف آیت کے ہوتا تو پیغمبر
خدا صلعم ایسے حکم کو جو خلاف قرآن ہو کس طرح پر جاری کر دیتے اور اوسکی نسبت اس طرح پر فرمایا
کہ قضیت بحکم اللہ عز وجل اور اگر بنی قریظہ کے حق میں یہ عمل جو وقوع میں آیا تو یہ بھی آیت
کے تھا تو آپ ہی فرمائیے کہ امتثال حکم آیت کا کسی اور طرح پر ہوا اور اگر اوسی طرح پر ہوا تو اوسکو
ثابت کیجیے تفصیل اس اجمال کی یہ ہے کہ اس امر کو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ حکم آیت فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ
فِی الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِمْ مَنْ خَلْفَهُمْ بنی قریظہ کے حق میں نازل ہوا ہے اور مخاطب اسکے پیغمبر
خدا صلعم ہیں اور کلمہ شرد بصیغہ امر وارد ہے کہ اس جگہ دال ہے اوپر وجوب کے پس پیغمبر صلعم پر فرض
تھا کہ بامتثال حکم آیت کے حکم آیت کو نسبت بنی قریظہ کے جاری فرماتے کیونکہ عصیان شان
انبیا کے سراسر خلاف ہے پس اگر مطابق فیصلہ سعد بن معاذ رضہ کے امتثال آیت کا ہوا تو مجتہد صاحب

جدا اوتار ہی تو جدا ہے خدا کی نشانیوں میں سے ہی کہ قائم ہیں آسمان و زمین اوسکے حکم سے اوسکا
ہیجان انشا یا ہیں آپ تو اور دعوی اجتہاد کچھ ہم ہم صاحب تجدید سے دریافت کرتے ہیں کہ اونکے
ترشح میں جو لفظ بادشاہ ہی اس سے مراد بادشاہ حقیقی ہی یا اور کوئی بادشاہ اگر صورت اول
ہی تو ثابت ہو مدعا ہمارا ہی اور صورت دوم ظاہر ہی کہ جماعت ملوک مراد ہو نہیں سکتی کیونکہ لفظ
مفرد سے ارادہ جماعت کا صحیح نہیں اگر ایسا ہوتا تو لفظ الملوک وارد ہوتا رہی یہ بات کہ کوئی
ایک بادشاہ غیر معین مراد ہو سو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو الملک معرف باللام واقع ہوتا
باقی رہا یہ امر کہ کوئی بادشاہ معہود معین مراد ہو سو یہ بھی صحیح نہیں کیونکہ سیاق و سباق کلام سے
ذکر کسی بادشاہ کا لفظاً یا معناً پایا نہیں جاتا کہ جسکی طرف لام تعریف سے اشارہ سمجھا جاوے
خود مجتہد بھی نہیں کر سکتے کہ وہ بادشاہ معین کون ہی جسکا ماتحت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے
دیا تھا اور کون سا قرینہ اوسپر دال ہی تو صاحب اپنی غلط فہمی سے یہ بھی معنی بیہودہ بیان کرتے ہیں کہ
تونے اوس بادشاہ کا سا حکم دیا اور چونکہ کسی بادشاہ کا تذکرہ اوپر لفظاً و معناً نہیں ہی کہ جسکی
طرف لام عہد کا اشارہ سمجھا جاوے پس کلمہ الملک سے بجز بادشاہ حقیقی کے اور کچھ مراد ہو ہی نہیں سکتا
اور یہی ہو مدعا ہمارا اگر یہ کہا جاوے کہ الملک میں لام عہد ذہنی ہی کہ جسکو ہم نکرہ کہتے ہیں تو
اوسکا جواب یہ ہی کہ لام عہد ذہنی کے ارادہ کے واسطے کوئی قرینہ چاہیے بغیر قرینہ کے
ارادہ اوسکا صحیح نہیں ہی کما صرح به العلامة التفتازانی حیث قال یطلق المعرف بلام الحقیقة
الذی هو موضوع للحقیقة المتحدة فی الذهن علی فرد موجود من الحقیقة باعتبار کونه
معهودا فی الذهن وجزئیا من جزئیات تلک الحقیقة مطابقا ایاها وذلک عند قیام
قرینة علی ان لیس القصد الی نفس الحقیقة من حیث هی هی بل من حیث الوجود ومن حیث
وجودها فی ضمن جمیع الافراد بل بعضها انتهی علاوہ بران اس تقدیر پر یہ معنی ہونگے
معنی یہ ہونگے کہ حکم دیا تونے کسی ایک بادشاہ کا سا اور یہ بات مجہول و مہمل ہی بعض لغو ہیں
کہ وہ ایک بادشاہ صاحب کا حکم معلوم نہیں تو حکم مشبہ بہ کی کیفیت معلوم ہی کہ حکم عدل ہی یا حکم ظلم ہی تو

آیات کو جو اس باب میں وارد ہوئی ہیں لکھتے ہیں اور اون سے یہ ثابت ہے کہ یہ معاملہ مطابق
حکم خدا کے ہوا اور خدا اس باب میں اپنا انعام مومنین پہ بیان کرکے اونکی کوشش اور
خلوص نیت پر اونکی مدح کرتا ہے مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُم
مَّن قَضَىٰ نَحْبَهُ وَمِنْهُم مَّن يَنتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيلًا لِّيَجْزِيَ اللَّهُ الصَّادِقِينَ بِصِدْقِهِمْ
وَيُعَذِّبَ الْمُنَافِقِينَ إِن شَاءَ أَوْ يَتُوبَ عَلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ غَفُورًا رَّحِيمًا وَرَدَّ اللَّهُ
الَّذِينَ كَفَرُوا بِغَيْظِهِمْ لَمْ يَنَالُوا خَيْرًا وَكَفَى اللَّهُ الْمُؤْمِنِينَ الْقِتَالَ وَكَانَ اللَّهُ قَوِيًّا
عَزِيزًا وَأَنزَلَ الَّذِينَ ظَاهَرُوهُم مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ مِن صَيَاصِيهِمْ وَقَذَفَ
فِي قُلُوبِهِمُ الرُّعْبَ فَرِيقًا تَقْتُلُونَ وَتَأْسِرُونَ فَرِيقًا وَأَوْرَثَكُمْ أَرْضَهُمْ
وَدِيَارَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ وَأَرْضًا لَّمْ تَطَئُوهَا وَكَانَ اللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا ان آیات
کو ذرا بھی غور کرکے پڑھیے اور دیکھیے کہ اول تو خدای تعالی نے مومنین کے اوپر اونکے
صدق کے اور اوپر اس بات کے کہ انھون نے جیسا خدا سے عہد کیا تھا اوسمین کچھ فرق نہ
کیا صفت وثنا کی اور جزاء خیر کا اونکو مستحق ٹھہرایا اور پھر اپنے انعام اور اپنی طرف سے
جزاء خیر جو اونکو دی اوسکو بیان فرمایا کہ تمھاری طرف سے قتال احزاب مین خود کافی
ہوگیا اور جنھون نے احزاب کی مدد کی تھی یعنی بنی قریظہ اونکے دل مین تمھارا رعب ڈال
دیا کہ ایک فریق کو تو اونمین سے تمنے قتل کیا اور ایک فریق کو گرفتار کرلیا اور اونکی زمین اور
گھرون اور مال کا تمکو وارث کردیا اور سوا اسکے اور زمین کی عطا کا وعدہ فرمایا غور فرمائیے
کہ اگر قتل و استرقاق بنی قریظہ کا ظلما واقع ہوتا اور بحکم خدا سے تعالی کے نہوتا تو اس معاملہ کو
احسان کس طرح پر بیان فرماتا بلکہ برعکس اوسکے عتاب نازل ہوتا قال مگر بعض تکابر یہ بحث
کرینگے کہ اس حدیث کے اخیر مین جو لفظ بحکم الملک ہے اوسمین یہ بھی روایت ہے کہ وہ لفظ
بحکم الملک لام کے زیر سے یعنی فرشتے کے اور ایک روایت مین صاف بحکم اللہ ہے اور اس سے
معلوم ہوتا ہے کہ اونکے قتل کا اور اونکے بچون کو قیدی یا لونڈی وغلام بنا لینے کا خدا کا

حلول اور یہ لفظ بلا واسطہ اور بواسطہ باء و بجائزہ و علی بارہ کے بھی متعدی ہوتا ہے قال صاحب
القاموس النزول الحلول نزلهم ونزل علیهم ونزل بهم نزولا ومنزلا انتهیٰ پس معنی
لفظ کہ جو بواسطہ علی نزل کے بعد واقع ہو وہ ہے جسکی طرف نزل متعدی ہوا ہے پس معنی لما نزلت
بنو قریظہ کے یہ نہیں ہیں جو آپ سمجھے ہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ بنو قریظہ سعد کے حکم پر
آئے یعنی اونکو تسلیم کیا اور اوسکو اپنا حاکم اپنے معاملے میں بنایا انا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح
المنذرین یعنی جب ہم داخل ہوتے کسی قوم کے میدان میں تو کیا بری ہے صبح ڈرائے گئوں کی
آپنے انزلنا و ارضی کے لغت و محاورہ عرب سے ایک مفعول نزلت کا اور پیدا کیا یعنی لما نزلت
بنو قریظة انفسهم علی حکم سعد تو آپنے نزلت کو متعدی الی المفعول ٹھہرایا اسقدر بلا واسطہ و بلا ذکر بواسطہ
علی پھر جب ایسا کیا تو لازم آیا کہ نزلت بمعنی انزلت یا نزّلت لیا جاوے یعنی فعلت فعلا کو
معنی افعلت افعالا یا فعّلت تفعیلا کے ٹھہرایا جاوے ورنہ تقدیر صحیح نہوگا + وما ہذا الا جہل مبین
غرضکہ جب مجتہد عصر ترجمہ کسی آیت یا حدیث کا فرماتے ہیں اوسمیں بغیر تحریف کے باز نہیں رہتے
تحقیقات مذکورہ سے بخوبی ظاہر ہوگیا کہ سعد بن معاذ رضہ نے بموجب آیت قرآنی کے حکم قتل و
استرقاق بنی قریظہ کا دیا تھا اور اوسی کو پیغمبر خدا صلعم نے جاری فرمایا اور اوسی طرح پر امتثال
حکم آیت کا حضرت و جناب رسول اللہ صلعم سے ہوا اور کسی طرح جبر اور جسقدر مجتہد عصر نے حدیث کے
معنی میں تحریف کی ہے کسی طرح بھی قابل التفات کے نہیں قال اس تمام واقعہ سے جو اس حدیث
میں مذکور ہے بخوبی ظاہر ہے کہ بنی قریظہ کے قتل کا کوئی حکم منصوص نہ تھا اقول جناب
مجتہد صاحب بفعل رسول اللہ صلعم سے حکم آیت کا مفسر ہوگیا تو وہ تو منصوص سے بھی ایک درجہ
بڑھ گیا منصوص کیا وہ تو مفسر ہوگیا یعنی اوسمیں تاویل کی بھی گنجایش نہ رہی اگر آپکے نزدیک سوا
اس حکم کے جسکا امتثال پیغمبر خدا نے کیا اور آیت کا اور کوئی حکم منصوص تھا تو اوسکو بیان کیجیے
اور چونکہ آیت مصدر بصیغہ ایجاب ہے کہ حضرت صلعم پر امتثال اوسکا ہر کیف واجب ہے تو یہ بھی ثابت
کہ آپکے اوس منصوص فہمی کی سطح التحصیل ہوئی ورنہ یہ سبب یا وہ ہو آپکی محض شاعبہ ہے آپ ہم وہ جر

ہی تھا اقول بنابر مجتہد صاحب یہ مکابرہ نہیں ہے تو اصل بات ہی تم نے مراد یہ ثابت کردیا ہی کہ
آیۂ الا کہ ایک یا امام ہو تو بھی اوس سے مراد احکم الحاکمین ہی اور تم نے یہ بھی ثابت کردیا ہی کہ حکم
الملک، حکم اللہ، حکم پادشاہ حکم الملک ایک ہی ہیں کیونکہ فرماتے ہوے جناب رسالت مآب صلعم
کے ہیں کہ ایک بار بحکم اللہ فعل فرمایا دوسری بار بحکم الملک فرمایا تیسری بار ما حکم الملک فرمایا
اور یہ بھی ثابت کردیا ہی کہ مراد الملک سے یہاں کوئی بادشاہ غیر معبود بادشاہان دنیا سے
نہیں ہو سکتا اور جو آپ نے بحکم الملک کے معنی گھڑے ہیں کہ حکم بادشاہ کا سا یہ صاف تحریف
آیت کی کسی طرح پر نہیں ہو سکتے لیکن آپ بانی انصاف کیجیے کس قدر یہ بڑی جھوٹی بات
کی جو آپ کرتے ہیں مکابرہ اور مشاغبہ آپکا ہی یا ہمارا قال اگر یہ تسلیم بھی کیا جاوے کہ
ہر گاہ خود وہ آیت موجود ہی اور اوسمیں قتل کا کوئی حکم موجود نہیں ہی تو خلاف روایت
پر استدلال نہیں ہوسکتا اقول وہ آیت موجود ہی اور وہ تفاسیر جنسے آپنے استدلال
کیا ہی وہ بھی موجود ہیں اوس آیت اور اون تفسیروں سے بجز حکم قتل و استرقاق اور کوئی
چیز ثابت ہی نہیں البتہ آپنے جو ترجمہ غلط بالکل بنا رکھا ہے کہ جسمیں الی جارہ خلاف لغت کے
کیا ہی اوسمیں ذکر قتل کا نہیں مگر چونکہ ترجمہ آپکا صاف تحریف قرآن ہی اسلیے اوسکا کچھ
اعتبار نہیں اور اوسکی بنا پر جو آپنے یہاں لکھا ہی کہ قتل کا اوسمیں کوئی حکم نہیں یہ بنا فاسد
علی الفاسد ہی اور آپکی اس تقریر سے یہ بھی ثابت ہوا کہ آپکو فن مناظرہ میں بھی بلکہ اور
فنون سے کچھ دخل نہیں کیونکہ آپنے یہ دعوی کیا کہ آیت میں قتل و استرقاق کا حکم نہیں ہی
اوس دعوی کے رد کے واسطے آیت کا ایسا صحیح ترجمہ آپنے دیکھا کہ جس سے یہ ظاہر ہی کہ ایسے
معاملے میں سوا قتل و استرقاق کے اور کچھ اجازت نہیں اور اوس صحیح ترجمہ کی تائید کے
واسطے ایک ایسا فعل و قول رسول اللہ صلعم کا بھی پیش ہوا کہ جو مفسر اوس آیت کا ہی اور اوس میں
بجز قتل و استرقاق کے اور کچھ نہیں ہی پھر آپ جو یہ فرماتے ہیں اوسمیں قتل کا کوئی حکم نہیں تو
یہ توجیہ آپکی مصادرہ علی المطلوب ہی کہ اصلا توجہ کے قابل نہیں اور باطل ہی علی الخصوص یہ

کہ ہرگز قابل التفات کے نہیں اگر وہ یہی لکھتے ہیں کہ میرا دعوی کی غلطی ہے تو بیشک ثابت کریں اور یہ
بھی بیان کریں کہ کس راوی کی غلطی ہے اور بغیر بیان اور اثبات کے ہم اونکے قول کو
محض لغو اور مردود سمجھا کرتے ہیں علاوہ ان سب امور کی روایت الامالی کے سے لا یعنی
مجتہد کے قول کی ذرا بھی تائید نہیں ہو سکتی بلکہ اوس سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ ثابت ہو یا نہیں
اوسکا ادبار گذر گیا قال سیرۃ ہشامی میں لکھا ہے اقول جناب ایک ذرہ سی
حماقت سمجھیے کہ میں آپکی تقریر کا صفحہ ۱۸۱ و ۱۸۳ پر ملاحظہ کروں اور اوسمین دیکھوں کہ سیرت
ہشامی جس سے آپ نے استدلال کیا ہے بین مجیب معتبر ہے اسکے بیان کو آپکی ایسی ہی کہ بیشک آپ نے
ہمیشہ دودھ کی مکھی کی طرح نکال کر پھینک دیجیاوے اور پھر آپ اوس قول کو بھلا بیٹھے ہوں جو
آپ نے اوائل رسالہ ہذا میں لکھا ہے کہ ہم بجز خدا اور رسول کے کسی قول کسی کا لا مقتدا و پیشوا کے
اتباع سے گمراہی میں نہ پڑینگے جناب من اون سب تحریرات کو دیکھ لیا اور آپکی لاف و
گزاف اوائل رسالہ کو بھی خوب ملاحظہ کر لیا بعد ملاحظہ ان سب امور کے جناب کو سلام
کرتا ہوں مصرعہ چل ہوا ہو اپنا دیکھا تجھے شعر جامی جد الافندی ازپاک
دامنی تو ہر خرقہ ملا لی ایدہ داغ شراب جلیب ہست پھر کبھی سیرۃ ہشامی سے مسلمانوں کے
مقابلہ میں کچھ استدلال نہ فرمایا کیجیے اور آیندہ ایسی چھوٹی ہوئی بات کبھی زبان پر
نہ لایا کیجیے کیونکہ اسکا نباہ آپسے لگ رہا مشکل ہے مصرعہ جیا کاری کن عاقل کہ باز آید پشیمانی
قال بہر حال یہود بنی قریظہ کسی طرح قتل کیے ہوں ہکو صرف یہ سوال ہے کہ اس سے آیت
من و فدا کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے یا نہیں اقول یہ امر تو مسلم ہے کہ یہ آیت واسطے تعذیب
بنی قریظہ اور امثال اونکے کے نازل ہوئی ہے اور طریقہ تعذیب بنی قریظہ کا از روئے
قول و فعل جناب رسالت مآب صلعم کے قتل و استرقاق ثابت ہوا پس اگر مستفاد آیت
و فدا کو بسبب زعم مجتہد عصر وجوب من یا فدا کا فرض کیا جاوے اور کلمہ اما کو واسطے
افادہ حصر کے سمجھا جاوے تو لزوم نسخ آیت میں بسبب ثبوت قتل و استرقاق کے کیا کلام ہے

اونمین آیات عیان ہین اور بیان اسکا یہ ہے کہ یہ امر غیر مخفی علیہ ہے کہ فتح مکہ رمضان ۸ سنہ ہجری
مین ہوئی اور حج اکبر جسکا ذکر آیت مین ہے وہ ۹ سنہ ہجری مین ہوا اور حجۃ الوداع ۱۰ سنہ ہجری
مین ہوا ربیع الاول ۱۱ سنہ ہجری مین پیغمبر صلعم نے وفات پائی ۸ سنہ ہجری مین پیغمبر صلعم
بعد فتح مکہ کے چند روز مکے مین قیام فرما کر مدینہ کو واپس گئے تھے ۹ سنہ ہجری مین خود
حج کو تشریف نہ لے گئے تھے ابوبکر صدیق کو امیر حج مقرر کر کے بھیجا تھا اور بعد روانگی ابوبکر
کے پیچھے علی بن ابی طالب کو آیات سورہ براءہ دیکر اعلان و ایذان کے واسطے روانہ فرمایا
بخاری مین روایت ہے ان ابا ھریرۃ قال بعثنی ابو بکر فی تلک الحجۃ فی مؤذنین بعثھم
یوم النحر یؤذنون بمنی ان لا یحج بعد العام مشرک ولا یطوف بالبیت عریان
قال حمید بن عبد الرحمن ثم اردف رسول اللہ صلعم بعلی بن ابی طالب فامرہ ان یؤذن
ببراءۃ اور یہ ایذان نوین ذی الحجہ ۹ سنہ ہجری مین ہوا اس سے ظاہر ہوا کہ نزول آیات کا پیشتر
ذی الحجہ ۹ سنہ ہجری سے ہوا فتح مکہ تک یہ آیات نازل ہی نہین ہوئی تھین علاوہ برآن ان
آیات مین یہ حکم ہے فَاِذَا انْسَلَخَ الْاَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِيْنَ الآیہ حالانکہ بعد فتح مکہ
کے جو شہر حرم تھے اونکے گذر جانے پر یہ حکم نہ تھا اور نہ فتح مکہ سے پیشتر مہلت چار ماہ کی دی
گئی تھی جسکا ذکر آیت فَسِيْحُوْا فِي الْاَرْضِ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ مین ہے اور بڑی دلیل صریح
یہ آیت ہے اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا يَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا
جزین نیست کہ مشرکین نجس ہین پس نزدیک جاوین مسجد حرام کے اس برس کے بعد اس سے صاف ظاہر
ہوا کہ جس برس کے بعد آیندہ کو مشرکین کے واسطے ممانعت دخول مسجد حرام کی ہوئی وہ ہی
سال ہے جسمین یہ آیات نازل ہوئی ہین اور باتفاق ارباب سیر و مفسرین و محدثین اور
فقہا وہ سال نوان ہجری تھا کہ جسمین جناب خلیفۃ رسول اللہ ابوبکر صدیق و امیر المومنین جناب
علی مرتضی رضی اللہ عنہما نے اعلان و منادی کر دی کہ الا لا یحج بعد العام مشرک
کما رواہ البخاری غرضکہ حسب خود آیات بینات ثابت ہوا کہ یہ آیات بعد فتح مکہ کے ۹ سنہ ہجری

الا نفس مؤمنة ولا یجتمع المسلمون والمشرکون بعد عامهم هذا فاتم علی النبی صلعم
سے ... الی آخرہ انتہے دیکھو اس عبارت عالم سے صاف ظاہر ہے کہ آیات سورۂ
براءۃ ۹ سنہ ہجری میں نازل ہوئی ہین کیونکہ اون آیات میں جو یہ حکم ہے کہ اس سال کے بعد کوئی
مشرک مسجد حرام میں نہ آوے اور حج اکبر میں اوسکا اعلان کرایا گیا اور حج اکبر ۹ سنہ ہجری میں ہوا
پس ظاہر ہوا کہ آیات سورۂ براءۃ ۹ سنہ ہجری میں یعنی ایک برس بعد فتح مکہ کے نازل ہوئین
قال اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت قبل فتح مکہ نازل ہوئی تھی اور ہم نے اوپر
ثابت کیا ہے کہ آیت من وفدا بعد فتح مکہ نازل ہوئی ہے پس یہ آیت اوسکی ناسخ نہیں ہو سکتی
اقول یہ جو مجتہد صاحب نے فرمایا کہ اس روایت سے ظاہر ہوا سو یہ روایت مستند مجتہد
پیغمبر صلعم سے نہیں ہے صرف مجاہد اور محمد بن اسحق کا قول ہے جو نہ صحابہ سے تھے نہ خلفا
اونکے قول سے ثبوت زمانہ نزول آیت کا ہو یا نہو اسقدر تو ثابت ہو گیا کہ وہ دعوی
کہ شروع رسالہ میں مجتہد صاحب نے کیا تھا کہ ہم صرف خدا اور خدا کے رسول کی اطاعت
کرینگے اور کسی کے راوی یا فقیہ مجتہد کی تقلید سے غلامی میں نہ پڑینگے محض لاف و گزاف
تھا کہ کچھ بھی عمل اوسپر نہوا اور آخرکار یہی ہوا کہ تقلید ہی کرنی پڑی سے آنچہ دانا کند کند
نادان لیک بعد از قبول رسوائی تو اب ہم کہتے ہین کہ نہ اس عبارت معالم سے
یہ بات ثابت ہے کہ آیات سورۂ براءت قبل از فتح مکہ نازل ہوئی ہین بلکہ یہ بات ثابت ہے
کہ ایک برس بعد فتح مکہ کے یعنی ۹ سنہ ہجری میں نازل ہوئی ہین اور نہ مجتہد سے بشیر
یہ بات ثابت ہو سکی کہ آیت من وفدا بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی ہے یہان تک کہ وہ
یہ دعوی بھی مجتہد کا نہ تھا کہ آیت مذکور بعد فتح مکہ کے نازل ہوئی بلکہ اوسپر تو یہ دعوی تھا
کہ یہ زمانہ فتح مکہ میں نازل ہوئی ہے بعد زمانہ فتح مکہ کا تو نام اسی وقت زبان پر مجتہد صاحب
کے آیا ہے دیکھیے اس بعدیت کو روز وفات جناب رسالت مآب پر محمول فرماوین تاکہ
احتمال نسخ ہی باقی نرہے کیونکہ جب مدار صرف مجرد قول مجتہد ہی پر ہے اور دلیل کچھ درکار نہو

اشعار لاهُمّ اني ناشد محمدا حلف ابينا وابيه الاتلدا : كنت لنا ابا وكنا ولدا
ثمت اسلمنا ولم ننزع يدا . فانصر هداك الله نصرا اعتدا : وادعو عباد الله يأتوا
مددا : فيهم رسول الله قد تجردا : في فيلق كالبحر يجري مزبدا : ابيض مثل
الشمس ينمو صعدا : ان سيم خسفا وجهه تربدا : ان قريشا اخلفوك الموعدا
ونقضوا ميثاقك المؤكدا : هم بيتونا بالوتير هجدا وقتلونا ركعا وسجدا :
فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا نُصرتُ ان لم انصركم فتجهز الى مكة ففتح مكة
سنة ثمان من الهجرة ولما كان سنة تسع اراد رسول الله صلعم ان يحج ثم قال
انه يحضر المشركون فيطوفون عراة فبعث ابا بكر رضي الله عنه تلك السنة
اميرا على الموسم ليقيم للناس الحج وبعث معه باربعين اية من صدر براءة
ليقرأها على اهل الموسم ثم بعث بعده عليا رضي الله عنه على ناقته العضباء ليقرأ
على الناس صدر براءة وامره ان يؤذن بمكة ومنى وعرفة ان قد برئت ذمة الله و
ذمة رسوله صلى الله عليه وسلم من كل مشرك ولا يطوف بالبيت عريان فرجع
ابو بكر فقال يا رسول الله بابي انت وامي أُنزل في شاني شيء قال لا ولكن لا ينبغي ان يبلغ
هذا الا رجل من اهلي اما ترضى يا ابا بكر انك كنت معي في الغار وانك صاحبي
على الحوض قال بلى يا رسول الله فسار ابو بكر رضي الله عنه اميرا على الحج وعلي ليؤذن
ببراءة فلما كان قبل التروية بيوم خطب ابو بكر الناس وحدثهم عن مناسكهم
واقام للناس الحج والعرب في تلك السنة على منازلهم التي كانوا عليها في الجاهلية
من الحج حتى اذا كان يوم النحر قام علي بن ابي طالب رضي الله عنه فاذن في الناس
بالذي امر به وقرأ عليهم سورة براءة وقال زيد بن يثيع سألنا عليا باي شيء بعثت
في الحجة فقال بعثت باربع لا يطوف بالبيت عريان ومن كان بينه وبين رسول
الله صلعم عهد فهو الى مدته ومن لم يكن له مدة فاجله اربعة اشهر ولا يدخل الجنة

تو یہ دونوں قصے ملکر اور یہ دونوں روایتیں ہمیشہ صحیح ہوں کہ جب یہ دونوں یکسان ہیں نہ ثبوت اسکا ہے اور نہ اسکا انکار
دیکھو فائدہ کو جانا ہے نہ ادل یا اور ہم پیشتر دلائل علماء حنفیہ کے اس امر کے اثبات پر بیان کر چکے
ہیں کہ آیہ ہر روز خدا قال اور قبلہ بدر کے نازل ہوئی تھی مجتہد صاحب اپنے دلائل اور علماء
حنفیہ کے دلائل کو مقابلہ کر کے دیکھیں اور آپ ہی خدا کو حاضر ناظر جانکر فرماویں کہ علماء
حنفیہ کے دلائل قوی ہیں یا توجہات مجتہد عصر کے **قال** بعض مکابر یہ بات کہتے ہیں کہ سورۂ
براءۃ کے بعد کوئی سورۃ نازل نہیں ہوئی اور اسلیے سورۂ محمد صاحب کا جسمیں آیت موقوفہ
ہے سورۂ براءۃ کے بعد نازل ہونا صحیح نہیں ہو مگر یہ کہنا بالکل غلط ہے ایک حدیث میں آیا ہے کہ
سورۂ براءۃ اور دوسری سورتوں کی اخیر سورۃ ہے جو پوری ایک دفعہ اتری ہے مگر اسکو بھی علماء
تسلیم نہیں کیا اور راستہ میں شبہ کیا ہے چنانچہ ہم اپنے اس قول کی تصدیق کے لیے ایک
حدیث کو مع عبارت ارشاد الساری کے اس مقام پر نقل کرتے ہیں بخاری میں لکھا ہے کہ عن البراء
قال آخر سورۃ نزلت کاملۃ سورۃ براءۃ وآخر سورۃ نزلت خاتمۃ سورۃ النساء یستفتونک
قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ قال القسطلانی استشکل ہذا مع حدیث ابن عباس انہا نزلت
شیئا فشیئا فالمراد بعضها او معظمها والا ففیہا آیات کثیرۃ نزلت قبل
سنۃ وفاۃ النبی صلی اللہ علیہ **اقول** بخاری میں یہ حدیث دو جگہہ کتاب التفسیر میں نقل کی
ہے ایک آخر سورۃ نساء میں بروایت سلیمان بن حرب وہان یہ الفاظ ہیں حدثنا سلیمان
بن حرب قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحق سمعت البراء یقول آخر سورۃ نزلت براءۃ وآخر
آیۃ نزلت یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ دوسری جگہہ تفسیر
براءۃ میں وہان یہ الفاظ ہیں حدثنا ابو الولید قال حدثنا شعبۃ عن ابی اسحق سمعت
البراء یقول آخر آیۃ نزلت یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ وآخر سورۃ
نزلت براءۃ **اقول** ان دونوں جگہہ کاملۃ کا لفظ نہیں ہے اور اس روایت میں کچھ اشکال
نہیں ہے ہاں تیسری جگہ جو روایت کی ہے اسمیں لفظ کاملۃ کا واقع ہوا اور اسکے معنی نہیں

حتّیٰ یعطوا الجزیۃ عن یدٍ وھم صاغرون اور قتال آپکی دلیل سے لازم آیا کہ یہ بھی صحیح نہو
بلکہ اسمین بھی کوئی خاص لوگ مراد ہون کہ جبتک ہنوز سبکو علم حاصل نہوا کیونکہ وہ دلیل تو
اسمین بھی جاری ہو سکتی ہے مگر یہان تو لام بھی نہین کہ سبکو عہد پر محمول کیا جاوے گا
معہد ایک فریق جنہون نے حدیبیہ مین عہد کیا تھا یہ تابعین ہوچکے اور اس آیت سے نقض عہد کا جواب حاصل
ہو اور پھر لحاظ کیجیے دلیل و وجہ کا مساوی جواب ہے کہ ہم کہتے ہین ہر ایک مشرکین کے جیسے باحکم
الّا الّذین تابوا ۔ کے مستثنی ہین اور سب نہ ہا مانع استغراق نہین ساتھ ہی قولہ تعالیٰ العقود
کالھا الانسان لفی خسر الا الذین ۔۔۔ ملاحظہ کیجیے ۔ اور کوئی زبان کا جاننے والا یہ نہین کہہ سکتا کہ لام
جو داخل ہے قوم پر لام استغراق نہین وما مثلہ فی الناس الا ۔۔۔ دیکھو لام جو ناس پر
داخل ہے غیر از استغراق اور کسی معنی پر محمول نہین ہوسکتا **قال** پس ضرور ہے کہ الف لام
عہدی ہے **اقول** اوس معہود کو معین فرمائیے اور دلیل اوسکے معہود ہونے کی لائیے
جو عبارات تفاسیر بیضاوی و مدارک اور احمدی اور کشاف اور معالم کو سند لائے ہین
اون سے ظاہر ہو کہ معہود وہ مشرکین ہین جو عہد توڑتے اور مقابلہ کرتے تھے تاکہ وہ ہی مشرکین
معہود ہین اسی بات پر قائم رہیو اس عہد کو توڑا اوسی عہد کو آپ ہم منظور کرکے آپکے قول
آئندہ مین بحث کرینگے **قال** پس اس آیت سے نص ہے آیت من وفا لکی نسخ قرار دینے کو
ضرور ہے کہ کسی نص صریح قرآنی سے یہ بات ثابت کیجاوے کہ المشرکین مین سارے مشرکین
ہی داخل ہین اور یہ بات ثابت نہین تو دعوی نسخ باطل ہے **اقول** ہمکو اس تقریر سے مجتہد
عصر کے نہایت تعجب ہوتا ہے ہم سمجھتے ہین کہ دیدہ و دانستہ اونھون نے یہ مشاغبہ کیا ہے ہمنے
قول مجتہد عصر کا تسلیم کیا کہ لام المشرکین مین عہدی کا سہی لیکن اگر معہودین ہین ہی کے
اسماء سے ہو وین تو وہ حکم کہ نسبت معہودین کے ہے بہ نسبت اونکے اسماء کے بے مطلب
نص نہوگا اور وہ اسماء کو اس حکم سے کیونکر خارج ہو جاوینگے یا کوئی اور قاعدہ مجتہد صاحب
نے گھڑا یا اور قسم لام کی بنائی کہ جسکی بنا پر وہ عہد بہ عہد کا فائدہ دے ہمنے فرض کیا

مخلص سے ہے اور یہی تمام دعا ہمارا کہ بخوبی ثابت ہوگیا فقال اب ہم اس شخص سے بھی قطع نظر کرتے
ہیں اور اس بات پر غور کرتے ہیں کہ آیتہ سورہ براءۃ سے آیت من وفدا منسوخ بھی ہو سکتی ہے
یا نہیں اور کہتے ہیں کہ منسوخ نہیں ہو سکتی آیت سورہ براءۃ میں دو جگہ ہیں جن سے آیت
من وفدا کی منسوخ ہونے پر استدلال ہو سکتا ہے اول فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ اور دوسرا حَيْثُ
ثَقِفْتُمُوهُمْ مگر دونوں سے استدلال محض غلط ہے اول جملہ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ میں المشرکین
کا لفظ ہے اسکا الف لام استغراق کا تو ہو نہیں سکتا کیونکہ اگر استغراق کا ہو تو معنی یہ ہونگے
کہ تمام مشرکین کو مار ڈالو اول تو یہ ایسا حکم ہوگا جو طاقت انسانی بلکہ عادت الٰہی سے بھی
خارج ہے دوسرے تمام احکام جزیہ لینے کے اور صلح کرنے کے بالکل باطل ہو جاوینگے اول
ہم تصریح اس لام کی کہ آیا عہد کا ہے یا استغراق کا ہے بعد کو کرینگے اب تو ہم مجتہد عصر کے
دلائل پر جو اونھون نے بہ امتناع ارادہ استغراق لام کے قائم کیے ہیں توجہ کرتے ہیں
دلیل اونکی صرف یہی ہے کہ یہ ضرور نہیں ہے کہ امتثال اسکا ایک ہی زمانہ میں یا کسی قدر زمانہ
معدود میں ہو بلکہ حکم الجہاد ماض الی یوم القیامہ کے اس حکم کی تعمیل ہوتی رہنی چاہیے
اور جہاں اونپر قابو چلے وہاں مارنا چاہیے مامورین کو اپنی طرف سے کوشش بلیغ
اسمین کرنی چاہیے اگر او نکے حد اختیار سے کسی کا قتل خارج ہو وے تو امر کی امتثال
میں کچھ قصور نہیں آپ غور فرمایئے کہ اوسکو تو آپ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ جو مشرکین مقابلہ
پر آویں تو اونکے حق میں حکم اقتلوا المشرکین کا نافذ ہے اور اہل اسلام مامور ہیں کہ اون سب کو قتل
کریں لیکن اگر کوئی اونمیں سے بھاگ جاوے اور ہاتھ نہ آوے یا لڑائی بگڑ جاوے
تو امر کی صحت میں کچھ کلام نہیں ہو سکتا کیونکہ امر تو اون سب کے قتل کا تھا مگر چونکہ حد اختیار
سے بسبب بعض موانع کے امتثال اوسکا خارج رہا تو اس سے امر میں کچھ نقصان نہیں آتا نظیر اسکی
اسی سورۃ میں دیکھ لیجیے قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَ
لَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ

ان کا قول ہے ... ان آیتون مین جو ... کہ اس کا حکم ہو وہ عین لڑائی کی حالت مین ہے
اور ... جو ... لڑائی کرین ان لوگون سے علاقہ رکھتی ہین جو
... ہو گئے ہین اور ... کیا ... احکام ... ایک دوسرے کی
ناسخ ہین ... اقول جناب ... اگر کوئی کلمہ ایسا نہین کہ جس
یہ بات معلوم ہوتی ہو کہ قتل ... حالت لڑائی ہے تو آپ کی تعریف صحیح ہے ہم
اس تعریف کو ہرگز نہین مانتے اور اس قول کی تکذیب ... ظاہر ہے بخاری مین
انس بن مالک سے روایت ہے ان النبی صلعم دخل مکہ یوم الفتح وعلی راسہ المغفر
فلما نزعه جاء رجل فقال ابن خطل متعلق باستار الکعبه فقال اقتلوه یعنی داخل ہوئے
پیغمبر صلعم روز فتح مکہ مین اور اونکے سر پر خود تھا جب اوتارا خود کو تو آیا ایک آدمی پس کہا
اوسنے کہ ابن خطل لپٹا ہوا ہے کعبہ کے پردون سے فرمایا پیغمبر صلعم نے کہ قتل کرو اسکو اور سوائے
اسکے اور کئی شخص بھی بعد فتح ... کے قتل کرائے گئے ہین اور ایک شخص ہوازن مین سے
وہان ... گرفتار ہو کر بحکم پیغمبر صلعم قتل کیا گیا ہے جیسا کہ چند اوپر ... احادیث صحیحہ سے
ثابت کر چکے ہین بخاری مین ابوہریرہ سے روایت ہے قال بعثنا رسول اللہ صلعم
فی بعث فقال لنا ان لقیتم فلانا وفلانا لرجلین من قریش سماهما فحرقوهما بالنار
ثم اتیناه نودعه حین اردنا الخروج فقال انی کنت امرتکم ان تحرقوا فلانا وفلانا
بالنار وان النار لا یعذب بها الا اللہ وان اخذتموهما فاقتلوهما بھیجا ہمکو پیغمبر صلعم نے ایک
لڑائی مین اور فرمایا ہمسے کہ اگر پاؤ تم فلان فلان کو دو آدمیون کا نام لیا جو قریش مین سے
تھے تو اونکو پھونک دیجیو آگ سے پھر جب ہم پیغمبر صلعم سے رخصت ہونے کو آئے جب چلنے کا ارادہ
کیا تو فرمایا کہ مینے تمکو حکم دیا تھا کہ فلان فلان کو آگ مین جلا دیجیو اور تحقیق آگ سے کوئی
تعذیب نہین کر سکتا مگر اللہ پس اگر تم اونکو پکڑ لو تو قتل کر دیجیو اونکو دیکھیے یہان ان خبر دون
اجنبی اسیرون کی نسبت جناب ... نے حکم دیا کہ انکو مار ڈالو علاوہ براین ... حدیث ... اسیر

امام مجتہدان کی طرف سے رد مطاعن وطاعنان کر رہے ہین کہ انکی اجتہاد صائب اور علم وفضل سے کہ
مذہب مفسران ومجتہدان قائل ہین یہ ہی ہے کہ صرف اتباع کلمات طیبات قرآن مجید ضرور ہو چنانچہ
ہم سبطون کلمات کی تفسیر مطابق لغت وعلم بیان کے کر دی بعد ازان ہمکو توجہ کسی مفسر کے
قول پر ضرور نہین قال صاحب [illegible] پہر ایک نے جو معنی ثقفتموہم کے گہڑے ہین اول تو وہ لائق تسلیم
کے نہین ہین کیونکہ ثقف کے معنی پکڑ اور غلبہ کرکہ پانیکے جو اوسنے بیان کیے ہین جنسے قیدی
ہین نکلتا ہی اسکی کوئی سند نہین ہی اقول آپکی ناواقفی ہی کہ یہ تمام بات پر طعنہ دیتے ہین ہمنے اوسپر
سند اوسکی لکھی ہی اور بڑے بڑے علماے لغت کے اقوال اسکے معنی مین نقل کیے ہین اونکو
دیکھ لیجیے تاکہ آپکو معلوم ہو جاوے کہ قول صاحب [illegible] کا تمام صحیح ہی اور طعن آپکا مبنی اوپر
بیعلمی کے ہی مگر آپ پر واجب ہی کہ آپ کوئی ایسی سند پیش کرین کہ جہان لفظ ثقف مقام
غیر غلبہ مین مستعمل ہوا ہی قال مسند اوہ صاف صاف قیدیون پر دلالت بھی نہین کرتے
کیونکہ مقاتلین کے نسبت یہی صادق آسکتے ہین اقول کیا خوب یہ نئی طرز استدلال کی آپنے
گہڑے جناب ہم کہتے ہین کہ جو لوگ [illegible] والونکو قتل کرو ہم بھی یہی کہتے ہین کہ اگر اطاعت اور جزیہ قبول کریں [illegible]
پرستی ہو تو اونکو گردن مار ڈالو اونکو جہان کہین پکڑو جب یہ منجملہ [illegible] کے کہ پکڑ لیا تو امتثال حکم آیت قرآن
ہمیشہ [illegible] اونکو قتل کرین [illegible] آپنے کسطرح [illegible] قاعدے سے خارج تصور فرما لیے ہین مقاتلین پر صادق
آنا دوسری بات ہی اور [illegible] کا خارج ہو جانا اور بات ہی آپ پر اثبات اسکا لازم ہی کہ [illegible] اس حکم سے خارج ہین [illegible] مقاتلین
نسبت بھی صادق آسکتے ہی علاوہ برآن [illegible] مقاتلین بھی تو منجملہ متاثلین ہی کے ہین
پس صدق آیت کا مقاتلین پر [illegible] صدق اوسکا ہی اسیر [illegible] ظاہرا جو فرق کہ مقاتل اور قاتل
مین ہی جناب سامی کو ابھی تک [illegible] اطلاع نہین اسی سبب شاید آپ مقاتل کو بمعنی قاتل کے
سمجھ بیٹھے ہین اور اوسی بنا پر آپکی یہ توجیہ ہی ذرا سی کتب لغت کو ملاحظہ کیجیے اور [illegible]
ابواب کو کتاب سیبویہ مین نہین دیکھ سکتے تو فصول اکبری مین ہی دیکھیے قال [illegible]
سب باتون کے اگر بالکل تفسیر مخالفین تسلیم کر لیجاوے تو جو حکم اس آیت مین ہو وہ [illegible]

تو ہمارے یہ مصداق الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ کی جو آیۂ متلوہ مین ہے ہو گئی اُس آیت کا نسخ اس آیت پاک سے ہم نے نکالی
ہے کہ پھر خدای تعالی فرماتا ہے کہ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ اسکے معنی بہت ڈھونڈھا ہین یعنی اول لوگوں کو
جو تمسے لڑنے کو آمادہ ہووین قتل کرو جہان کہین پکڑ پاؤ یہ ہے معنی ثقفتموہم کے بیان
کر چکے ہین اب ہم مجتہد عصر کی تقریر پر بحث کرتے ہین **قولہ** اسلیے کہ اس آیت مین جو حکم ہے وہ خاص
اہل مکہ کے لیے ہے الخ **اقول** غلط یا سہو ہے کہ یہ حکم سیدھا اہل مکہ کی ثابت نہین ہے ہم نے فرض کیا کہ
اہل مکہ کے معاملے مین نازل ہوئی ہو مگر کسی خاص شخص یا خاص قوم کے معاملے مین اوترنے سے
حکم عام مخصوص اوس شخص یا اوس صنف کے ساتھ نہین ہو جاتا العبرة لعموم الالفاظ لا لخصوص
الاسباب اور ہم نے یہ بھی بطور فرض محال فرض کر لیا کہ یہ آیت مخصوص مشرکین مکہ کے واسطے
ہے لیکن مجتہد صاحب فرماتے ہین کہ کیا آیت من و فدا اونکے نزدیک متعلق مشرکین مکہ سے نہین
اگر نہین تو دلیل اونکی مستثنے ہونیکے حکم اس آیت سے کیا ہے اور اگر ہے تو کچھ کلام اسمین
نہین کہ اس آیت سے منسوخ ہو گئی کیونکہ جب دونون کا تعلق مشرکین مکہ ہی سے ہے
اور ایک مین حکم قتل وجوباً ہے دوسری مین اجازت من و فدا کی ہے تو بلا شک وشبہ ایک کا
منسوخ ہونا لازم ہے **قولہ** پس قیدی جو بعد قید کے لڑنے پر قادر نہین رہتے اس حکم مین
داخل نہین ہو سکتے **اقول** جناب بعد اسیری کے قدرت و عدم قدرت کا آیت مین کچھ
تذکرہ نہین ہے جب وہ مومنین سے لڑنے پر آمادہ ہوئے تو اونپر (يُقَاتِلُونَكُمْ) صادق
آگیا اور جب اسیر ہو گئے تو مصداق ثقفتموہم ہو گئی پس مصداق یقاتلونکم کے قبل اسیری کے
اور یہ تو جب قتل کیے بعد اسیری کے ہو گئے اور وَاقْتُلُوا معطوف ہے قَاتِلُوا پر اسکے صاف و صریح یہ معنی
کہ دونون امر ہو چکے ہین اگر وَاقْتُلُوا سے بھی مراد زمانہ کا زمانہ ہی ہوتا تو یہ جملہ بیفایدہ ہو جاتا
کیونکہ جملہ قَاتِلُوا الَّذِينَ الآیہ اس معنی کے لیے کافی تھا حاجت دوسرے جملے کی کچھ نہ تھی بعد اسکے
جو مجتہد عصر نے کچھ عبارت تفسیرون کی لکھکر اونپر جرح کی ہے ہمکو توجہ اوسکی طرف ضرور نہین کیونکہ ہم
پابندی اقوال مفسرین کچھ گفتگو نہین کرتے بلکہ ایک بڑے مجتہد عالی قدر جلیل الشان شیخ [illegible]

معاملے بنی قریظہ اور بنی المصطلق اور خیبر اور دیگر معاملات جو حضور جناب پیغمبر صلعم فداہ روحی سے ہوئے
واضح ہے اور علمائے شافعیہ کا قول یہ ہے کہ آیت من و فدا مین اختیار دیا گیا ہے من و فدا واجب نہین ہے
تب بھی آیات قتل سے بلحاظ ظاہر موجب امر کہ وجوب ہے منسوخ ہونا اوسکا لازم آتا ہے مگر یہ کہ
امر کو ندب و استحباب اور فضیلت پر محمول کیا جاوے اس حالت مین مدعا مجتہد عصر کا اوسی صورت مین
ثابت ہوگا کہ جب کوئی دلیل من و فدا کی وجوب پر قایم ہووے مجرد تحمل ہرگز کافی نہوگا چونکہ مجتہد
عصر دو دعوی با دلیل پیش کرتے ہین ایک یہ کہ آیت من و فدا ایام فتح مکہ مین نازل ہوئی ہے دوسرے
یہ کہ من و فدا ہی واجب تھا لہذا بعد فرض کرنے دعوی اول کے ہم ایسی دلائل پیش کرتے ہین کہ
جنسے دعوی ثانی مجتہد عصر کا بطلان ظاہر ہے اور سبکو اوسمین محل گفتگو باقی نہین دلیل اول
مسلم مین ابو سعید خدری رض سے روایت ہے قال اصابوا سبایا یوم اوطاس لهن ازواج فتخوفوا
فانزلت هذه الاية والمحصنات من النساء الا ما ملكت ايمانكم یعنی اصحاب پیغمبر صلعم نے
سبایا بروز جنگ اوطاس کے کہ اونکے شوہر تھے پس خوف کیا اونہون نے یعنی اونکی مباشرت سے
خوف کیا چنانچہ دوسری روایت مین ہے کہ فتحرجوا من غشیانہن یعنی حرج مین پڑے اونکی مباشرت
سے پس نازل ہوئی یہ آیت والمحصنات من النساء الا ما ملكت ايمانكم حرام کی گئین تمپر شوہردار
عورتین مگر جنکے مالک ہوئے ہاتھ تمہارے روایت ترمذی یہ ہے عن ابی سعید الخدری رض
اصبنا سبايا يوم اوطاس ولهن ازواج في قومهن فذكروا ذلك لرسول الله صلعم فنزلت
والمحصنات من النساء الا ما ملكت ايمانكم یعنی پایا ہمنے سبایا کو بروز اوطاس اور اونکے
شوہر تھے اونکی قوم مین پس ذکر کیا لوگون نے اسکا پیغمبر صلعم سے پس اوتری یہ آیت والمحصنات
من النساء الا ما ملكت ايمانكم دیکھیے جنگ اوطاس بعد فتح مکہ کے ہے اور اوسوقت
نسبت ملک کے ہونے اور جواز استرقاق سبایا اوطاس کی یہ نص صریح نازل ہوئی —
دلیل دوم بخاری مین جبیر بن حیہ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہین کہ جب کسری نے بعہد امیر المومنین عمر

آدمیون نے اصحاب پیغمبر صلعم سے کہا اونھون نے کہ جب جائینگے ہم پیغمبر صلعم پاس تو خبر دینگے ہم اونکو
اوس کام کی جو کیا ہی علی نے اور تھے مسلمان جب کہ پھر آتے تھے کسی سفر سے اول آتے تھے
پیغمبر صلعم کے پاس پھر سلام کرتے تھے اونکو بعد اوسکے اپنے اپنے مکانات کو جاتے تھے پھر جب
وہ گروہ آیا انکو سلام کیا پیغمبر صلعم کو پھر کھڑا ہوا ایک آدمی اون چارون مین کا اور کہا کہ اے
رسول اللہ صلعم دیکھا تمنے علی بن ابیطالب کو کہ یہہ کام کیا اونھون نے لیتی جنگی اوسکی طرف
پیغمبر صلعم نے پھر دوسرا کھڑا ہوا اور اوسنے بھی کہا جیسا کہ پہلے نے کہا تھا اوس سے بھی اعراض
فرمایا پیغمبر صلعم نے پھر تیسرا کھڑا ہوا اوسنے بھی کہا جیسا کہ پہلے نے کہا تھا اوس سے بھی اعراض
کیا رسول اللہ صلعم نے پھر چوتھا کھڑا ہوا اوسنے بھی کہا جیسا کہ اون تینون نے کہا تھا پس متوجہ
ہوئے پیغمبر صلعم اور غصہ معلوم ہوتا تھا اونکے مونہہ سے فرمایا کہ کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے
کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے کیا ارادہ کرتے ہو تم علی سے تحقیق علی مجھسے ہی اور مین علی سے
اور وہ ولی ہر مومن کا ہی میرے بعد فقط دوسری روایت ترمذی کی براء ابن عازب سے ہی

معالم مین ہی قال بعث النبیّ صلعم جیشین وامّر علی احدھما علی بن ابیطالب و
علی الاخر خالد بن الولید وقال اذا کان القتال فعلیٌّ قال فافتتح علیٌّ حصنا فاخذ منھا جاریۃ
فکتب معی خالد کتابا الی النبی صلعم یشی بہ قال فقدمت علی النبی صلعم فقرأ الکتاب
فتغیّر لونہ ثم قال ما تری فی رجل یحب اللہ ورسولہ ویحبہ اللہ ورسولہ قال قلت اعوذ
باللہ من غضب اللہ ومن غضب رسولہ وانما انا رسول فسکت کہا براء نے کہ بھیجے رسول اللہ نے
دو لشکر اور امیر کیا ایک پر علی بن ابیطالب کو اور دوسرے پر خالد بن ولید کو اور فرمایا کہ جب
واقع ہو قتال تو علی امیر ہی کہا براء نے کہ فتح کیا علی نے ایک قلعہ پس لیا اوسمین سے ایک
چھوکری کو پس لکھا خالد نے خط پیغمبر صلعم کو کہ برائی لکھتے تھے اوسمین اونکی پس پہونچا
مین پیغمبر صلعم کے پاس پھر پڑھا پیغمبر صلعم نے خط کو پس متغیر ہو گیا رنگ اونکا بعد اوسکے فرمایا
کہ کیا دیکھتا ہی تو ایسے آدمی مین کہ جسکو دوست رکھتا ہی اللہ اور رسول اوسکا اور دوست

کہا گیا ہی واسطے بیان لایا گیا ہی تم اونکو کہا معاذ شفقت مین شد او تردد نکرنا تا اسکے مارے جانے
کے لیے حکم کیا گیا پس وہ مارا گیا دیکھو اس سے ثابت ہو گیا کہ اس فعل کیطرف موجب نہین اور اس بات پر
کچھ انکار پیغمبر صلعم کی طرف سے بھی منقول نہین ہی نہین کہا جا سکتا کہ پیغمبر صلعم کو اس واقعہ کی خبر
نہوئی ہو کیونکہ پیغمبر صلعم اپنے سرایا اور بعوث کے حال سے نہایت خبر رکہا کرتے تھے
کوئی بات اونسے چھپی نہین رہتی تھی جناب پیغمبر صلعم ایسے غافل نتھے کہ ایسے واقعہ عظیم سے
بیخبر رہتے اور ایسا جرم عظیم اونکے سرداروں کے ہاتھ سے واقع ہوتا اور اوسپر تنبیہ اور
تہدید نفرماتے دلیل ہفتم غزوہ طائف جو شوال سنہ ۸ ہجری مین بعد فتح مکہ کے ہی
ہوا پیغمبر صلعم نے عیینہ بن ابی اخیہ سے فرمایا انا بیت ان فتح اللہ علیکم الطائف غدا فعلیک با
بنۃ غیلان اگر خدا کل تمکو فتح طایف نصیب کرے تو لے لیجیو غیلان کی بیٹی کو دیکھو یہان سے
یہ بات ثابت ہو گئی کہ بعد فتح مکہ کے بھی آزادوں کے مملوک ہونیکا حکم دیا گیا ہی دلیل ہشتم
ترمذی نے عمران بن حصین رض سے روایت کی ہی قال بعث رسول اللہ صلعم جیشا واستعمل علیہم
علی بن ابی طالب فمضی فی السریۃ فاصاب جاریۃ فانکروا علیہ وتعاقد اربعۃ من اصحاب
رسول اللہ صلعم فقالوا اذا لقینا رسول اللہ صلعم اخبرناہ بما صنع علی وکان المسلمون
اذا رجعوا من سفر بدأوا برسول اللہ صلعم فسلموا علیہ ثم انصرفوا الی رحالہم فلما قدمت
السریۃ سلموا علی النبی صلعم فقام احد الاربعۃ فقال یا رسول اللہ الم تر الی علی بن ابی طالب
صنع کذا وکذا فاعرض عنہ رسول اللہ صلعم ثم قام الثانی فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم
قام الیہ الثالث فقال مثل مقالتہ فاعرض عنہ ثم قام الرابع فقال مثل ما قالوا فاقبل الیہ رسول
اللہ صلعم والغضب یعرف فی وجہہ فقال ما تریدون من علی ما تریدون من علی ما تریدون
من علی ان علیا منی وانا منہ وہو ولی کل مومن من بعدی کہا عمران بن حصین نے کہ بھیجا پیغمبر
خدا صلعم نے ایک لشکر اور حاکم کیا اوسپر علی بن ابی طالب کو پس گئے علی رض اوس لشکر کے ایک گروہ
کے ساتھ پس لے لیا اونہون نے ایک چھوکری کو پس انکار کیا اونپر لوگون نے اور عہد کیا باہم چار

رستے اونکے قطرے ٹپکتے تھے ہو پس کہا مینے خالد رضہ سے کیا تو دیکھتا نہین اس آدمی کو یعنی
علی رضہ کو ہو پھر جب آئے ہم پیغمبر صلعم کے پاس تو ذکر کیا مینے قصہ پیغمبر صلعم سے فرمایا پیغمبر صلعم نے ای
بریدہ کیا بغض رکھتا ہی علی رضہ سے مینے کہا کہ ہان فرمایا پیغمبر صلعم نے نہ بغض رکھ اوس سے الخ
احمد کی روایت مین از طریق عبد الجلیل عن عبد اللہ بن بریدہ عن ابیہ اسقدر اور بھی ہی کہ اگر تو
محبت رکھتا ہی اوس سے تو زیادہ کر محبت کو اور بھی احمد کی روایت مین طریق اجلح الکندی
عن عبد اللہ بن بریدہ سے یہ بھی ہی کہ غیبت نہ کر تو علی کی کہ وہ مجھسے ہی اور مین اوس سے ہون اور
وہ ولی تمھارا ہی میرے بعد ہو پس تحقیق کہ اوسکے لیے خمس مین سے اس سے بھی
زیادہ ہی الخ کہا حافظ ابوذر رضہ نے کہ نہین بغض کیا تھا بریدہ نے علی رضہ سے مگر اس وجہ
سے کہ اوسنے یہ دیکھا تھا کہ علی رضہ نے غنیمت مین سے لے لیا اور گمان کیا کہ اونھون
نے غنیمت مین غلول کیا یعنی خیانت کی پھر جب آگاہ کردیا پیغمبر صلعم نے بریدہ کو کہ اونھون
نے اپنے حق سے کم لیا تو دوست رکھا اونکو اور بیچ طریق عبد الجلیل کے ہی کہ کہا بریدہ نے
کہ بعد اسکے نتھا کوئی آدمیون مین دوست تر میرے نزدیک علی رضی اللہ عنہ سے —
روایات مذکورہ سے ظاہر ہی کہ یہ معاملہ کچھ روزون پیشتر کا حجۃ الوداع سے یعنی سنہ ۱۰
ہجری کا بعد از فتح مکہ کے ہی اور اطلاع پانا پیغمبر صلعم کا فعل علی رضہ پر اور جائز رکھنا اوس فعل کا
بخوبی ثابت ہی اگرچہ دلائل اور بھی ہین کہ اکثر ذکر اونکا اوپر آگیا ہی اونکے اعادہ کی کچھ ضرورت
نہین ہی **قال** اور وہ یہ ہی کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم نے کسی قیدی
کو قتل کیا نہ کسیکو لونڈی و غلام بنایا بلکہ سب کو بلا استثنائی احدے احسان رکھکر یا فدیہ لیکر
چھوڑ دیا **اقول** سراسر جھوٹی بات ہی علاوہ بران اول تو نزول آیت من و فدا کا زمانہ
جو مجتہد عصر زمانہ فتح مکہ ٹھہراتے ہین کچھ ثبوت اوسکا نہین بلکہ نزول اوسکا قبل از جنگ
بدر ثابت ہی ثانیاً اگر ایسا ہی فرض کیا جاوے تب بھی دلائل مذکورہ سے تکذیب
مجتہد عصر کی ثابت ہی **قال** اور اس سے ثابت ہوا کہ آیت من و فدا منسوخ نہین ہوئی

رکھتا ہی وہ اللہ اور اللہ کے رسول کو کہا بریدہ نے کہا مینے پناہ مانگتا ہون خدا کی خدا کے غضب
اور خدا کے رسول کے غضب سے اور بس فقط اسیقدر صرف قاصد ہون بس رک گیا غصہ پیغمبر صلعم کا انہی مطالب
مین روایت بخاری کی ہی بریدہ رض سے کہ ہم اوسکو مع شرح قسطلانی کے لکھتے ہین اور حدیث
پر نشان صحیح اور شرح پر ایک خط کا نشان لگا وینگے اور یہ حدیث بخاری مین باب بعث علی
بن ابیطالب و خالد بن ولید رضی اللہ عنہما الی الیمن قبل حجۃ الوداع کتاب المغازی مین مرقوم ہی

بعث النبی صلعم علیا الی خالد لیقبض الخمس وکنت ابغض علیا لانہ رأیتہ اخذ من المغنم
جاریۃ وقد اغتسل فظن انہ غلہا ووطیہا وللاسماعیلی من طریق ابی روح عن عبادۃ
بعث علیا الی خالد لیقسم الخمس وفی روایۃ لیقسم الفیٔ فاصطفی علی منہ لنفسہ سبیۃ
ای جاریۃ ثم اصبح وراسہ یقطر فقلت لخالد الا تری الی ہذا یعنی علیا فلما قدمنا علی
النبی صلعم ذکرت ذلک لہ فقال یا بریدۃ اتبغض علیا قلت نعم قال لا تبغضہ زاد
احمد من طریق عبد الجلیل عن عبد اللہ بن بریدۃ عن ابیہ فان کنت تحبہ فازدد لہ حبا ولہ
ایضا من طریق اجلح الکندی عن عبد اللہ بن بریدۃ لا تقع فی علی فانہ منی وانا منہ وہو
ولیکم بعدی فان لہ فی الخمس اکثر من ذلک قال الحافظ ابن حجر انما ابغض علیا لانہ
راٰہ اخذ من المغنم فظن انہ غل فلما اعلمہ صلعم انہ اخذ اقل من حقہ احبہ انتہی
وفی طریق عبد الجلیل قال فما کان فی الناس احد احب الی من علی ہو بھیجا پیغمبر نے علی رض
کو طرف خالد رض کے تاکہ لیوین خمس اور مین بغض کرتا تھا علی رض سے بسبب اسکے کہ بریدہ رض
نے دیکھا یہ کہ لے لی علی رض نے ایک چھوکری غنیمت مین سے اور تحقیق کہ غسل کیا تھا علی رض
نے پس گمان کیا بریدہ رض نے کہ علی رض نے غنیمت مین غلول کیا اور وطی کیا اوسکے ساتھ
اور اسماعیلی کی روایت ابی روح بن عبادہ کے طریق سے اسطور پر ہی کہ بھیجا پیغمبر صلعم نے
علی رض کو طرف خالد رض کے تاکہ بانٹ لا وین خمس اور ایک روایت مین ہی اوسکے کہ بانٹ
لاوین فی پس چھانٹ لی علی رض نے اوسمین سے اپنے لیے ایک چھوکری پھر صبح کو آئے او حال تھا

چوتھے یہ اگر یہ دعوی کرتے کہ آیت امن وعدہ خدا ہفتہ دو ہفتہ پیش از وفات پیغمبر صلعم نازل ہوئی تھی
تو نزدیک اوسکے کس نے یہی اور سنایا ہند اور قتل ابن اخطل اور قتل مقتول سلمہ بن الاکوع وغیرہ
سے سوالی عذر میں آجاتے مگر کیا کریں کہ وعدہ خدا کا سچا ہی اور پورا ہو کر رہتا ہی جاء
الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا واللہ متم نورہ ولو کرہ المبطلون
من احدث فی امرنا ھذا فھو رد اس حدیث نے منہ بند کر دیا ورنہ بلا دلیل و بلا ثبوت جبکہ تم
نزول آیت مذکورہ کو منسوب بزمان فتح مکہ فرماتے ہیں ایسا ہی اگر منسوب بزمان قرب وفات
پیغمبر صلعم فرماتے تو کون انکی زبان پکڑ سکتا تھا اور جو دلائل نزول روز فتح مکہ پیش فرمائے
ہیں انمیں مانند یہ بھی پیش ہو سکتی تھیں مگر وہ بشارت دلیل و ہم و ہیات ملک تو قابل رہتی مگر
بھی حجت تامہ باقی رہتی اوسکا علاج نا ممکن ہی اب ہم اون دلائل کی طرف توجہ کرتے ہیں
جو مجتہد صاحب نے اپنے مدعا کے اثبات پر پیش کیے ہیں اور بخوبی ظاہر کرتے ہیں کہ اونمیں
سے ایک دلیل بھی مثبت مدعا مجتہد نہیں ہی **قال** اول اساری مطلق کہ آدھمیں عنوان
ہیں جبکہ مکہ فتح ہوا اتنی آدمی جو جبال تنعیم سے لڑنے کو اوترے تھے قید ہوئے اور جناب
پیغمبر صلعم نے احسان رکھکر سب کو چھوڑ دیا **اقول** جناب مجتہد صاحب ہم آپکو کہاں تک
بتاویں آپکو تو تاریخ و واقعات کی بھی اطلاع نہیں یہ معاملہ ایام حدیبیہ میں ہوا ہی نہ بعد فتح
مکہ کے چنانچہ اسکی بحث ضمن حدیث و آیتہ میں کی جاوے گی مگر اون جناب میں یہ لطیفہ
ہی کہ دو باتوں کا لحاظ رکھیے اول یہ کہ تحریف لفظی و معنوی ... دار ہو تشبیہ
آپکا کوئی استدلال ویسا ایسا نہیں پایا گیا کہ جسکی بنا تحریف پر نہ ہو اور آیندہ بھی ایسا
ہی کچھ نظر آتا ہی دوسرے یہ کہ اس بات میں آپنے تقلید مورخین و ارباب سیر کی ہی حتی کہ
ہی اور اوس لاف و گذاف پر جو شرح رسالے میں کی ہی کہ اللہ اعلم نہیں کیا ہم روایات
غیر ثابتہ ارباب سیر و تاریخ کو ہرگز نہ سنیں گے اور جب آپ اونسے استدلال کرینگے ہم آپ پر
الزام عجز کا دھر دینگے اس استدلال میں بحث اسکی مقدم ہی کہ آیا یہ واقعہ بعد صلح حدیبیہ کے

اور قیدیون کا لونڈی و غلام بنانا باقی نہین رہا **اقول** یہ سب ایسے ہی باتین ہین اسپر کہ آیت منّا
و فدا بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور یہ بات ثابت نہین بلکہ آجتک کوئی شخص اسکا قائل نہین اگر
پیشتر از واقعہ بنی قریظہ و خیبر و بنی مصطلق یا قبل از بدر نازل ہوئی ہے تو اصلا عقیدہ مجتہد
عصر نہین کیونکہ استرقاق اور قتل تک کفار کا اون واقعات مین باقرار مجتہد عصر بھی ثابت
ہے اور یہ ثبوت واسطے ابطال قول مجتہد کے کافی و وافی ہے مجتہد عصر پر واجب تھا کہ اول
یہ ثابت کرتے کہ یہ آیت بروز فتح مکہ نازل ہوئی مگر یہ اونسے ہو نہ سکا پس یہ ادعا اونکے
محض بے معنی اور بنا نزول آیت مذکورہ کے ایام فتح مکہ مین ہے بنا فاسد علی الفاسد ہے اور چونکہ
قتل اور استرقاق کفار کا بدلائل مذکورہ بعد فتح کا بھی ہم ثابت کر چکے ہین اسپر بطلان قول
مجتہد عصر مین کسیطرح پر کچھ شک و شبہ باقی نہین رہا علاوہ بران اگر ہم یہ بھی فرض کرین
کہ آیت مذکورہ بروز فتح مکہ نازل ہوئی اور بعد اوسکے کسیکو نہ قتل کیا گیا نہ رقیق بنایا گیا
تو اس سے وجوب من و فدا و عدم جواز استرقاق و قتل جسکا ثبوت قرآن و احادیث صحیحہ اور
فعل پیغمبر خدا صلعم سے واضح ہے ثابت نہین ہوتا کیونکہ عمل احد المباحات پر مستلزم حرمت
دوسرے مباح کا نہین ہو سکتا اور اگر عمل پر احد المباحات مستلزم حرمت باقی مباحات کا
ہووے تو چونکہ اولاد مسند المجتہد عصر سے صرف احسان ہی رکھکر چھوڑ دینا جناب سے
مجتہد عصر پایا جاتا ہے پس لازم آوے کہ فدیہ لینا بھی نعوذ باللہ ناجائز ہووے ہذا خلف

قال باب ششم اس بات کے بیان مین کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم
کسیکو لونڈی و غلام نہین بنایا الی قولہ اب ہم اس کلام کے اثبات کو اون غزوات
قیدیون کا جو بعد نزول آیت من و فدا ہوئے تھے ذکر کرتے ہین **اقول** بنی قریظہ اور
خیبر اور بنی المصطلق اور دیگر غزوات کے قیدیون کو کیون نہین ذکر کرتے آیا اسلیے کہ آپکے
مدعا کے برخلاف ہین حق کو چھپاتے ہو اگر یہ کہو کہ آیت من و فدا بروز فتح مکہ نازل ہوئی ہے
تو ہم کہین گے کہ ثبوت اسکا دیجیے ورنہ سب تقریر آپکی محض مغالطہ ہے یہان مجتہد صاحب نے

اور اونکو اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پکڑ لیا تھا یعنی اسی آیت کے یہ ہین کہ خدا نے روکے ہاتھ اونکے
یعنی اون اسی آدمیون کے تم سے اور تمہارے ہاتھ اونسے یعنی اون اسی آدمیون سے بعد اسکے
کہ غالب کر دیا تمکو اون پر یعنی اون اسی آدمیون پر پس اس غلبہ و تخصیص اسی آدمیون سے ثابت
ہوتا ہے مکہ پر **قال** صحیح مسلم کی حدیث مین بھی اسکا ذکر ہے اور انس سے روایت کی ہے ان ثمانين
رجلا من اهل مكة هبطوا على رسول الله صلعم من جبل التنعيم متسلحين يريدون غرة
النبي صلعم فاخذهم سلما فاستحياهم وفي رواية فاعتقهم فانزل الله تعالى
وَهُوَ الَّذِي كَفَّ اَيْدِيَهُمْ عَنْكُمْ وَاَيْدِيَكُمْ عَنْهُمْ بِبَطْنِ مَكَّةَ مِنْ بَعْدِ اَنْ اَظْفَرَكُمْ
عَلَيْهِمْ کہ اسی آدمی مکے والون مین رسول خدا صلعم سے لڑنے کو جبل تنعیم سے اوترے
پھر اونکو پکڑ لیا اسطرح پر کہ اونھون نے اپنے تئین سپرد کر دیا پھر اونکو زندہ رہنے دیا یعنی قتل
نہین کیا اور ایک روایت مین ہے کہ اونکو چھوڑ دیا پس یہ آیت اوتری کہ وہ خدا ہے جسنے آخر

اقول اس استدلال مین بھی مجتہد نے تحریف لفظی و معنوی سے باز نہ رہے سنیے بیان
تحریف لفظی کا یہ ہے کہ حدیث مین لفظ غِرّہ بکسر غین معجمہ و تشدید را آیا ہے کہو من قوله
غَرّہ غرا وغرورا وغرة بالكسر فهو مغرور وغرير اذ خدعه واطمعه بالباطل
غر کے معنی ہین یہ غرا و غرورا و غرۃ بالکسر فریب غرور و غریر جسکو کسینے دھوکا دیا او سکو او چیز کی
طمع مین ڈالا اور معنی غفلت بھی آتا ہے لبید عامری اپنے ہین **شعر** صادفن منها غرة
فاصبها ۞ ان المنايا لا تطيش سهامها ۞ صاحب قاموس لکھتے ہین الغار الغافل واغتر
غفل والاسم الغرة بالكسر یعنی غار کے معنی ہین غافل اغتر کے معنی ہین غافل ہوا
اور اسم غِرّہ بالکسر ہے جوہری لکھتے ہین الغرة الغفلة والغار الغافل غرۃ کے معنی ہین غفلت
غار کے معنی ہین غافل پس معنی حدیث کے یہ ہین کہ اسی آدمی اہل مکے سے آئے رسول اللہ صلعم
پر ہتھیار بند ارادہ کرتے تھے دھوکا دینا نبی صلعم کا یا یہ معنی ہین کہ ارادہ کرتے تھے
غفلت پیغمبر صلعم کا یعنی غفلت کی تاک مین تھے لڑائی کا ان کلمات مین اصلا تذکرہ نہین

ایام حدیبیہ مین واقع ہوا یا بعد فتح مکہ کے بعد رفع صلح کے اور یہ واقعہ متعلق احکام آیت فاذا
لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا اثخنتموہم فشدوا الوثاق فاما منا
بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارہا کے ہے یا متعلق حکم آیہ کریمہ وان جنحوا
للسلم فاجنح لہا کی ہے چونکہ دونون صورتون مین احکام جدے جدے ہین قتل و
استرقاق و من و فدا متعلق صورت جنگ و رفع صلح کی ہے اور ایفائے عہود صلح جو کچھ مجتہدین
متعلق صورت مصالحہ کے ہین پس مجتہد کو لازم ہے کہ اول ہر مقام پر دیکھے کہ جو واقعہ پیش آیا
متعلق کون سی صورت کے ہے چنانچہ ہمیشہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالی اسکے پابند رہے ہین تو
ہم دیکھتے ہین کہ آپنے کسقدر پابندی اوسکی کی ہے یا اس باب مین کمال غفلت کو کام مین
لاکر دونون صورتون مین خلط مزج کر دیا ہے **قال** خود خدا تعالی نے قرآن مجید مین اسکا
ذکر فرمایا ہے وہو الذی کف ایدیہم عنکم وایدیکم عنہم ببطن مکۃ من بعد
ان اظفرکم علیہم وہ خدا ہے جسنے روکے ہاتھ کافرون کے تمسے اور تمہارے ہاتھ ان سے
مکہ کے بیچ مین بعد اسکے کہ فتح مند کیا تمکو اونپر **اقول** اس آیت سے تو استدلال تمہارا نہین
... ... معلوم ہوتا ہے کہ کچھ قتل و قتال اور مقابلہ کی بھی نوبت نہین پہونچی نہ دوسے لوگ
... مسلمانون پر ہاتھ ڈال سکے نہ مسلمانون نے اونکو قتل کیا نہ کچھ لڑائی ہوئی نہ ضرب رقاب
... اثخان ہوا اور قید کیے نہ اور من و فدا اور استرقاق سے یہ آیت ساکت ہے مگر چونکہ یہ
آیت سورۂ فتح مین ہے اور سورۂ فتح قبل از فتح مکہ نازل ہوئی ہے جیسا کہ ہم اسکی سند آگے
لکھینگے اور اس قصے کا بیان سورۂ فتح مین بالفاظ ماضی ہے اسلیے خود آیت سے صاف ظاہر
ہے کہ یہ معاملہ زمان حدیبیہ مین واقع ہوا پس یہ آیت حجت ہماری ہے مجتہد عصر پر نہ حجت
مجتہد عصر کی ہمپر اور کلمہ اظفرکم علیہم بھی کسیطرح اسپر دلالت نہین کرتا کہ یہ معاملہ بعد فتح مکہ
... ہوا ہے کیونکہ خود باقرار مجتہد صاحب اور بروایات صحیحہ یہ بات ثابت ہے کہ ضمائر جمع
... جو آیت مین ہین وہ انہین اسی آدمیون کے طرف راجع ہین جو جبل تنعیم اوترے تھے

سکتا ہو کہ تمیز ہووے واسطے رفع ابہام اخر کے کہ آیا پکڑا یا اوسکا حربا ہوا تھا یا انقیاد ہوا تھا پس ان لفظوں سے یہ بات متعین ہو گئی کہ حربا وعنوۃً اونکو نہیں پکڑا تھا بلکہ انقیادًا پکڑا تھا یا یہ کہ مصدر بمعنی اسم فاعل ہو کر حال واقع ہو یعنی پکڑا اونکو ایسے حال میں کہ وہ مطیع ومنقاد تھے نہ ایسے حال پر کہ محارب ومقاتل تھے غرضکہ تینوں وجہوں سے ظاہر ہو کہ اون کو از روے صلح کے پکڑا نہ از روے جنگ وقتال کے یہاں تک بیان تھا تحریفات مجتہد عصر کا اب ہم اظہار اسکا کرتے ہیں کہ یہ حال بعد صلح حدیبیہ کے ایام حدیبیہ میں واقع ہوا تھا چنانچہ اسپر ہم سند قوی حدیث صحیح مسلم کی نقل کرتے ہیں سلمہ بن اکوع سے روایت ہو قال قدمنا الحدیبیۃ مع رسول اللہ صلعم ونحن اربع عشرۃ مائۃ وعلیہا خمسون شاۃ لا ترویہا قال فقعد رسول اللہ صلعم علی جبا الرکیۃ فاما دعا واما بسق فیہا قال فجاشت فسقینا واستقینا قال ثم ان رسول اللہ صلعم دعانا للبیعۃ فی اصل الشجرۃ قال فبایعتہ اول الناس ثم بایع وبایع حتی اذا کان فی وسط من الناس قال بایع یا سلمۃ قال قلت قد بایعتک یا رسول اللہ فی اول الناس قال وایضا قال ورآنی رسول اللہ صلعم عزلا یعنی لیس معی سلاح قال فاعطانی رسول اللہ صلعم حجفۃ او درقۃ ثم بایع حتی اذا کان فی اخر الناس قال الا تبایعنی یا سلمۃ قال قلت قد بایعتک یا رسول اللہ صلعم فی اول الناس وفی اوسط الناس قال وایضا قال فبایعتہ الثالثۃ ثم قال لی یا سلمۃ این حجفتک او درقتک التی اعطیتک قال قلت یا رسول اللہ صلعم لقینی عمی عامر عزلا فاعطیتہ ایاہا قال فضحک رسول اللہ صلعم وقال انک کالذی قال الاول اللہم ابغنی حبیبا ہو احب الی من نفسی ثم ان المشرکین راسلونا الصلح حتی مشی بعضنا فی بعض واصطلحنا قال وکنت تبیعا لطلحۃ بن عبید اللہ اسقی فرسہ واحسہ واخدمہ واٰکل من طعامہ وترکت اہلی ومالی مہاجرا الی اللہ تعالی ورسولہ قال فلما اصطلحنا نحن واہل مکۃ واختلط بعضنا

مجتہد دہر نے اول تو لفظ عنوۃ کو تحریف فرما کر لفظ غزوۃ بنا لیئے پھر اوسکی جگہہ داخل فرمایا
بعد ازان بسبب ناواقفی کے علم لغات سے یہ خیال شیخ جلی کا سا دل مین جمایا کہ یہ لفظ غزا
العدو غزوا قصدہ وسیر الی قتالہ وغزوانا وغزاوۃ فہو غاز سے ہی جسکے معنی ہین جانا دشمن
پرا وسکی لڑائی اور لوٹنے کو لیکن اگر علم تصریف مین کچھ بھی دخل ہوتا تو معلوم فرماتے کہ عنوۃ
مضاعف ہے اور غزا یغزو جسکے معنی ترجمے مین رقم فرمائے ہین ناقص ہے یہ دونون ایک
مادے سے کیونکر ہو سکتے ہین سبحان اللہ یہی ہے اجتہاد و دعوی اجتہاد یہ بیان تحریف معنوی
کا یہ ہے کہ سلما کے معنی لکھے ہین وہ جو انھون نے اپنے تئین سپرد کر دیا حالانکہ یہ معنی صاف غلط ہین
بیان اسکا یہ ہے کہ لفظ سلم مین تین روایتین ہین سلما بفتح سین و لام اور دکسرہ سین و سکون لام اور ان تینون کے
کے معنی ہین صلح زمخشری لکھتے ہین والسلم بکسر السین و فتحہا ما یؤنث و یذکر ونقیضہا
وہی الحرب شعر السلم تاخذ منہا ما رضیت بہ والحرب یکفیک من انفاسہا
جرع انشد ابو الطیب کتاب شعر والسلم تاخذ ... واللہ ... وان جنحوا الیہا لیحملہا
قال تعالی فان جنحوا للسلم فاجنح لہا تیسری روایت ہے کہ سلم بفتحتین اسکے معنی ہین
انقیاد صاحب قاموس لکھتے ہین السلم بالتحریک الاستسلام دیکھو جلد پنجم باب میم صفحہ ۱۳۳
پر آیت القوا الیکم السلم الآیۃ مجتہد صاحب نے نقل کی ہے وہان خود ترجمہ سلم کا بلفظ صلح
کیا ہے نہ بلفظ سپرد کر دینے کے معلوم نہین کہ یہان اوسکے برخلاف کیون ترجمہ کرتے
ہین غرضکہ تینون روایت پر اوسکے معنی سپرد کر دینے کے ہرگز نہین ہین پس مجتہد عصر نے
جو اپنے دل سے یہ غلط معنی خلاف لغت کے گھڑے ہین یہ صاف تحریف معنوی ہے پس
معنی حدیث کے بموجب دونون روایتون پہلی کے یہ ہین کہ پکڑ لیا اون کو از روے
صلح کے ان دونون روایتون پر لفظ سلما تمیز ہے واسطے رفع ابہام خذ کے کہ آیا اونکو
عنوۃ و قہرا پکڑا تھا یا صلحا اس رفع ابہام کے واسطے لفظ سلما لایا گیا تاکہ یہ امر متعین
ہو جاوے کہ اونکو صلحا پکڑا تھا عنوۃ و قہرا نہین پکڑا اور روایت تیسری پر بھی

شاکر اور یہی تھی کہ سلمہ نے لفظ تجفہ کہا یا لفظ ورقہ معنی دونون کے ایک ہی ہین پھر بیعت کرنے
لگے یہان تک کہ جب پہونچے آخر الناس فرمایا کیا تو نہین بیعت کرتا مجھسے ای سلمہ کہا سلمہ نے
کہا مینے تحقیق بیعت کی مینے تمسے ای رسول اللہ صلعم اول الناس اور اوسط الناس مین
فرمایا کہ اور پھر بھی کہا سلمہ نے پھر بیعت کی مینے اونسے تیسری مرتبہ پھر کہا مجھسے ای سلمہ کہان ہے
تیری ڈھال جو مینے تجھے دی تھی کہا سلمہ نے مینے کہا ای رسول اللہ صلعم ملا مجھے
چچا عامر خالی ہاتھون پس دیدی مینے اوسکو وہ ڈھال کہا سلمہ نے پس ہنسے رسول اللہ
صلعم اور فرمایا کہ تو مانند اوسکے ہی جسنے کہا الٰہی خدا مددگاری کر تو میری ایک دوست
سے کہ وہ پیارا ہو مجھکو میری ذات سے پھر مشرکین نے پیغام صلح کا کیا ہمسے یہان تک کہ چلنے
لگے بعضے ہمارے اونکے بعضون مین اور صلح کرلی ہمنے کہا سلمہ نے اور تھا مین تابع
طلحہ بن عبید اللہ کا اوسکے گھوڑے کو پانی پلایا کرتا تھا اور کھریرہ کیا کرتا تھا اوسکو اور
خدمت کیا کرتا تھا اوسکی اور کھاتا تھا طلحہ کے کھانے سے اور چھوڑ آیا تھا اپنے اہل
اور مال کو در حالیکہ ہجرت کرنے والا تھا مین سوے خدا و رسول اللہ صلعم کے کہا سلمہ نے
پھر جب صلح کرلی ہمنے اور اہل مکہ نے اور ملنے لگے باہم آیا مین ایک درخت کے پاس
پس کھیری مینے کانٹے اوسکے پھر لیٹ گیا مین اوسکی جڑ مین پھر آئے میرے پاس چار مشرکین
اہل مکہ مین سے پس شروع کیا اونھون نے کہ غیبت کرتے تھے پیغمبر صلعم کی پس دشمن
سمجھا اونکو مینے پھر وہان سے چلا گیا مین ایک اور درخت کے پاس اور اونھون نے
لٹکا دیے ہتھیار اپنے اور لیٹ رہے وہ کہ اس عرصہ مین ناگاہ پکارا ایک پکارنے والا
جنگل کے نیچے کی طرف سے کہ ای مہاجرین مارا گیا ابن زنیم کہا سلمہ نے پھر کھینچا مینے تلوار
اپنی کو پھر یکبارگی حملہ کیا مینے اون چارون پر اور وہ سوتے تھے پس لے لیے مینے
ہتھیار اونکے پھر کرلیا مینے ہتھیارون کو اپنے قبضے مین کہا سلمہ نے پھر کہا مینے قسم
ہے اوس ذات کی جسنے کرامت بخشی ہے روے محمد صلعم کو نہ اوٹھاویگا کوئی تمسے اپنا سر

ببعضٍ أتيتُ شجرةً فكسحت شوكها فاضطجعت في اصلها قال فاتاني اربعة من المشركين من اهل مكة فجعلوا يقعون في رسول الله صلعم فابغضتهم فتحولت الى شجرة اخرى وعلقوا سلاحهم واضطجعوا فبينما هم كذلك اذ نادى منادٍ من اسفل الوادي يا للمهاجرين قتل ابن زنيم قال فاخترطت سيفي ثم شددت على اولئك الاربعة وهم رقود فاخذت سلاحهم فجعلته ضغثا في يدي قال ثم قلت والذي كرم وجه محمد لا يرفع احد منكم راسه الا ضربت الذي فيه عيناه قال ثم جئت بهم اسوقهم الى رسول الله صلعم قال وجاء عمي عامر رضي الله عنه برجل من العبلات يقال له مكرز يقوده الى رسول الله صلعم على فرس مجفف في سبعين من المشركين فنظر اليهم رسول الله صلعم فقال دعوهم يكن لهم بدء الفجور وثناه فعفا عنهم رسول الله صلعم وانزل الله وهو الذي كف ايديهم عنكم وايديكم عنهم ببطن مكة من بعد ان اظفركم عليهم الآية كلها قال ثم خرجنا راجعين الى المدينة الحديث کہا سلمہ بن الاکوع نے کہ پہونچے ہم حدیبیہ میں ساتھ رسول اللہ صلعم کے اور ہم چودہ سو تھے اور چاہ حدیبیہ پر پچاس بکریاں تھیں نہیں سیراب کرسکتا تھا وہ کنواں اونکو پس بیٹھے پیغمبر صلعم کنارہ کنوئیں پر پھر یا دعا کی یا تھوکا اوس کنوئیں میں پھر ابل آیا پس ہو گیا وہ کنواں پھر پانی پلایا اور سیراب کیا ہمنے پھر بلایا ہمکو رسول اللہ صلعم نے واسطے بیعت کے اوس درخت کی جڑ میں کہا سلمہ نے کہ بیعت کی میں نے اوسنے اول آدمیوں میں پھر بیعت کی اور بیعت کی اور آدمی بیعت کرتے رہے یہاں تک کہ پہونچا درمیان آدمیوں کا یعنی نصف یا قریب نصف کے کہا پیغمبر صلعم نے بیعت کر تو اے سلمہ کہا سلمہ نے کہ کہا میں نے تحقیق بیعت کر چکا ہوں میں تیرے رسول اللہ صلعم اول آدمیوں میں فرمایا پیغمبر صلعم نے اور بھی پھر کہا سلمہ نے اور دیکھا مجکو پیغمبر صلعم نے خالی یعنی نہ تھا میرے پاس کوئی ہتھیار پس دی مجکو رسول اللہ صلعم نے حجفہ یا درقہ حجفہ اور درقہ اوس ڈھال کو کہتے ہیں جس میں لکڑی اور پٹھا نہو

ساختہ کیا گیا قال تمام علما اور مفسرین اور اہل سیر اس بات کے قائل ہین کہ یہ لشکرکشی بعد
فتح مکہ ہوئی اقول میرا مخاطب فرماتے ہو سب کا یہ قول نہین بعض نے ازراہ غلط اس واقعے
کو بھی واقعۂ فتح مکہ کے سمجھا ہی سو بمقابلے ایسی خبر مستند کے جو بسند صحیح مسلم سے
نقل کی وہ قول اصلا قبول کے لائق نہین قاضی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر بیضاوی مین اس
آیت کی تفسیر مین بعد نقل کرنے حدیث عکرمہ کے نزول اس آیت کا حدیبیہ مین لکھکر یہ لکھتے
ہین وقیل کان ذلک یوم الفتح واستشہد والباب مکۃ یحسن عنوۃ وہو ضعیف اذ
السورۃ نزلت قبلہ اور کہا گیا کہ تھا یہ واقعہ روز فتح مکہ کے اور اس سے استدلال کرتے
ہین کہ مکہ قہراً فتح کیا گیا ہی حال آنکہ یہ قول ضعیف ہی کیونکہ سورۂ فتح قبل از فتح مکہ نازل ہوئی
ہی صاحب کشاف لکھتے ہین وذلک یوم الفتح وقیل کان ذلک فی غزوۃ الحدیبیۃ
اور تھا یہ معاملہ روز فتح مکہ اور کہا گیا کہ تھا یہ حدیبیہ مین تفسیر جلالین مین ہی ببطن مکۃ
بالحدیبیۃ من بعد ان اظفرکم علیہم فان ثمانین منہم طافوا بعسکرکم لیصیبوا
منکم فاخذوا واتی بہم الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعفی عنہم وخلی سبیلہم
فکان ذلک سبب الصلح انتہی یہ بات ہی کہ اسی آدمی تمہارے لشکر مین رات کے وقت آئے
کہ تمہارے ضرر پہونچانے سے بہرہ مند ہون پس پکڑے گئے وہ اور لائے گئے پیغمبر صلعم
کے پاس پس معاف کیا اونکو پیغمبر صلعم نے اور چھوڑ دیا تھا پس تھا یہ سبب اوس صلح کے
یعنی صلح حدیبیہ کے واقدی کتاب المغازی مین نزول اس آیت کا ایام حدیبیہ مین صاف
لکھتے ہین اور اور مفسرین اور علما اور ارباب سیر بھی مطابق انہین کے لکھتے ہین غرض ہمارے
نقل اقوال مفسرین اور مورخین سے یہ نہین ہی کہ ہم اونکے اقوال سے استدلال کرتے
ہین غرض صرف یہ ہی کہ مجتہد عصر نے جو یہ جھوٹی بات لکھی ہی کہ تمام علما اور مفسرین اور اہل سیر
اس بات کے قائل ہین کہ یہ لشکرکشی بعد فتح مکہ ہوئی اسکا جھوٹھا ہونا ثابت کردین کہ اتفاق
سب مفسرین اور مورخین کا اسپر نہین ہی بلکہ اقوال مختلف اس باب مین ہین مگر قول صحیح

امر کہ ماروں گا اوسکو اوس چیز کو جسمیں اوسکی آنکھیں ہیں پھر یہانتک لایا میں اونکو پیغمبر صلعم
کی طرف کہا سلمہ نے اور لایا چچا میرا عامر ایک آدمی کو قبیلہ عبلات سے کہ کہا جاتا تھا اوسکو مکرز
لیجاتا تھا اوسکو ایک گھوڑے پر کہ اوسپر عرق گیر پڑا تھا مع ستر آدمیون کے مشرکین مین
سے پس دیکھا اونکی طرف پیغمبر خدا صلعم نے پھر فرمایا کہ جانے دو اونکو تاکہ ہووے اونہین
کی طرف ابتداے فجور یعنی عہد شکنی کے اور عود فجور کا پس معاف کیا اونکو رسول اللہ صلعم
اور اوتاری خدا تعالی نے یہ آیت کہ وہ اللہ وہی ہے جسنے باز رکھے اون کے ہاتھ
اور تمہارے ہاتھ اون سے بطن مکہ مین بعد اسکے کہ فتح دیکر دیا تمکو اونپر تمام آیت
پوری کہا سلمہ نے پھر چلے ہم در حالیکہ رجوع کرنے والے تھے طرف مدینے کے الخ پس
دیکھو اس حدیث صحیح سے خوب ثابت ہوگیا یہ قصہ عین حدیبیہ کا بعد وقوع صلح کے ہے
اور یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ تھوڑا اونکی طرف سے کچھ قتال اور پوری پوری عہد شکنی نہین
ہوئی تھی البتہ اونکا ارادہ یہ تھا کہ غفلت دیکھین تو دھوکا دیکر کچھ غارت گری کرین
یا چھاپہ مارین مگر اسکا ظہور کچھ نہین ہوا تھا اسی سبب سے حضرت صلعم نے اونکو چھوڑ دیا
تاکہ ایسا نہو کہ ابتدا عہد شکنی کی حضرت صلعم کی طرف منسوب کیا جاوے اور اسی واسطے
یہ فرمایا کہ جانے دو اونکو کہ ابتداے عہد شکنی کی انہین کی طرف سے ہووے پس صاف ظاہر ہوا
کہ یہ واقعہ متعلق حکم آیت فَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا کے ہے نہ آیت إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ
كَفَرُوا فَضَرْبَ الرِّقَابِ کے اور خود حدیث اول مین بھی کلمہ سلم موجود ہے کہ دلیل قوی اسکی ہے
کہ حالت صلح مین اون کو پکڑا گیا تھا نہ حالت قتال مین انہدام استدلال مجتہد عصر کا اور
غلطی فاش اور سراسر غفلت مجتہد عصر کی اور ناواقفی اون کے طریقوں اور شرایط
اجتہاد سے ہے اور مطابق منطوق فَإِنْ جَنَحُوا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا اور مفہوم فَإِنْ لَمْ
يَعْتَزِلُوكُمْ وَيُلْقُوا إِلَيْكُمُ السَّلَمَ وَيَكُفُّوا أَيْدِيَهُمْ فَخُذُوهُمْ وَاقْتُلُوهُمْ حَيْثُ ثَقِفْتُمُوهُمْ
کے وے لوگ بعلامت جب قتل و استرقاق کے نہ تھے بلکہ مستحق اوسی امر کے تھے جو اونکے

اس باب مین وہی ہے جو حدیث مستند سے ثابت ہوا اور مجتہد عصر جو فرماتے ہین کہ لشکر کشی الخ
لشکر کشی بیان کہان ہوئی تھی وہی لوگ بارادہ غارت و تاخت آگئے تھے لیکن پٹ گئے
نہ فوج کشی ہوئی نہ لشکر کشی اور ایک اور فوج کشی کا قصہ جو اکثر مورخون اور مفسرون نے
لکھا ہے وہ بھی روز حدیبیہ کے ہے مگر ہمنے اب تک اوسکو کسی کتاب مستند مین نہین دیکھا
قال اور خود قرآن مجید کی آیت سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے **اقول** یہ بھی دھوکا مجتہد
دہر کا ہے آیت مین تذکرہ بھی روز فتح کا نہین ہے بطن مکہ البتہ ہے سو اوسکا اطلاق حدیبیہ
پر کہ داخل مکہ قریب آبادی مکہ سے ہی ہو سکتا ہے اور نیز مکہ سے تین یا چار میل کے
فاصلہ سے ہے مگر یہاں آیت ہمارے قول کی تائید کرتی ہے کیونکہ یہ آیت سورۂ فتح مین
ہے اور سورۂ فتح فتح مکہ سے پیشتر اوتر چکی ہے چنانچہ بخاری کی کتاب التفسیر مین حدیث
مرفوع متصل لکھی ہے اوسکے آخر مین جو بیان نزول سورۂ فتح کا ہے وہ ہم نقل کرتے ہین
فقال سہل بن حنیف فلقد رأیتنا یوم الحدیبیۃ یعنی الصلح الذی کان بین النبی
صلعم و المشرکین ولو نری قتالا لقاتلنا فجاء عمر فقال السنا علی الحق وہم علی
الباطل الیس قتلانا فی الجنۃ وقتلاہم فی النار قال بلی قال فیم نعطی الدنیۃ
فی دیننا و نرجع ولما یحکم اللہ بیننا فقال یا ابن الخطاب انی رسول اللہ ولن یضیعنی اللہ تعالی
ابدا فرجع متغیظا فلم یصبر حتی جاء ابا بکر فقال یا ابا بکر السنا علی الحق وہم علی
الباطل قال یا ابن الخطاب انہ رسول اللہ صلعم ولن یضیعہ اللہ تعالی ابدا فنزلت
سورۃ الفتح کہا سہل بن حنیف نے قسم ہے کہ دیکھ لیا ہے ہمنے اپنے آپ کو بروز حدیبیہ
یعنی بروز اوس صلح کے جو تھی درمیان پیغمبر صلعم اور مشرکین کے اور اگر ہم دیکھتے لڑائی
تو بیشک لڑتے پھر آئے عمر رض پھر کہا کہ ہم نہین ہین کیا ہم حق پر اور کفار باطل پر
کیا نہین ہین کشتگان ہمارے بہشت مین اور اونکے دوزخ مین فرمایا پیغمبر صلعم نے کہ ہم
حق پر ہین اور وہ باطل پر اور تمہارے کشتگان بہشت مین اور اونکے دوزخ مین کہا عمر رض نے

واقعے کو واقعۂ روز فتح مکہ سمجھا جاوے کیونکہ ایام فتح مکہ میں پیغمبر صلعم نے عین آبادی
مکہ میں قیام نہیں فرمایا تھا بلکہ قبل از فتح مکہ مر الظہران میں جو سولہ میل مکہ کی آبادی سے
ہے خیمہ ہوا تھا چنانچہ یہ بات حدیث بخاری سے جو باب این رکز النبی صلعم الرایۃ عام
الفتح میں نقل کی ہے ثابت ہے اور بعد فتح مکہ کے بھی کنانہ میں خیمہ ہوا تھا اور مکہ
کے گھروں میں قیام نہیں فرمایا چنانچہ بخاری نے اسامہ بن زید سے روایت
کی ہے انہ قال زمن الفتح این تنزل غدا قال النبی صلعم وهل ترک لنا عقیل من
منزل کہا اسامہ نے زمانۂ فتح میں یا رسول اللہ کہاں اتریں گے آپ کل فرمایا پیغمبر
صلعم نے آیا کوئی اترنے کی جگہ ہمارے لیے عقیل نے چھوڑی ہے یعنی عقیل بن
ابی طالب نے ہمارے لیے کوئی جگہ مکہ میں نہیں چھوڑی الحدیث دوسری حدیث
ابوہریرہ رضی سے روایت کی ہے عن النبی صلعم قال منزلنا ان شاء اللہ تعالی اذا
فتح اللہ عز وجل الخیف حیث تقاسموا علی الکفر پیغمبر صلعم سے روایت کرتے
ہیں کہ فرمایا پیغمبر صلعم نے انشاء اللہ تعالی جب خدا ہم کو فتح دیوے گا تو اترنے کی جگہ
ہماری خیف ہے جہاں باہم عہد کیا تھا مشرکین نے اوپر کفر کے اور ظاہر ہے کہ خیف
فاصلہ پر آبادی سے تھا کیونکہ خیف منیٰ میں ہے تین میل مکہ سے اور وہ اوس وقت
ایک جنگل تھا چنانچہ قول زہری کا بخاری میں باب اذا اسلم قوم فی دار الحرب ولہم
مال وارضون فہی لہم میں لکھا ہے والخیف الوادی قاموس میں لکھا ہے الخیف غرۃ
بیضاء فی الجبل الاسود الذی خلف ابی قبیس وبها یسمی مسجد الخیف اولاها
ناحیۃ منی انتہی خیف سفید پتھری ہے جبل اسود میں جو ابو قبیس پہاڑ کے پیچھے ہے
اور اوسی نام سے نام رکھی گئی ہے مسجد خیف یا اسلیے کہ وہ ناحیہ ہے نواحی منیٰ سے پس
واضح ہوا کہ یہ شبہہ سلے اصل جیسا واقعۂ حدیبیہ پر ہو سکتا ہے ویسا ہی واقعۂ فتح مکہ پر
بھی وارد ہوتا ہے ایک اور شبہہ واہی ناواقفوں کو یہ ہو سکتا ہے کہ چونکہ سورۂ فتح میں

ہین اونکو خدا ذلت اور خواری نہ دیگا کبھی پس نازل ہوئی سورۂ فتح پس پڑھا اوسکو پیغمبر صلعم
نے عمر رض کے سامنے اخیر سورۃ تک کہا عمر رض نے ایا یہ صلح ہماری فتح ہی فرمایا پیغمبر صلعم نے
بیشک فتح ہی اب یہان ایک بات باقی رہی کہ بعضے ناواقف محاورۂ عربی سے مانند
مجتہد عصر کے شاید یہ توہم کرین کہ آیت مین کلمۂ بطن مکہ واقع ہی اور یہ معاملہ حدیبیہ کا ہی تو
جواب اسکا یہ ہی کہ لفظ بطن سے یہ ضرور نہین ہی کہ بیچا بیچ آبادی کا یا آبادی شہر اولی جاوے
از روے لغت کے بطن الوادی کے معنی داخل الوادی ہین خواہ درمیان ہو خواہ
کوئی کنارہ ہو جوہری صحاح مین لکھتے ہین کہ بطنت الوادي دخلته اور چونکہ حدیبیہ نو میل
آبادی مکہ سے کنارے حرم مکہ پر ہی اور تنعیم چار میل آبادی مکہ سے ہی پس تنعیم اور حدیبیہ
مین جو جنگل اور پہاڑ واقع ہی وہ سب حرم مکہ اور بطن مکہ ہی اور یہین مکہ ہی خارج اوس سے نہین
پس اطلاق لفظ بطن مکہ اوس موقع پر بھی بموجب لغت عرب کے ہر آئینہ صحیح ہی چنانچہ قاموس
مین لکھا ہی مکۃ ہکذا ولیتقدس وسمیت للبلد الحرام وللحرم کلہ یعنی اس معنی کے اعتبار
سے بلد حرام اور کل حرم کو مکہ کہتے ہین اور تتبع کلام اہل حجاز سے ثابت ہی کہ وے لوگ
بھی حدیبیہ اور اوسکے نواحی کو بلفظ بطن مکہ تعبیر کیا کرتے تھے چنانچہ انھین ایام
مین جو جناب رسالت مآب صلعم نے مقام حدیبیہ فرودگاہ لشکر اسلام سے عثمان بن عفان رض
کو مکہ کو بھیجا ہی اور عبد اللہ بن عمر رض سے یہ معاملہ بخاری اور مسلم مین روایت کیا ہی تو انھین
عبد اللہ بن عمر رض حدیبیہ فرودگاہ لشکر کو بلفظ بطن مکہ فرماتے ہین اور کلمات روایت
کے یہ ہین فلو کان احد اعز ببطن مکۃ من عثمان رض لبعثہ فبعث عثمان الی مکۃ
وکانت بیعۃ الرضوان بعد ما ذہب عثمان رض الحدیث یعنی اگر ہوتا کوئی شخص بطن
مکہ یعنی حدیبیہ فرودگاہ لشکر مین بعزت زیادہ عثمان رض سے ہر آئینہ بھیجتے پیغمبر صلعم
اوسکو پس بھیجا پیغمبر صلعم نے عثمان کو مکہ کو اور تھی بیعۃ الرضوان بعد جانے عثمان رض
کے الی آخر الحدیث علاوہ برآن یہ شبہہ تو اوس تقدیر پر بھی وارد ہوتا ہی کہ اس

قال وہ اساریسے بنی جذیمہ اقول جناب مجتہد دہر خذیمہ بجائی جذیمہ بن ابی
ناواقفی سے ہر جگہ اسکو خذیمہ بالخا المعجمہ لکھتے ہین بلکہ جذیمہ بجیم ہے قال فی
القاموس وجذیمۃ کسفینۃ قبیلۃ من عبد القیس قال اس غزوہ کی
جو حدیث بخاری مین ہے اوسکو ہم تو اپنی استنباط کے موافق لکھتے ہین
اقول غلط سمجھتے ہو قال اور وہ حدیث یہ ہے عن سالم عن ابیہ قال بعث
النبی صلعم خالد بن الولید الی بنی جذیمۃ فدعاھم الی الاسلام فلم
یحسنوا ان یقولوا اسلمنا فجعل یقولون صبانا صبانا فجعل خالد یقتل ویاسر
ودفع الی کل رجل منا اسیرہ حتی اذا کان یوم امر خالد ان یقتل کل رجل
منا اسیرہ فقلت واللہ لا اقتل اسیری ولا یقتل رجل من اصحابی اسیرہ حتی
قدمنا الی النبی صلعم فذکرناہ فرفع النبی صلعم یدہ فقال اللھم انی ابرء
الیک مما صنع خالد مرتین سالم نے روایت کی ہے کہ اوسکے باپ نے کہا کہ پیغمبر خدا
صلعم نے خالد بن ولید کو لشکر دیکر بنی جذیمہ پر بھیجا خالد نے اونکو کہا کہ تم مسلمان
ہو جاؤ اونھون نے صاف صاف یہ کہنا تو پسند نہ کیا کہ ہم مسلمان ہو گئے بلکہ
یہ کہنے لگے کہ ہم بدمذہب ہو گئے پس خالد نے اونکو قتل کرنا شروع کیا اور
ہر ایک کا قیدی اوسی کے سپرد کر دیا جب دوسرا دن ہوا تو خالد نے حکم دیا
کہ ہر شخص اپنے قیدی کو مار ڈالے پس سالم کے باپ نے کہا کہ خدا کی قسم مین تو اپنا قیدی نہین مارونگا اور نہ
ساتھیون مین کوئی اپنے قیدی کو ماریگا جب کہ ہم رسول خدا صلعم کے پاس آئے تو ہمنے ان
باتون کا ذکر کیا پس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ اوٹھائے اور دو دفعہ
کہا کہ بار خدایا جو کچھ خالد نے کیا ہے مین اپنی برات تیرے سامنے اوس سے
ظاہر کرتا ہون اقول جناب مجتہد کیا خاک آپکا اجتہاد ہے آپ تو
مجتہد ہون کے بار بھی شنکے جذیمہ کو خذیمہ ہمیشہ لکھتے رہے فلم تجبہ نا وان [illegible]

وہ نزول آیت من و فدا سے واقف تھے پس ہماری بحث آپ پر تمام ہو گئی یعنی باوجود واقفیت کے آیت من و فدا سے نہ اونھون نے قیدیون کو احسان رکھکر چھوڑا نہ فدیہ لیکر بلکہ اونکو پکڑ لائے بڑا تعجب یہ ہی کہ آپنے یہ بات شمس الحق کے اثبات کے واسطے بتایا ہی کہ پیغمبر خدا صلعم نے بعد فتح مکہ کے کسی قیدی کو لونڈی غلام نہ بنایا اور یہ دلیل اپنے مدعا پر لائے ہین فرمائیے کہ اس حدیث سے کیا مدعا آپ کا ثابت ہوا خالد بن ولید نے بسبب غور نکرنے کے اونکے الفاظ پر اور بسبب نہ تحقیق کرنے اونکے مدعا کے دلی کے ایک یہ غلطی کی کہ بعض کو قتل کیا دوسری غلطی کی کہ اونکو قید کر لیا اور یہ بات خلاف مرضی جناب پیغمبر صلعم کے وقوع مین آئی اسلیے دو مرتبہ جناب پیغمبر صلعم نے اونکے ان دونون فعلون سے تبریہ کیا آپ کا اس سے کیا مدعا ثابت ہوا عبث آپ نے اس واقعہ کا بیان لکھکر اپنی ناواقفی علوم عربیہ اور زبان عربی سے اعلان کرائی اور ہماری اوقات گنوائی اور کچھ مدعا آپکا حاصل نہوا قال مگر یہ دلیل دو وجہ سے غلط ہی اول تو خالد کا فعل ناسخ آیت قرآنی نہین ہو سکتا اور استدلال علما حنفیہ کا یہ ہی کہ آیت من و فدا آیات سورہ براۃ وغیرہا سے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہی منسوخ ہو گئی ہی اور تائید اوس کی فعل خالد بن الولید سے ظاہر ہی کیونکہ اگر وہ آیت منسوخ نہوئی ہوتی تو خالد بن الولید اونکو قتل کرتے نہ قید کرتے بلکہ یا فدیہ لیتے یا احسان رکھتے علما سے حنفیہ کا یہ قول ہرگز نہین کہ خالد رض کا فعل ناسخ آیت ہو گیا پس جواب مجتہد دہر کا واسطے رد استدلال علما سے حنفیہ کے کافی نہین اور استدلال علما شافعیہ کا یہ ہی کہ آیت متلوہ کے کلمات حصر صلا نہین سمجھا جاتا ورنہ خالد بن الولید کہ اوسی قوم سے تھے کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہی ہرگز ایسا

اسلمنا کے معنی یہ لکھتے ہو کہ اونھون نے صاف صاف یہ کہنا تو پسند نہ کیا کہ
ہم مسلمان ہوگئے حال آنکہ ترجمہ یہ سراسر غلط اور خلاف لغت کے ہی بلکہ اسکے معنی ہین
لپٹ جانا اونھون نے یہ کہ کہین لفظ اسلمنا صحاح جوہری دیکھیے وہ لکھتے ہین
وصبأ الشیٔ ای بلعه یعنی عرب کہتے ہین کہ صبأت الشی ای جانتا ہی وہ
اوس شی کو قاموس مین ہی صبأ علی النبی احسانا ای بطلعه یعنی معنی صبأ الشی کے جو انسان
سے ہی یہ ہین کہ وہ جاتا ہی اوس شی کو تو صبأنا کا ترجمہ یہ کیا کہ ہم بدمذہب ہوگئے
یہ بھی غلط ہی اسکے معنی اس جگہ یہ ہین کہ ہم اپنے دین سے خارج ہوگئے قاموس مین ہی
صبأ کمنع وکرم صبأ وصبوءا خرج من دین الی دین آخر صحاح مین ہی صبأ
الرجل صبوءا اذا خرج من دین الی دین قال ابو عبیدة صبأ من دینه الی دین آخر
کما تصبأ النجوم ای تخرج من مطالعها پھر الفاظ حدیث یہ ہین حتی اذا کان یوم امر
خالد اور یوم سے مراد وقت ہی یعنی جب وقت قتل اسیران آ پہونچا تو حکم دیا خالد نے
الخ آپنے درمیان یوم و امر کے ایک لفظ آخر اور بڑھا دیا ظاہرا مشکوة مطبع احمدی
مطبوعہ سنہ ۱۲۸۰ مین جو اس مقام پر جگہ خالی ہی آپنے یہ سمجھا کہ یہان کچھ لفظ رہگیا ہی پھر
آپنے اپنی طبیعت موزون سے لفظ آخر اوس جگہ گھڑ کر لکھدیا پھر بجای جعلوا یقولون
کے جعل یقولون لکھدیا یہ بھی نہ سمجھے کہ جعل صیغہ واحد ہی اور یہان ضمیر جمع کی فعل مین
چاہیے پھر باوجودیکہ اصل حدیث مین لفظ یدہ بلفظ مفرد لکھا ہی ترجمہ اوسکا بلفظ تثنیہ
لکھا کہ ہاتھ اوٹھائے قال ہمارے مخالف تو اس حدیث سے یہ استدلال کرینگے
کہ اس غزوہ مین جو بعد فتح مکہ ہوا خالد نے قیدیون کو قتل کیا اور اونکے قتل کا
حکم دیا پس معلوم ہوتا ہی کہ آیت من و فدا منسوخ ہو چکی تھی یا اوس سے حصر مقصود
نتھا اقول البتہ ہم اس حدیث سے بربنا آپ کے اقرار کے استدلال کرتے
ہین کیونکہ آپ اس جگہہ اقرار کرتے ہین کہ بہت سے اصحاب جو خالد کے ساتھ تھے

قتل سے انکار کیا اونکو صبانا کے لفظ سے اس بات کا شبہہ ہوا تھا کہ وہ مسلمان ہو گئے
تھے کیونکہ اگر وہ اونکو مسلمان سمجھتے تو قید ہی کاہیکو کرتے **اقول** دلیل مجتہدین
کی اونکے مدعا کے مطابق نہین بنا سے اسیری اوپر اشتباہ کے ہی اور دلیل انکی
ہی اوپر یقین اسلام کے درحقیقت اگر وہ اونکو مسلمان سمجھتے اور اونکے اسلام پر یقین
کر لیتے تو زنہار اونکو قید نہ کرتے مگر چونکہ لفظ صبانا افادہ اسلام مین مجمل تھا انہا
اونکو قید کر لیا اور اسی اجمال او شبہات کے سبب خالد بن الولید رضہ نے جو اون کے
قتل مین جلدی کی اوسکے مانع ہوئے اور اونکے باب مین رسول اللہ صلعم کے پاس
پہونچنے تک اجرائے حکم کو ملتوی رکھا **قال** غرضکہ یہ واقعہ اس سبب سے کہ خلاف
مرضی رسول اللہ صلعم کے ہوا اور آنحضرت صلعم نے اپنی ناراضی اسسے ظاہر کی ہماری
استنباط کا مثبت اور ممد و معاون ہی اور ہمارے مخالفون کے مفید نہین **اقول**
ہم بھی کہتے ہین کہ خالد بن الولید رضہ سے جو فعل وقوع مین آیا وہ خلاف مرضی پیغمبر
صلعم کے تھا مگر ہمارے اور مجتہدین کے درمیان مین یہ بحث ہی کہ امور غیر منصبہ
کیا تھے مجتہدین اس حدیث سے مستدل ہین اور ہم یہ فرض کرو کہ یہ حدیث
ہمارے مفید نہین مگر ہمارے مفید نہونا مستلزم اسکا نہین کہ مجتہدین کے مفید ہو
کیونکہ حدیث مین تو کچھ تصریح وجوب ان مواد کی نہین اور احتمالات مفید مجتہدین کے
اور مفید ہمارے برابر ہین بلکہ احتمالات مفید ہمارے بنسبت احتمالات مفید مجتہدین کے
زیادہ تر قوی ہین پس جبتک کہ وہ احتمالات جو ہمارے مفید ہین مجتہدین اونکو قطع
نہ کرینگے استدلال اونکا صحیح نہین ہوسکتا **قال** سوم سارے ہوازن **اقول** حکم
آنکا مفروق بتشبث بکل حشیش آپنے اس قصہ مین زیادہ تر لغب سیر سے استدلال
کیا ہی کہ استنباط مسائل فقہہ مین آجتک کسی مجتہد نے اونپر توجہ نہین کی اور نہ وہ
اس لائق ہین کہ استنباط مسائل فقہہ مین اونپر ایک ذرہ بھی اعتبار کیا جاوے

نکتہ یہ سمجھنا دوسری وجہ اول میں اونکے استدلال سے کچھ تعرض نہیں قال
دوسری اور بہت سے صحابیوں کا جو خالد کے ساتھ تھے قیدیوں کے قتل سے
انکار کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ وہ آیت منّا وفداء سے واقف تھے اقول اس
بیان سے تو استدلال میں کچھ بھی خلل واقع نہیں ہوتا بلکہ موید استدلال ہے کیونکہ باوجود
بقول مجتہد عصر کے بھی اکثر صحابہ آیت منّ وفداء سے واقف تھے پھر بھی اونہوں نے
کسیکو احسان رکھکر چھوڑا نہ فدیہ لیکر چھوڑا اور قتل سے انکار کرنا بعض صحابہ کا مستلزم
وجوب من وفداء کا نہیں بلکہ ظاہر یہ بات ہے کہ خالد بن الولید نے لفظ صبانا کے
مراد کو تحقیق نہ کیا اور ایسے حکم قتل میں بلا تحقیق عجلت کی اسپر اور صحابہ نے
انکار کیا اور قتل کے مانع ہوئے اور ممکن ہے کہ انکار قتل اس سبب سے ہو کہ قتل انکا
واجب نہیں استرقاق بھی جائز ہے قال اور کیا عجب ہے کہ اوسوقت حضرت خالد
واقف نہوئے ہوں اسلیے کہ ابھی آیت قتال کو نازل ہوئی صرف کئی دن ہوئے
تھے اور خالد بن الولید اون دنوں میں لڑائیوں میں مصروف تھے اقول واقف
ہونا اور صحابہ رض کا اور نہ واقف ہونا خالد بن الولید رض کا آیت متلوہ سے نہایت
مستبعد ہے کیونکہ ایام فتح مکہ میں یعنی جن ایام میں کہ مجتہد دہر نزول آیت کے مدعی
ہیں خالد بن الولید رض ہمراہ پیغمبر صلعم کے تھے اور لڑائی پر نہیں بھیجے گئے تھے
چنانچہ بخاری میں جو حدیث این رکز النبی صلعم الرایۃ یوم الفتح میں روایت کی ہے
اوسمیں یہ کلمات واقع ہیں وامر رسول اللہ صلعم خالد بن الولید ان یدخل
من اعلی مکۃ من کداء اور جس لڑائی میں یعنی غزوۂ فتح میں خالد بن الولید مصروف
تھے اوس لڑائی میں عبداللہ بن عمر بھی جنہوں نے انکار قتل اسرای بنی جذیمہ کا کیا تھا
مصروف تھے اور ہمراہ پیغمبر صلعم کے مکہ میں داخل ہوئے تھے چنانچہ یہ امر بھی [illegible]
بخاری و مسلم وغیرہا سے ثابت ہے قال نہیں بعید ہے کہ جن لوگوں نے قیدیوں

فرجع الناس فكلمهم عرفاءهم ثم رجعوا الى رسول الله صلعم واخبروه انهم قد
طيبوا واذنوا فهذا الذي بلغني عن سبي هوازن جب ہوازن کے لوگ مسلمان ہوکر
آئے اور رسول خدا صلعم سے سوال کیا کہ اونکا مال اور اونکے قیدی اونکو پھیر دیجاوین تو رسول
خدا صلعم کھڑے ہوئے اور اونسے فرمایا کہ مین پسند کرتا ہون جو تم چاہتے ہو مگر ٹھیک بات کہدینی مجھے
پسند ہے تم دونون مین سے ایک چیز اختیار کرلو یا تو قیدی ہی لیلو یا مال ہی لیلو مین نہایت انس
رکھتا ہون رسول خدا صلعم نے طائف سے پھر کر دس سے بھی زیادہ رات تک اون لوگون کے
آنیکا انتظار کیا تھا غرضکہ جب اون لوگون کو معلوم ہوگیا کہ رسول خدا صلعم دونون چیزین
نہین پھیرینگے بلکہ اونمین سے ایک دینگے تو اونھون نے کہا کہ ہم قیدیون کو چاہتے ہین پس
رسول خدا صلعم مسلمانون کے بیچ مین کھڑے ہوئے اور خدا کی تعریف کی جسکا وہ مستحق ہے پھر
خدا کی تعریف کے بعد فرمایا کہ یہ تمھارے بھائی توبہ کرکے آئے ہین اور مین چاہتا ہون کہ
اونکے قیدی اونکو پھیردون پس جب کسیکو یہ بات اچھی لگے وہ کرے اور جو شخص چاہے
کہ اپنا حصہ نچھوڑے تو وہ ویسا کرے یہان تک کہ دیا جاویگا اوسکا حق اوس مال سے جو سب سے
اول خدا ہمکو دیگا لوگون نے عرض کیا کہ ہم آپ ہی کی بات کو پسند کرتے ہین رسول خدا
صلعم نے فرمایا کہ ہم نہین جانتے کہ کسنے تم مین سے ایک اجازت دی اور کسنے نہین دی تم جاؤ تاکہ
تمھارے مکھیا یہ بات آنکر کہین سب لوگ گئے اور اپنے اپنے سرگروہون سے کہا پھر وہ لوگ رسول
خدا صلعم پاس آئے اور اطلاع کی کہ سب لوگ پسند کرتے ہین اور اجازت دیتے ہین یہ قصہ
ہوازن کا ہے جسکی اطلاع ہمکو ہوئی ہے **اقول** حیف ہے کہ جو شخص محاورہ مین تمیز نکرسکے انس یانس
کو اَیِسَ یَایَسُ رَدَّ یَرُدُّ رَدًّا فھو رادٌّ کو رُدَّ یُرَدُّ رَدًّا فھو مردودٌ سمجھے الی غیر ذالک وہ مدعی
اجتہاد فی الدین ہووے اور مجتہدین عظام پر زبان طعن دراز کرے فرمائیے جناب معلی
القاب فرید عصر مجتہد دہر آپنے یہ ترجمہ (کہ مین پسند کرتا ہون جو تم جانتے ہو) کس تحقیق
کا کیا ہے آپ کو یہ ترجمہ لکھتے وقت کچھ بھی خدا کا خوف آیا اور وہ حدیث بھی یاد آئی کہ من

بڑا تعجب ہی کہ آپنے چند ایسی کتابین حدیث کی کہ جنمین ضعیف و صحیح حدیثین مخلوط ہین ساقط
الاعتبار ٹھہرائی ہین اور کتب سیر سے کہ جنکی حکایات و روایات کا ٹھکانا نہ سلسلہ
رواۃ کا صاحب وحی صلعم تک پہونچا ہی نہ راویون کا نام معلوم ہی استدلال فرماتے ہو
صلت علی الاسد و یلبث من الشاۃ خوب سمجھ لیجیے کہ مین ایک ذرہ بھی سیرت ہشامی
اور سیرت محمدی کی طرف متوجہ نہونگا اور جسقدر کہ آپنے اونکی بنا پر کچھ لکھا ہوگا اوسکو
سراسر لغو اور بے بنیاد سمجھکر اوس سے کچھ بھی تعرض نکرونگا یہی وہان تھا جس سے آپنے
شروع رسالہ مین بہت لاف و گزاف کی باتین نکالی تھین سبحان اللہ گرے سے تو ایسے
گرے یا این شوراشوری یا این بے نمکی + مصرعہ + بے خبر قدر تو اینہمہ داغ شراب پیشت +
اور آیندہ بھی آپ اسکا لحاظ رکھین کہ بمقابلہ مسلمانون کے کتب سیر و تواریخ سے
استدلال نہ کیا کرین ورنہ مطلقاً جواب نہ دیا جاویگا قال بخاری مین اسی واقعے
کی بابت یہ حدیث ہی ان رسول اللہ صلعم قام حین جاءہ + وفد ہوازن مسلمین
فسألوہ + ان یرد الیہم اموالہم و سبیہم فقال لہم رسول اللہ صلعم معی من
ترون واحب الحدیث الی اصدقہ فاختاروا احدی الطائفتین اما السبی
واما المال وقد کنت استانیت بکم وکان انظرہم رسول اللہ صلعم بضع
عشر لیلۃ حین قفل من الطائف فلما تبین لہم ان رسول اللہ صلعم غیر راد
الیہم الا احدی الطائفتین قالوا فانا نختار سبینا فقام رسول اللہ صلعم فی المسلمین
فاثنی علی اللہ بما ہو اہلہ ثم قال اما بعد فان اخوانکم قد جاءونا تائبین وانی
قد رأیت ان ارد الیہم سبیہم فمن احب منکم ان یطیب ذلک فلیفعل ذلک
ومن احب منکم ان یکون علی حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول ما یفیء اللہ علینا
فلیفعل فقال الناس قد طیبنا ذلک یا رسول اللہ فقال رسول اللہ صلعم انا لا
ندری من اذن منکم فی ذلک ممن لم یاذن فارجعوا حتی یرفع الینا عرفاؤکم امرکم

کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعده من النار جسنے جھوٹھ بولا مجھپر عمداً تو چاہیئے کہ مہیا
کرلے وہ اپنی جگہہ دوزخ مین انصاف سے کہو کہ من ترون کا یہی ترجمہ ہی جو آپنے لکھا ہی جب
آپ احادیث نبوی کے معنی بھی نہین سمجھ سکتے تو کیونکر البدی مین ٹپکر مجتہد بن بیٹھے ہو
معنی یہ ہی من ترون کے یعنی ظرف ہی اور بعلی اختلاف النحاة بتاویل جملہ فعلیہ یا اسمیہ کے
خبر مقدم ہی من موصول ہی ترون فعل صلہ ہی ضمیر عائد محذوف ہی جیسا کہ اکثر ہوتا ہی کما قالوا
وقد یحذف العائد لقیام قرینة لیس قد بیکلام یہ ہی کہ معنی من ترونهم ترون رویت
بصر سے ہی نہ رویت قلب سے جیسا رأیت زیداً کیونکہ رویت قلب متعدی الی مفعولین ہوتا ہی اور یہ
رأیا کا یہان موقع نہین اور نہ کچھ معنی صحیح ہو سکتے ہین من مخصوص ہی واسطے ذوی العقول کے
قال الجوهری ومن اسم لمن یصلح ان یخاطب فاهو مبهم غیر متمکن وهو فی اللفظ واحد و
یکون فی معنی الجماعة یعنی من اسم ہی واسطے اوسکے جو صلاحیت خطاب کی رکھتا ہی اور
مبہم غیر متمکن ہی اور لفظ مین واحد ہی اور ہوتا ہی معنی جمع مین پس ترجمہ صحیح اس جملے کا یہ ہی
کہ میرے ساتھ وہ لوگ ہین کہ جنکو تم دیکھتے ہو مراد اس سے یہ ہی کہ مین تمھارے سوال کے پورا کر دینے
مین بالانفراد اختیار نہین رکھتا بلکہ میرے ساتھ تو یہ جماعت ہی کہ جنکو تم دیکھتے ہو یعنی
بالاشتراک اس جماعت کے تمھارے سوال کے پورا کر دینے مین معذور ہون سو مجھسے ایک
بات پکی سچی کہہ دیجیے آپنے یردّ الیہم اموالهم و سبیهم کا ترجمہ کیا ہی کہ پھیر دیے جاوین الخ یہ بھی
غلط ہی یرد فعل معروف ہی اور اموال اور سبی مفعول اور ضمیر فاعل مستتر راجع طرف رسول اللہ صلعم
کے ہی صحیح ترجمہ یہ ہی کہ پھیر دین رسول اللہ صلعم اونکو اونکا مال اور سبی پھر وقد کنت استأنیت بکم کا
ترجمہ جو یہ کیا کہ مین بیشک تمسے انس رکھتا ہون اس سے ظاہر ہوتا ہی کہ جناب مجتہد عصر ہنوز
علم تصریف سے بھی ناواقف ہین یہ بھی نہین سمجھتے کہ استأنیت استفعلت انی یانی سے ہی اور
ناقص ہی انس یانس سے جو صحیح اللام مهموز الفاء ہی کسطرح ہو سکتا ہی (ان ی) و (ان س)
کیونکر ایک ہو سکتے ہین جناب مجتہد صاحب آپکی حدسی اجتہاد ہین جسکے لیے کمال مداخلت

استدلال اسپر کرتے ہین کہ آیت من و فدا سے وجوب من و فدا ثابت نہین ہوتا یا یہ کہ وہ منسوخ
ہی اسلیے کہ اگر حکم اوسکا وجوبی ہوتا اور صحابہ مین کسی نے اوسکو ایسا جیسا کہ مجتہد عصر سمجھتے ہین نسمجھا
تو یہ موقع تھا کہ پیغمبر خدا صلعم اوسکا اعلان فرماتے اور اصحاب کو اوس آیۃ کی طرح آگاہ کرتے نہ یہ کہ
ایسے موقع پر ذکر بھی اوس آیت کا زبان پر نہ لاتے حالانکہ یہی دلیل ہی کہ اگر من و فدا واجب تھا تو اوس
روز کے قریب تک اونکو کیون روک رکھا تھا فرض کہ جنکے واسطے کوئی زمانہ معین نہو اونکی
تعمیل مین عجلت ہی بہتر اور یہی کاملون کی شان ہے اوسمین اسقدر تاخیر نہایت مستبعد ہی پانچوین
دلیل یہ ہی کہ اگر چھوڑ دینا سبایا کا واجب ہوتا تو حضرت صلعم اونکو تقسیم کیون کر دیتے صحیح مسلم
مین اخیر اس قصہ مین مذکور ہی فلما غشوا رسول اللہ صلعم نزل عن البغلۃ ثم قبض قبضۃ من
تراب من الارض ثم استقبل به وجوههم فقال شاهت الوجوه فما خلق الله منهم انسانا
الا ملأ عينيه ترابا بتلك القبضة فولوا مدبرين فهزمهم الله وقسم رسول الله صلعم
غنائمهم بين المسلمين جب گرد اگرد ہو گئے کفار ہوازن وغیرہ پیغمبر صلعم کے تو پیغمبر صلعم اوتر
خچر پر سے پھر ایک مٹھی خاک کی زمین سے بھر کر اونکے موہون کی طرف پھینکی پس کہا کہ بگڑ گئے
مونہ پس نہین پیدا کیا تھا خدا نے اونمین سے کسی انسان کو مگر یہ کہ بھر دیا اوسکی آنکھون مین
مٹی کو اوس خاک کی مٹھی سے پس وہ کفار پیٹھ پھیر کر پھر گئے پس بھگا دیا اونکو اللہ تعالی نے
اور تقسیم کر دیا پیغمبر خدا صلعم نے اونکی غنائم کو درمیان مسلمانون کے دیکھو یہ سب معاملہ وفد
ہوازن سے پیشتر کا ہی چنانچہ سیاق کلام سے واضح ہی اور دلیل قوی اسپر حدیث بخاری
کی ہی کہ جس سے ثابت ہی کہ حضرت عمر رضہ کو دو چھوکریان منجملہ اوس غنیمت کے ملی تھین چنانچہ
الفاظ حدیث یہ ہین اصاب عمر جاریتین من سبی حنین فوضعهما فی بعض بیوت مکة
الی بیت پائی تھین عمر رضہ نے دو چھوکریان منجملہ قیدیون حنین کے پس رکھدیا تھا اون کو
بعض گھرون مین مکہ کے ایک اور دلیل اوپر وقوع تقسیم کے قبل آنے ہوازن کے یہ ہی کہ ابو داؤد
نے بایں الفاظ بعد نقل قصۂ مذکورہ کے روایت کی ہی فقال رسول اللہ صلعم ردوا علیہم نساءهم

ور مفعول کو فاعل بنا دیا صحیح ترجمہ یہ ہے کہ کلام کیا اونسے عرفا انکے نے یہان تک تعجب بیان تھا
ون جاہلیون کا جو مجتہد عصر سے نسبت ناواقفی کی زبان عربی سے ظہور مین آئین اب ہم یہ کہتے
ہین کہ یہ حدیث ہمارے مدعا کی دلیل ہے اور مجتہد عصر کے ابطال دعوی پر حجت قاطع ہے بچند وجوہ
اول یہ کہ پیغمبر خدا صلعم نے اونسے بسبیل مانعۃ الجمع کے یہ بات فرمائی کہ اختیار کر دیا اموال کو یا
سبایا کو یعنی اگر مال لینا چاہو گے تو سبایا نہ پاوینگے پس ظاہر ہوا کہ سبایا کا نہ دینا اور استرقاق
دونکا بعوض قبول پیغمبر صلعم جائز تھا اس سبب سے صاف متحقق ہوا کہ من و فدا واجب نہین اور کچھ ممنوع
نہین کہ من و فدا پر عمل نہ ہووے اور یہی ہے مدعا ہمارا اگر وے لوگ بموجب ترغیب پیغمبر صلعم کے مال کا
لینا اختیار کرتے تو اس صورت مین بلا شک و شبہ باقتضاء مانعۃ الجمع کے استرقاق سبایا کا بموجب
حکم پیغمبر صلعم کے لازم آتا ورنہ وہ حصر کہ جسکا مجتہد صاحب مدعی ہوتے ہین صراحۃً باطل ہو جاتا
پس یہ حدیث ہر آئینہ مثبت ہمارے مدعا کی اور مبطل دعوی مجتہد عصر کی ہے نہ برعکس دوسرے یہ کہ اگر
فی الحقیقت چھوڑ دینا سبایا کا بطور احسان یا بعد لینے فدیہ کے بغیر کسی شرط کے واجب
ہوتا جیسا کہ مجتہد صاحب ادعی کرتے ہین تو اوسکو مشروط اوپر دست برداری دیگر مال غنیمت
کے کیون کیا جاتا جس حال مین کہ چھوڑ دینا بحکم آیت قرآن کے واجب تھا تو پیغمبر خدا صلعم نے
اوسکو مشروط اسپر کیون کیا کہ اگر مال نہ لوگے تو سبایا دیجاوینگی ورنہ نہین کیا وے نعوذ باللہ بزعم
مجتہد صاحب آیت کے معنی اور فرضیت من و فدا کو نہین سمجھتے تھے کیا صاحب وحی الٰہی
کو مجتہد صاحب کے برابر بھی نہ سمجھتے تھے جو من و فدا کے وجوب مطلق کو مشروط اوپر دست برداری دیگر
اموال کے فرماتے تھے اور جنکے چھوڑ دینے کا حکم قطعی قرآن مین آ چکا تھا اونکو بالجبر روک رکھتے
تھے العیاذ باللہ تعالیٰ تیسرے یہ کہ جس حالت مین نص قطعی اونکے چھوڑ دینے کی موجود تھی پس استرقاق
صحابہ سے مین کیا تھی حکم قطعی تو ہر آئینہ واجب الاجرا ہے خواہ کوئی راضی ہو یا نہ ہو اسقدر مبالغہ
فرمانا پیغمبر صلعم کا اونکی رضا مین اور جب تک کہ بخوشی تمام قلب راضی نہ ہوگئے تب تک نہ دینا
سبایا کا صاف دلیل اسکا ہے کہ من و فدا کچھ واجب نہین بلکہ اختیاری امر ہے اور ہم اسی جگہ سے

و ذلک واعطی انہ الیہا کچھ لطیف بیان ہے مثل مع غیر وزن کے ثابت ہی کہ ایام حنین میں تقسیم ہوئی
تھی اور مجوزان بعد ختم طائف ہے کہ اون روزون کو بلفظ ایام حنین یا یوم حنین تعبیر
نہیں کیا جا سکتا نہ شکر ان سب امور سے واقع ہو جانا اتقا سے ہو یا کا جیسا کہ جانتے ہو
ہے اور جب یہ ہم کہ بنا پیغمبر خدا کا سب امور مذکور کو ثابت ہے تو کچھ شک نہیں کہ منع و فدا امر وجوبی
نہیں بلکہ اختیاری ہے اور یہ بھی محتمل ہے کہ آیت مذکورہ منسوخ ہو جیسا کہ اکثر علمائے حنفیہ لکھتے ہیں
مجتہد عصر نے ان امور پر کچھ بحث نہیں کی البتہ حضرت عمر پر کچھ تردید و طعنہ زنی پر بس کیا ہے
قال رسول اللہ صلعم نے کسی کو کوئی لڑکی بخشی نہیں تھی بلکہ خود حضرت عمر نے گرفتار کیا تھا
اقول یہ غلط بات ہے اور محض بناوٹ اور بڑا ہی افترا ہے العیاذ باللہ من ذلک حدیث میں
لفظ اخذ عمر نہیں جو گمان اسکا ہو تا کہ وہ خود پکڑ لائے بلکہ لفظ اعطاء عمر ہے جس سے صاف ظاہر ہے
کہ اونکو باجازت پیغمبر صلعم کے ہو چکی تھین قال اسکی سند کے لیے ہم حدیث بخاری کی اپنے
پاس موجود رکھتے ہین اقول ہم بھی وہی سند اپنے پاس آپکی تکذیب کے لیے موجود رکھتے ہین اہل
انصاف اور صاحبان ایمان سے امید رکھتے ہین کہ وہ غور فرماوین کہ وہ حدیث ہمارے مدعا
کی مثبت ہے یا مجتہد عصر کی مگر مجتہد عصر نے نقل حدیث میں بہ نہایت دیانت کی جیسا کہ انکا شیوہ
و دستور ہے کی ہے اور حدیث کو بجا تے پورا پورا نقل کرتے ہین حدثنا ابو النعمان حدثنا
حماد بن زید عن ایوب عن نافع ان عمر بن الخطاب قال یا رسول اللہ انہ کان علی
اعتکاف یوم فی الجاهلیة فامره ان یفی به قال واصاب عمر جاریتین من سبی حنین
فوضعهما فی بعض بیوت مکة قال فمن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی سبی حنین فجعلوا
یسعون فی السکک فقال عمر یا عبد اللہ انظر ما هذا فقال من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السبی
قال اذهب فارسل الجاریتین قال نافع ولم یعتمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من الجعرانة ولو اعتمر
لم یخف علی عبد اللہ وزاد جریر بن حازم عن ایوب عن نافع عن ابن عمر قال من الخمس
ورواه معمر عن ایوب عن نافع عن ابن عمر فی النذر ولم یقل یوم تحقیق کہ عمر بن الخطاب نے سند کیا

وابناءهم الحدیث یعنی پھیر دو اونکو اونکے اولاد اور اونکی عورتین اگر سبایا تقسیم ہو کر ہر ایک
کے پاس نہین پہونچ گئین تھین تو پھیر دینے کا جو حکم اونکو دیا گیا اسکے کیا معنی کہکر خود ہی
حدیث سے وقوع تقسیم کا بخوبی عیان ہے کیونکہ اس حدیث مین صحیح لفظ ہے کہ من کان علی حظہ اور حظ کے
معنی یہان حصہ جیسا سمجھا گیا ہے یہین ہے الحظ النصیب اگر واقع مین قسمت نہین ہوئی ہوتی اور
حصہ ہر ایک کا معلوم نہوتا تو یہ لفظ علی حظہ یعنی اپنے حصے پر کس طرح صادق آتا علاوہ بران
جب حصہ ہی متعین نہین ہوا تھا اور مقدار اوسکی معلوم نہین تھی تو سبا دلا اوسکے حصے کا
جسکا پیغمبر صلعم وعدہ فرماتے تھے کس بنا پر متعین ہو سکتا تھا علاوہ بران احادیث مفصلہ
ذیل سے ثابت ہے کہ تقسیم غنائم حنین کے بلا عجلو اکسی اور معاملہ ہم کے واقع ہوئی
اور ہوازن کے آنے کا معاملہ بعد وقوع غزوہ طائف اور رجوع پیغمبر خدا صلعم کے غزوہ مذکور
سے واقع ہوا کہ اس اثنا مین کچھ زیادہ ایک مہینے سے گذر گیا اسلیے کہ چھٹی شوال سنہ ۸ھ
کو غزوہ حنین واقع ہوا اور آخر شوال سنہ ہجری کو پیغمبر صلعم غزوہ طائف کو تشریف لیگئے
اور مابین تیرہ روز اور اونیس روز رہکے وہان قیام فرمایا اور پھر وہان سے رجوع فرمایا اب ہم اون
احادیث کو مختصرا لکھتے ہین جنسے تقسیم غنائم حنین کی بعد ہزیمت کفار ہوازن کے بلا تراخی
ثابت ہوتی ہے بخاری بروایت علی بن عبد اللہ فاھزم المشرکون فاعطی الطلقاء
والمہاجرین ولم یعط الانصار شیئا ایضا بروایت محمد بن بشار لما کان یوم حنین
اقبلت ھوازن وغطفان وغیرھم بنعمھم وذراریھم فانھزم المشرکون واصاب
یومئذ غنائم کثیرۃ فقسم فی المہاجرین والطلقاء ولم یعط الانصار شیئا اوسکے
سیاق بیان حرف فا تعقیب قسم پر داخل ہے جس سے صاف واضح ہے کہ تقسیم غنائم مین تراخی
نہین ہوئی اگر تراخی ہوتی تو حرف تعقیب قسم پر نہوتا بلکہ کلمہ ثم ہوتا کیا ایک اور بھی
دلیل بروایت بخاری عبد اللہ بن عمر سے یہ ہے کہ ایام حنین مین ہی تقسیم غنائم ہو گئی تھی لما
کان یوم حنین آثر النبی صلعم اناسا اعطی الاقرع بن حابس مائۃ من الابل واعطی عیینۃ مثل

حصے میں جا پا آگئے ہوں اونسے بھی پھیر دادی یہ من اصطلاحی نہین ہے بلکہ حقیقۃً احسان
استنقاذ ہے چنانچہ حدیث مسلم مین اس احسان کو بلفظ اعتاق ہی تعبیر کیا ہے اور اعتاق حالت
مین جائز ہے یعنی چھوڑ دینا اونکا ہمن مابہ النزاع نہین اس قسم کے من کو تو امام اعظم رحمہ اللہ
بھی ناجائز نہین کہتے اونکے نزدیک بھی وہی من ناجائز ہے جو بحالت کفر کے دار الحرب کے
جانے کو چھوڑ دیا جاوے چنانچہ صاحب ہدایہ مقلد لکھتے ہین کہ لا یجوز ان یردھم الی دار الحرب
لان فیہ تقویتھم علی المسلمین فان اسلموا لا یقتلھم لاندفاع الشر بدونہ ولہ
ان یسترقھم توفیرا للمنفعۃ بعد انعقاد سبب الملک بخلاف اسلامھم قبل
الاخذ لانہ لم ینعقد السبب بعد ولو اسلم الاسیر لا یفادی بمسلم اسیر
فی ایدیھم لانہ لا یفید الا اذا طابت نفسہ وھو مامون علی اسلامہ انتھی یعنی جائز
نہی پھیر دینا اونکا دار حرب کو اسلیے کہ اس پھیر دینے مین تقویت کفار کی ہے مسلمانوں پر پس اگر قیدی
مسلمان ہوجاوین تو نہ قتل کرے اونکو امام بسبب اسکے کہ شر بدون قتل کے دفع ہوگئے اور
اوسکو جائز ہے کہ رقیق بنالیوے واسطے توفیر منفعت کے بعد انعقاد سبب ملک یعنی غلبہ
اور استیلا کے برخلاف مسلمان ہوجانے اونکے کے قبل اسیری کے یعنی اس حالت مین ارقاق
بھی جائز نہین اسلیے کہ سبب بعد اسلام کے منعقد نہین ہوا اور اگر اسلام لاوے اسیر تو بدلا
کرے نہین اوسکو پکڑ لیا تو نہین جائز ہے کہ اوسکو فدیے مین کسی مسلمان کے جو کفار کے ہاتھ مین قید
ہو دیا جاوے کیونکہ اسکی کچھ فائدہ نہین مگر اوس صورت مین کہ خود وہ اس بات پر راضی ہو اور
اوسکے اسلام پر اطمینان ہووے قال ورد فی حدیث کے ان الفاظ سے کہ من احب منکم ان یکون
علی حظہ حتی نعطیہ ایاہ من اول ما یفیٔ اللہ علینا بخوبی ثابت ہے کہ غازیون کا حق اسیران مذکورہ
لینے کے او کچھ نہین ہے اقول کیا خوب استدلال ہے کہ نہ بعبارۃ النص ہے نہ باشارۃ النص نہ
نہ بدلالۃ النص ہے نہ باقتضاء النص ہی صرف آپ تو ہم جاہلانہ ہے خوب کہ اگر کوئی شخص جناب
النبی الکریم مجھسے یہ فرماوے کہ اگر تم کو بہتر معلوم ہو تو اپنا یہ گھوڑا زید کو دیدو ہم تمکو اپنے اصطبل مین سے

لوٹا دیا تب تک مدعا ہمارا یہی ثابت ہوتا ہی اور اپنے حق مین مضر ہی قال بخاری نے یہ حدیث
لکھی ہی کہ عن ابی ہریرۃ قال لا ازال احب بنی تمیم بعد ثلث سمعتہ من رسول اللہ صلعم
یقول فیہم ہم اشد امتی علی الدجال وکانت منہم سبیۃ عند عائشۃ فقال
اعتقیہا فانہا من ولد اسمعیل وجاءت صدقاتہم فقال ہذہ صدقات قوم
او قومی ابو ہریرہ نے کہا کہ مین ہمیشہ بنی تمیم کو دوست رکھتا ہون جب سے کہ اونکی نسبت تین باتین
رسول اللہ صلعم سے سنی ہین آپ اونکے حق مین فرماتے تھے کہ میری تمام امت سے زیادہ سخت ہونگے
دجال پر اور انہین لوگون مین سے ایک عورت حضرت عائشہ رض پاس بندی مین تھی تو پیغمبر صلعم نے
فرمایا کہ اسکو چھوڑ دے کیونکہ وہ اسمعیل کی اولاد مین سے ہی اور اونکے پاس سے جب صدقات آئے
تو آپنے فرمایا کہ یہ ایک قوم کی صدقات ہین یا فرمایا کہ میری قوم کی صدقات ہین اقول
اگرچہ یہ ترجمہ بہت ہی غلط ہی مگر ہم آخر مین گفتگو کرینگے اس جگہ ہم اس ترجمے کو صحیح فرض کرکے
بحث کرتے ہین تحقیقی نہ سے کہ استدلال مجتہد عصر کا موقوف ہی اوپر ثبوت امور مفصلہ
ذیل کے اول یہ کہ سبیہ جو حضرت عائشہ رض کے پاس تھی بطور کنیز کے نہ تھی بلکہ اونکی حراست
مین ایک حرہ بطور قیدی کے تھی دوسری یہ کہ لفظ اعتقیہا جو حدیث مین آیا ہی اوسکے
معنی یہ نہین ہین کہ آزاد کردے بلکہ یہ معنی ہین کہ قید سے رہائی دیدے تیسری یہ کہ یہ سبیہ منجملہ اون
سبایا کے تھی کہ جو بقول ابن اسحق بعث بنی تمیم مین پکڑی گئی تھی چوتھی یہ کہ بعد پہونچنے سبایا
مذکورہ کے مدینہ مین اوسی روز یا اوس سے بہت ہی قریب پیغمبر خدا صلعم نے اوسکو چھوڑ دیا
پانچوین یہ کہ حضرت عائشہ کی حوالات مین وہ کس جرم مین رکھی گئی تھی اور کیون قید کی
گئی تھی چھٹی یہ کہ وہ سبیہ مسلمان تھی بلکہ حالت کفر ہی مین چھوڑی گئی تھی ساتوین یہ کہ قولہ صلعم
فانہا من ولد اسمعیل تعلیل اعتقیہا کی نہین ہی بلکہ لغو ہی اگر امر اول ثابت نہوگا تو یہ احتمال
قائم ہوگا کہ بطور کنیز کے وہ عائشہ رض کے پاس تھی پس مدعا مجتہد کا ثابت نہوگا بلکہ
خلاف اونکے مدعا کے متحقق ہوگا اگر امر دوسرا ثابت نہوگا تو یہ احتمال رہیگا کہ مراد

کیون گمراہ ہو گئے حال آنکہ ملا علی قاری کا بھی یہ قول نہین بلکہ اونھون نے بلفظ قیل
اسکو لکھا ہے چنانچہ عبارت مرقاۃ بلفظہ یہ ہے فقیل انما ردہ صلعم الی دار الحرب بعد اظہار
کلمۃ الاسلام لانہ قد علم انہ غیر صادق فہذا خاصۃ بہ صلعم کہا گیا ہے کہ اوسکو
پیغمبر صلعم نے دار حرب کو لوٹا دیا بعد اظہار کلمہ اسلام کے تو صرف اسلیے کہ پیغمبر صلعم نے
جان لیا تھا کہ وہ سچا نہین پس یہ مخصوص ہے پیغمبر صلعم کے ساتھ بعد اسکے دوسرے
قول مین آپکے اس قول مستندہ کو خود وہی رد کرتے ہین چنانچہ عبارت مرقاۃ بلفظہ
لکھی جاتی ہے وقیل ردہ واخذ الجملین بہ لا لانہ نافی الاسلام ولکن لان یکون
الرد شرطا بینہم فی المعاہدۃ انتہی اور کہا گیا ہے کہ پھیرنا اوسکا اور لے لینا دو
اونٹنیکا اوسکے بدلے اوسکے اسلام کا منافی نہین مگر بسبب جائز ہونے اس بات کے
کہ پھیر دینا باہم معاہدہ مین شرط ٹھہرا ہوا تھا آپنے یہان محض تقلید ہی پر اکتفا نکی بلکہ کچھ مرقاۃ
کی عبارت مین خیانت بھی کی اور اوس سے بھی کچھ مدعا ثابت نہوا کہ دوسری قیل نے آپکی مستندہ
قیل کو رد کر دیا پس یہ قول آپکا کہ وہ مسلمان نہین ہوا تھا محض بے دلیل بلکہ محض جھوٹھہ بات
ہے اور بلا اشتباہ یہی سمجھنا چاہیے کہ اوسکو بوجہ مسلمان ہوجانیکے چھوڑ دیا تھا قال پنجم
آسمان پنجم بخاری نے ترجمۃ الباب مین لکھا ہے کہ ابن اسحق نے کہا ہے کہ ذکر ہے غزوہ
عیینہ بن حصین بن حذیفہ بن بدر کا بنی العنبر پر جو بنی تمیم سے ہے رسول اللہ صلعم نے
ان لوگون پر اون کو بھیجا تھا اونھون نے وہان لوٹا اور آدمیون کو مارا اور عورتون کو
قیدی بنا لائے **اقول** اگرچہ ہمارا اسکے ثبوت مین کلام ہے کیونکہ ابن اسحق تبع تابعی
ہین اونھون نے یہ واقعہ دیکھا نہین اور اسناد کچھ بیان نہین کی پس یہ بیان اونکا قابل
اعتبار نہین کہ ماخذ کسی مسئلہ فقہیہ کا ہو سکے مگر ہم مجتہد عصر کی خاطر سے اسکو تسلیم
کرتے ہین اور کہتے ہین کہ باب یہ تو ہمارے مدعا کے موافق ہے اور جب تک آپ یہ
بات ثابت نکر دین کہ اون قیدیون کو فدیہ لیکر یا احسان رکھکر بحالت کفر دار الحرب کو

لیکن اس احتمال کے نفی پر بھی کیا دلیل ہے اور چونکہ مجتہد مستدل ہین اور اپنے دعوے پر اس
واقعہ کو دلیل لاتے ہین اور حسب بیان مرقوم امر سوم کے اون پر اس احتمال کا قطع واجب ہے
پس مجھسے تمسے کیا فرماتے ہین کہ ایسا نہ سمجھنا چاہیے اور ویسا نہ سمجھنا چاہیے جیسا کہ مجھے سمجھنے
ہین اوسکو ثابت کرنا چاہیے تاکہ کوئی اور احتمال سوائے استدلال باقی نرہے اثبات مجھ پر لازم نہیے
و مدعی ہمارے احتمالات کے عدم ثبوت اونکا دعوی ثابت نہین ہوسکتا فرض کیجیے کہ ہمارے احتمالات
ثابت نہین مگر جب اونکا بھی دعوی ثابت نہین تو دعوی اونکا اور ہمارے احتمالات ایک درجہ
مین رہے فاذا قام الاحتمال بطل الاستدلال جب قائم ہوگیا برابر کا احتمال تو باطل ہوگیا استدلال
قال بلکہ جب غزوہ بنی تمیم کے قیدی پکڑے آئے اونمین ایک عورت حضرت عایشہ پاس
تھی **اقول** جناب اسی کا ثبوت تو ہم امر سوم مین طلب کرتے ہین ثبوت اسکا بشیر نے بیان کیا بے سند
بات ہے تو ہم التفات بھی نہین کرتے **قال** سبکو بلا فدیہ بسبب اولاد ابراہیم ہونے کے چھوڑ دینے
کو فرمایا تھا **اقول** جناب حدیث مین تو ولد اسمعیل ہے آپنے ابراہیم سطر سطر لکھدیا اور آپکی
اس تقریر سے ظاہر ہوا کہ سبب اعتاق ہونا اوسکا اولاد ابراہیم یا اسمعیل علیہ السلام تھا نہ وجوب مین
پھر ہم آپسے استفسار کرتے ہین کہ صیغہ امر یعنی اعتقیہا واسطے وجوب کے ہے یا استحباب کے اگر واسطے
وجوب کے ہے تو اور قیدی جو اولاد اسمعیل علیہ السلام سے رقیق بنائے گئے وہ کیون نہ چھوڑ دیے گئے کیونکہ
علت منصوصہ اعتاق کی تو اونمین بھی موجود تھی علاوہ بران اگر امر وجوب کے واسطے ہے تو اعتاق
ہی واجب ہوا اور حکم فدا منسوخ ہوگیا اور اگر امر استحبابی ہے تو کچھ آپکے حق مین مفید نہین غایۃ
الامر یہ ثابت ہوگا کہ من مستحب ہے **قال** کیونکہ تمام قیدی بنی تمیم کے بلا فدیہ احسان رکھکر
اوسی وقت چھوڑ دیے گئے تھے چنانچہ مواہب لدنیہ مین بالتفصیل لکھا ہے **اقول** یہ قول مجتہد کا
بے دلیل محض او بسبب عدم ثبوت کے اصلا قابل توجہ اور التفات کے نہین اور استدلال مواہب لدنیہ
پر جناب مجتہد کو سلام کرتا ہون جیسے مجتہد ویسا ہی خدیا ابن شہر آشوبی کہ صاحب
پیغمبر صلعم کی بھی نہ مسنون لکھا یا یہ نہ سمجھی کہ ایک ایسی غیر مستند کتاب کی تقلید کہ کوئی مقلد بھی

لفظ اعتقیہا سے بیبی کو آزاد کر دے تو اوسکو بیں بالضرورت بدلالۃ النص اوس پر ثبوت قربت کی
دلالت کریگا اگر امر تحسیر ثابت نہوگا تو یہ احتمال باقی ہوگا کہ وہ کسی اور طرح حضرت عائشہ رض
کے پاس پہنچی ہو اور اساری بنی تمیم سے تھی جو اوس لڑائی میں پکڑی آئی تھی یعنی یہ محتمل ہے
کہ بذریعہ خرید یا ہبہ یا ہدیہ کے اونکے پاس پہنچی ہو یا کسی اور جہ سے ملی تھی اور چونکہ بیان بحث
اسیران جہاد میں ہے اور باقی ہونا ایسے احتمال کا ہر آئینہ مبطل استدلال مجتہد عصر کا ہو جاویگا
امر چہارم اگر ثابت نہوگا تو فوریت میں وقف ثابت نہوگی کیونکہ امتثال حکم وجوبی کا بغیر
دریافت ہونے کسی قید کے بہت جلد ہونا چاہیئے اور اوس وجوب کیلیے کوئی وقت معہود
نہیں کہ اوس وقت کو اوسکا ظرف یا معیار ٹھہرایا جاوے کہ اوس وقت تک اوسکی تعمیل اختیاری رہی
امر پنجم اگر کوئی عوض ثابت نہوگا تو قید کرنا اوسکا معاف دلیل اسکی ہو کہ سوا آمین وفد کے
ایک اختیار اسکا بھی ہے کہ ایسا یا کوئی فدیہ لیا جاوے تو یہ مجموعہ اون ہم لوگوں کی مجتہد عصر کی باطل ہو جاویگا
چھٹی بات اگر ثابت نہوگی تو محتمل ہوگا کہ وہ اسلام لائے ہوں اور جب وہ اسلام لائے تو بشیاست
اوسکے چھوڑ دینے کے بارہ میں کچھ کلام نہیں ساتواں امر اگر ثابت نہوگا تو صاف ظاہر ہوگا
کہ علت اعتاق وجوب میں منحصر نہیں بلکہ بسبب کراہت اولاد اسمعیل علیہ السلام کے اوسکو چھوڑا گیا اور
اوسکا چھوڑ دینا واجب نہوگا کراہت مذکور مقتضی استحباب ہے اور اولویت چھوڑ دینے کی اس نمط
پر ہے کہ بنسبت چھوڑ دینے اوروں کے چھوڑ دینا اولاد اسمعیل کا زیادہ تر موجب ثواب کا ہے یعنی
علت استحباب اعتاق کراہت اولاد اسمعیل ہے نہ وجوب میں فقط آپ یا ہم کہتے ہیں کہ امور مذکورہ
ہیں جسکے امر میں کہ مجتہد عصر نے اونسے تعرض کیا اور جسکے امر میں کہ اونسے کچھ بھی تعرض نہیں کیا
اور جنسے تعرض کیا اونکو بدلائل قویہ ثابت نہ پہنچا دیا بلکہ تقلید کے اور کچھ دلیل پیش کی سکے
اور تقلید بھی کی تو کسی مجتہد جلیل القدر کی کی یا کسی غیر مجتہد مقلد کی قال اس حدیث سے یہ
سمجھا جاتا ہے کہ غزوہ بنی تمیم کے بعد کوئی عورت حضرت عائشہ رض پاس بطور لونڈی کے
تھی اور اوسکے آزاد کرنیکا رسول خدا صلعم نے حکم دیا تھا اقول اگرچہ ایسا سمجھنا کچھ وجہ نہیں

ہوتا ہے پس اثبات اسکا کہ اس حدیث میں ارادہ آزادی غلام کا ہے بسبب کسی قرینہ قویہ کے ممتنع ہے
آپکے ذمہ تھا مگر آپ سے یہ بھی نہو سکا میں یہ نہیں کہتا کہ لفظ اعتاق بمعنی اطلاق کسی مقام
پر مجازاً مستعمل نہیں ہوا بلکہ میرا قول یہ ہے کہ اعتاق حقیقۃً بمعنی آزاد کرنے رقیق کے ہے اور
عرف میں بھی انہیں معنی میں مستعمل ہے اور جب تک قرینہ اسپر قایم نہو کہ معنی حقیقی مراد نہیں ہیں معنی
حقیقی متروک نہونگے اور جس طرح کہ لفظ اسد بدون قیام قرینہ مرد شجاع مراد نہیں ہو سکتا
اسی طرح لفظ اعتاق بمعنی اطلاق مستعمل نہیں ہو سکتا چنانچہ یہ امر فن معانی اور اصول میں مبرہن
ہو چکا ہے **قال** اوس سے یہ سمجھنا کہ وہ عورت لونڈی تھی ایک بہت بڑی فاحش غلطی ہے **اقول**
اگر یہ بہت بڑی غلطی فاحش ہے تو یہ بھی سمجھنا کہ وہ عورت قیدی تھی زیادہ تر بہت بڑی غلطی
فاحش ہے کیونکہ جب کوئی دلیل تعیین احد المعنیین کی نہیں ہے تو اگر تعیین ایک معنی کا غلطی فاحش
ہے تو تعیین معنی دوسری کا بھی بہت بڑی غلطی فاحش ہے پس دونوں احتمال علی السویہ قایم رہے اور
چونکہ آپ اس مقام میں مستدل ہیں واذا قام الاحتمال بطل الاستدلال چونکہ بیان تاسع
تقریر مجتہد صاحب کی توجیہ استدلال میں ختم ہو چکی تو اب ہم نظر کرتے ہیں کہ مجتہد صاحب نے امور
سبعۂ مذکورہ میں سے کس کس امر کو ثابت کر دیا اور کس کس سے تعرض بھی نکیا سو واضح ہو کہ تقریر مذکورۂ
بالا اور ہمارے مواخذات سے ظاہر ہے کہ نسبت امر اول کے تو انھوں نے صرف یہی بیان کیا کہ
لفظ سبی مطلق لڑائی کے قیدیوں کی نسبت مستعمل ہے اور لونڈی غلام کے معنی میں بھی بطور
متعارف کے مستعمل ہے جب ایسا حال ہے اور کوئی دلیل ارادہ قیدی کی نہیں تو دونوں احتمال
برابر موجود ہیں بلکہ مجاز متعارف ہونیکو ترجیح ہے جیسا بحث اسکی فن اصول میں مفصلاً مرقوم ہے
امر دوم کی بابت یہ فرمایا کہ لفظ اعتاق غلام کے آزاد کرنے میں بھی اور قیدی کے چھوڑ دینے
میں مستعمل ہے اگرچہ یہ بات غلط ہے مگر ہمنے تسلیم کر کے بیان بھی دونوں احتمال برابر کے قایم رہے
امر سوم کا کچھ بھی ثبوت پیش نکیا صرف دعوی ہی کر کے رہ گئے کہ وہ کاسبیہ جملہ اسارے
بنی تمیم کے تھی پس یہاں سب احتمالات مخالف باقی رہ گئے امر چہارم کی بابت یہ تو فرمایا

رکھتا ہون بنی تمیم کو بعد تین خصلتون کے سننے کے جو مینے سنی ہین رسول اللہ صلعم سے کہتے تھے
پیغمبر صلعم اونکی نسبت کہ وہ میری تمام امت مین زیادہ تر سخت ہین دجال پر اور تھی ایک اونمین کی ایک
لونڈی عائشہ رض کے پاس پس کہا پیغمبر صلعم نے اسکو آزاد کردے تو اسکو کہ یہ اولاد اسمعیل سے ہے اور آئے
صدقات اونکے تو کہا پیغمبر صلعم نے کہ یہ ایک قوم کے صدقات ہین یا یہ کہا کہ میری قوم کے
صدقات ہین اصل حدیث سے ہمارا مدعا ثابت ہے یہ مجتہد عصر کا بعد اسکے جو مجتہد عصر ایک حدیث کبیر
الغنم کی لکھکر اوس پر اعتراض کیا ہی ہمکو اوسمین کچھ بحث نہین مگر اسقدر کہ اس حدیث کو مجتہد عصر نے
کہ جیسے اوسکی نسبت فرماتے ہین کہ یہ حدیث محض بے جوڑ اور خلاف اصول و محض ناسمجھی کی ہے اگر ایسی
لغو یا یہ مسائل مذہب اسلام کی بنیاد ہو تو خدا حافظ ہی اسیطرح چند حدیثیں کہ جنسے ہم نے استدلال کیا
ہی اوسکی نسبت بھی یہی کلمات بلکہ اس سے بھی بڑھکر اور ان سے زیادہ وہ ملامت کرنی خلاف تہذیب
محاورہ عرب سے پہونچ جو پابند ہوگئے اس مجتہد صاحب نے سب اقوال بعض فقہا کی نسبت جو ہم نے ایراد کیا تھا
جو سب بہت تطویل کی ہی ہمارا یہ مذہب نہین پس ہم پر اوسکی نسبت کچھ بھی ضرور نہین مگر یان اسقدر
البتہ ہم کہینگے کہ مجتہد عصر کو کچھ چارہ اس سے نہین کہ یہی مذہب قبول کرین اور آپ ہی اپنے اعتراضات
اور مطاعن کے مورد و مطعون ہون کیونکہ جب اونھون نے مسئلہ اعتاق کو واسطے وجہ سے ٹھہرایا
اور علت اوسکی خود یہ ٹھہرائی کہ انہ من ولد اسمعیل تو بموجب اس علت منصوصہ کے یہ لازم آیا کہ سب اولاد
اسمعیل علیہ السلام مین اونکا استرقاق ہرگز جائز نہ ہو فرمائیے جناب مجتہد دہر اسکا کیا جواب ہی اور اگر یہ
مذہب الزاماً آپکا نہو مگر لزوماً تو یہ مذہب آپ سے ہی کا قرار پاتا ہی بروقت ترجمہ حدیث کے اسکی تائید پر بازی کیا
قال پس ان حدیثون اور اقوال علما سے ظاہر ہو کہ قبل نزول آیت من و فدا کی قوم عرب کو لونڈی
و غلام بنانا رائج تھا پس بعد نزول اس آیت کے جو پیغمبر خدا صلعم نے سب کو احسان رکھکر یا فدیہ لیکر
چھوڑ دیا تو اوسکا سبب یہ تھا کہ وہ لوگ قوم عرب سے تھے بلکہ اسی آیت کے حکم کی مطابق چھوڑا تھا
اقول سب مجتہد عصر کی غلطی ہی تمام بحث ختم کر چکے مگر ایک حدیث سے بھی یہ ثابت نہ کیا کہ کسی
قیدی کو اوسنے حالت کفر کے فدیہ لیکر یا احسان رکھکر چھوڑا ہو و البتہ اساری بدر کو تو چھوڑا تھا

تمام قیدی اوسی وقت چھوڑ دیے گئے تھے مگر کچھ ثبوت پیش نکیا امر ششم و ہفتم سے کچھ تعرض
بھی نکیا امر ہفتم کا تو خود اقرار کیا کہ سبب کلام امتناق کا ہونا اوسکا اولاد ابراہیم سے ہونا بتجویز خود گھڑ لیے ہیں کہ
اسکو یا فائدہ نہیں ہے اولاد ابراہیم ہونیکے سبب چھوڑ دینے کو فرمایا تھا آنحضرت صلعم نے بہ صد حساب استغفار
لکھے ہیں کہ یہ بیٹیا آپنے واسطے اثبات اپنے مدعا کے کیون پیش کی سمجھنے مانا کہ احتمالات
مذکورہ دونون برابر ہیں مگر جبکہ دونون احتمال برابر کے ہیں تو آپکا استدلال اوس سے کیونکر
صحیح ہو سکتا ہے جب تک آپ بسبب احتمال کے احتمال ثانی کو باطل نکر دیں تب تک آپکا مدعا کچھ ثابت نہیں
ہوتا اور یہ سب خامہ فرسائی آپکی بیفائدہ محض ہے اب ہم سنئے تائید ہمارے مدعا کی نسبت
امر اول کے ہم کہتے ہیں کہ مراد لفظ سبایا سے زیر دالاتت نہیں کیونکہ محل حرمت میں لفظ
حرمت مستعمل ہوتا ہے کما قال امرؤ القیس تجاوزت احراسا الیہا و معشرا علی حراصا لو یسرون مقتلی
اور یہاں لفظ حرمت نہیں بلکہ لفظ سبایا ہے کہ جس سے کسی طرح حرمت مراد نہیں لی جا سکتی علاوہ
بران حضرت عایشہ کا مکان قید خانہ نتھا نہ وہ قیدیوں کی حرمت پر اوتر سکتی ہیں پس اراده
ایسے احتمال بعید کا باوجود قائم ہونے قرینہ لفظی کے اوس احتمال اول کے ارادہ سے قطعاً ممنوع ہے
نسبت امر ثانی کے ہم کہتے ہیں کہ لفظ اعتاق قیدی کے چھوڑ دینے میں ہرگز حقیقۃ مستعمل
نہیں ہو سکتا بلکہ لفظ فک مستعمل ہوتا ہے چنانچہ حدیث میں آیا ہے فکوا العانی یعنی الاسیر واطعموا
الجائع وعودوا المریض اور مجتہد عصر کوئی سند اوس معنی مطلق چھوڑ دینے کے پیش نہین کی
پس جب آیا کہ اوسکے معنی یہی متعین ہوویں کہ آزاد کردے تو اوسکو قربت کیونکہ از روئے
لغت معنی حقیقی اعتاق کے آزاد کرنا رقیق کا ہے اور جب تک کوئی قرینہ خلاف قائم ہوگا
معنی حقیقی کو ہرگز ترک نکیا جاویگا اور چونکہ خود مجتہد صاحب نے حدیث ماخلق الله شیئا
علی وجہ الارض احب الیہ من العتاق میں جو لفظ عتاق ہے اوسکے معنی غلام آزاد کرنے ہی
کے لیے ہیں یہاں کیون وہی معنی مراد نہیں لیتے وہاں کیا ضرورت تھی اور یہاں کیا ضرورت مانع
ہے ہرگز وہ کہ یہ دونون امر ہمارے مدعا کے موافق ثابت ہو گئے تو حدیث کا ترجمہ صحیح یہ ہوا کہا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ہمیشہ

کا نسبت جواز اشتراق کے بیان نہیں کر سکتا اور جب اوسکے بیان سے عاجز ہوتے ہیں تو
کہتے ہیں کہ فعل رسول اللہ صلعم ہمارے لیے حجت ہے اقول کرتے دن علماء اسلام بیان سے عاجز ہوئے ہیں آپکے سامنے
کس عالم نے جز بیان کیا تعلیل آیات واحادیث سے یہ سمجھے کہ اشتراک فعل کو ثابت کر دیا ہے اور مزید براں فعل
رسول اللہ صلعم سے کہ بیشک افعال امور دینیہ میں ہوں تو سب وحی کے واسطے ہدایت کافہ انام کے
ہیں اپنے ساکو اور آپکے وحی کے رسالہ کو باحسن الوجوہ بابیہ اثبات کو پہونچا دیا یا انہوں
اگر آپ اپنی آنکھ کی طرف بند کر لیں تو مجبوری ہے قال اس بات کو ہم تسلیم کرتے ہیں
اور فعل رسول خدا صلعم کو مثل آپکے قول کے سر اور آنکھوں پہ رکھتے ہیں اقول شعر
ای آنکہ لاف میزنی از دل کہ عاشق ست * طوبی لک ار زبان تو با دل موافق ست *
قال مگر فعل کی تفتیش بے اوسوقت توجہ ہوتی ہے کہ قول یا حکم موجود نہو اقول واہ کیا
خوب آپنے فعل کی تائید فرمائی اسیکا نام مماثلت ہے جیسا آپ بھی سمجھے کہ فعل کو مثل قول کے
سر اور آنکھوں پر رکھتے ہیں اسیکے عدم التفات اور عدم توجہی کا نام ہے سر آنکھ وغیرہ اور جناب
آپکے مجتہد میں آیا یہی کام ہے مجتہد کا کہ صرف قول یا حکم کو دیکھے اور فعل سے غفلت کرے کیا افعال
پیغمبر آپکے برخلاف اقوال و احکام کے ہوتے ہیں کیا وے مقدس لوگ کہتے کچھ ہیں کرتے
کچھ ہیں ذلک ظن الذین کفروا اہل اسلام کا یہ عقیدہ ہے کہ افعال انبیای کرام بحسب
مطابق احکام کے ہیں اگر ایسا نہو تو اونمیں اور فساق میں کیا فرق رہے اور افعال انبیا
کرام کے مفسر کلام اور احکام خدای تعالی کے ہوتے ہیں کہ جنسے آیات و احادیث مجملہ درجہ
اجمال سے نکلکر تفسیر کے درجے کو پہونچ جاتے ہیں پس کیا آپکا اجتہاد ہے کہ ایسی بڑی
اصل سے آپ عمدا غفلت کر رہے ہیں اور اوسکی طرف توجہ نہیں فرماتے کیا وہ حدیث متفق
علیہ آپکی نظر نہیں پڑی ما بال اقوام یتنزہون عن الشیئ الذی اصنعہ فواللہ انی لاعلمہم
باللہ واشدہم لہ خشیۃ کیا حال ہے اون قوموں کا جو اپنے تئیں منزہ کرتے ہیں اوس چیز
سے جسکو میں کرتا ہوں پس قسم ہے خدا کی کہ میں ہر آئینہ زیادہ تر جاننے والا ہوں سب سے خدا کو

اونکو بعد اسکے نہین تعجب ہو را عنا نیز بحث اسکی اہر گرہ کری قال تمام کام جو رسول اللہ صلعم نے کیے اور تمام احکام جو رسول خدا
صلعم نے صادر فرمائے سب کا منشا غلامون کی آزادی اور غلامی کا معدوم کرنا تھا اقول
ہم اسکا جواب مجتہد عصر کو شروع مین دے چکے ہین ضرورت اعادہ نہین قال یہانتک کہ غزوہ
طائف مین عام منادی کردی تھی کہ جو غلام نکلکر ہمارے پاس چلا آویگا وہ آزاد ہی اقول اسوقت ہم
مجتہد عصر کا امتحان لیتے ہین کہ آیا وہ اپنے عہد پر قائم ہین یا نہین اور جس معاملے مین بحوالہ کسی کتاب
معتبر کے لکھتے ہین با حوالہ اوس قسم کے کتاب کے جسکی سند اگر فریق ثانی لاتا ہی تو بڑی ہی طیش و
غضب فرماتے ہین کہ یہ حدیث محض لغو اور بے جوڑ ہی آگے آپ دیکھیے خود مجتہد صاحب کی قال
مواہب اللدنیہ مین لکھا ہی کہ نادی منادیہ علیہ الصلوۃ والسلام ای عبد نزل من الحصن
وخرج الینا فھو حر رسول اللہ صلعم کے منادی کرنے والے نے منادی کی کہ جو غلام قلعے مین
سے نکلکر ہمارے پاس چلا آویگا وہ آزاد ہی پس جبکہ غلامون کو ایسے عام منادی سے آزاد کرتا تھا وہ
آزادون کے غلام بنانے پر کبھی راضی نہ تھا اقول اسکا جواب ہم مجتہد عصر کو بالفاظ جناب
مخدوم و مکرم الیس آئی سید احمد خان سلمہ اللہ تعالی کے دیتے ہین کہ یہ بات محض بے جوڑ اور
خلاف اصول اور محض نامعتبر ہی اگر ایسے لغویات پر مسائل اسلام کی بنیاد ہو تو خدا حافظ ہی
انتہی + الحمد للہ والمنۃ کہ اس باب مین بھی ہمنے مجتہد عصر کی غلط کاری اور ناواقفی اونکی علوم
عربیہ سے بخوبی ثابت کردی اور قبل شروع کرنے بحث اس باب مین یہ بھی بخوبی ثابت کردیا ہی کہ
ابتدائے فتح مکہ سے کبھی سبایا کو لونڈی غلام بنا لیا گیا اور مجتہد عصر اونکا دعوی اصلا ثابت نہو سکا
بلکہ اس وقت بھی اس قسم کا جسکو امام ابو حنیفہ رح نا جائز کہتے ہین اونسے مطلقا ثابت نہوا
اب آگے اس کے جو مضمون اس باب ہشتم مین کچھ بیان ہوا ہو گی ہی وہ سب حرکت مذبوحی ہی مگر ہم اوپر لکھ چکے
ہین کہ ہم اس بحث مین اونکو خوب مغلوب کرینگے لہذا اس باب ہشتم مین بھی اونکے اجتہاد کی خبر
لیتے ہین قال باب ہشتم اون حدیثون اور روایتون کے بیان مین جنسے لونڈی غلام
بنانے کا عمل رسول خدا صلعم کی نسبت منسوب کیا جاتا ہی تمام علماء اسلام کوئی حکم رسول خدا صلعم

یا اوس فعل پر جو بابعد اوسکے ہوا ہی قائم ہوگی اقول اس حکم کا زمانہ جو آپنے خودولی سے
قائم کیا ہی محض غلط اور بے بنیاد ہی کیونکہ اوسکی ہمین کوئی دلیل آپنے اوسپر پیش نہین کی
پس مجرد قول آپکا شرعیات مین کب معتبر ہوسکتا ہی دیکھو فائدہ جلیلہ بحث اول کا اور ہمنے اگرچہ
بالتعیین تو نہین مگر دلیل قطعی سے نزول اوسکا پیشتر از واقعہ بدر ثابت کردیا ہی پھر اوسکے بعد
جو افعال و اقوال جناب رسالتمآب صلعم کے ہین اور جو آیات نازل ہوئی ہین ہمنے اونکو
ہین اور بعض اونمین سے آپکو بھی معلوم ہین بلکہ ہمنے تو غزوہ اوطاس اور طائف جو بعد فتح
مکہ کے ہی اور آپکے قول کے مطابق بھی بعد نزول آیت مذکورہ کے ہی وہان تک کے حالات سے
اور اوس روز کی لونڈی ہوئی آیت اور اوسپر فرس کے اقوال پیغمبر خدا صلعم آپکی تکذیب کی ہی
اور قول پیغمبر صلعم جو در باب اہل فارس کے نقل کیا ہی ثابت کردیا ہی کہ حکم استرقاق تا قیامت قائم
اور محکم ہی ذرا آنکھین کھولکر دیکھیے **قال** لیکن با اینہمہ ہم ان حدیثون اور روایتون کا
بھی ذکر کرینگے جنسے لونڈی و غلام بنانے کا فعل جناب رسول اللہ صلعم کی نسبت قبل
نزول آیت اما منا بعد و اما فداء کے منسوب کیا جاتا ہی **اقول** آپ جہان مدعی اسکے ہوئے
ہین کہ وہ فعل قبل از آیت من و فداء کے ہی اور جو مقدمہ نزول آیت کا بروز فتح مکہ آپنے پیشتر کیا تھا
اوسکو ثابت نکیجیے لیس یہ ہر واقعہ مین اثبات اسکا لازم ہی کہ یہ واقعہ قبل از نزول آیت مسطور
ہی مگر عموما ہم بیان لکھدیتے ہین کہ آپ اثبات اس امر سے کہ یہ واقعہ قبل نزول آیت مسطورہ کے ہوا
قاصر رہے ہین **قال** جو لطیف لطیف نکتے اونمین ہین اونکو بھی بغیر بیان کیے نہین چھوڑینگے
اقول ماشاء اللہ کلمات قرآن کو تو سمجھتے ہی نہین احادیث کے ترجمے اکثر غلط فرماتے
ہین کلام عرب اور علم ادب سے کچھ بھی آگاہ نہین با اینہمہ کمالات نکات و لطائف کلام مقدس
کے ضروریات فرماوینگے البتہ فن تحریف و تشنیع مین جو دستگاہ کامل ہوگئی ہی اونکو بیشک
بغیر بیان کیے نچھوڑینگے **قال** سب سے بڑا واقعہ (الی قولہ) غزوہ بنی قریظہ ہی مگر غزوہ قبل فتح مکہ
کے ہی **اقول** مسلم ہی بیشک بڑا واقعہ ہی اور قبل از فتح مکہ ہی **قال** اور قبل نزول آیت

اور سب سے زیادہ خوف خدا کا کرتا ہو وہ آیت قرآن کی ابھی تک آپنے نہین دیکھی لقد کان
لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ بیشک ہے تمکو پیروی نیک رسول خدا کی قال اور اس
باب مین حکم قرآنی فاما منا بعد واما فداء موجود ہے جسمین کچھ شبہہ نہین اقول حکم مین تو کچھ
شبہہ نہین مگر اوسکے سمجھنے کا کچھ علاج نہین اوس علم کو بسبب ناواقفی کے زبان عربی
آپنے ویسا نہین سمجھا سکے غلبہ توہمات اور اہل یگر اہون کی صحبت سے جس سمجھنے سے نفرت کر
ہو گیا پیغمبر خدا صلعم کا عمل اس آیت کے برخلاف تھا پیغمبر صلعم کے افعال کو منافی اس آیت کا
سمجھنا گویا انہین برخلاف اوسکے سمجھنا ہے اور تشریح معنی آیت کی ہم بخوبی کر چکے ہین تقلید
گمراہون اور پاس خاطر علما سے آپ دست بردار ہو کر اوسکو بلا خوف دیکھیے اور اگر کچھ شک رہ جاوے
تو بتلاو۔ ایک بیچ قال جو کام رسول خدا صلعم نے کیے یا آپکے سامنے ہوئے اور انکو زمانہ
نبوت تک اوسکے مخالف کوئی حکم آیا نہ اوسکے برخلاف کوئی کام ہوا وہی کام کسی مسئلہ
شرعی کے بنیاد ہو سکتے ہین اقول ہاں اکثر الی الرشاد ہم شروع سے یہی منادی کرتے
ہین مگر آپ یہ بات زبان سے تو کہتے ہین مگر دل سے نہین مانتے اور نہ اوسپر عمل کرتے ہین قال
اس مقام مین ہم بحث کرتے ہین کہ ہمنے نص صریح قرآنی کو سند پکڑا ہے اقول اول تو آپکو
لازم تھا کہ آیۂ مذکورہ وجوب من یا فدا مین نص ہے یا نہین اور اگر نص ہونا معلوم ہو تو اس امر
کا لحاظ ضرور ہے کہ آیا یہ محکم ہے یا منسوخ سو ہم دونون شقون پر آپسے اوپر بحث کر چکے ہین اور
آپکے استدلال کو باطل ٹھہرا چکے ہین اور آپنے ایک حرف بھی اوس آیت کا اور ان آیات کا جو
اس بحث سے متعلق ہین نہین سمجھا قال اور یہ ثابت کیا ہے کہ اوسکے بعد فعل رسول خدا
صلعم ہمیشہ اوسی آیت کے مطابق رہا ہے اور کبھی اوسکے برخلاف نہین ہوا اقول بحث اسکی مفصل
گذر چکی ہے اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس آیت کے بعد استرقاق اور قتل بفعل و فرمان پیغمبر صلعم
کے ہوا قال تو پھر اوس حکم کے ماقبل کے فعل رسول اللہ صلعم کی تفتیش کرنے کی ضرورت
نہین ہے کیونکہ اس حکم سے ماقبل کا فعل کیسا ہی ہو وہ مسئلہ شرعی کی بنیاد اوسی حکم صریح پر

لقد اعجبتني وما كشفت لها ثوبا ثم لقيني رسول الله صلعم من الغد في السوق فقال
يا سلمة هب لي المرأة لله ابوك فقلت هي لك يا رسول الله فوالله ما كشفت لها ثوبا فبعث
بها رسول الله صلعم الى اهل مكة ففدى بها ناسا من المسلمين كانوا اسروا بمكة
ہم بنی فزارہ سے لڑنے کو چلے اور رسول خدا صلعم نے ابوبکرؓ کو ہمپر سردار کیا تھا پس جبکہ ہمارے
اور پانی سے تھوڑا سا فاصلہ رہا حکم دیا ہمکو ابوبکر نے ٹھہر جانیکا پس صبح سے غارت کو دوڑے
پھر متفرق کیا چاروں طرف سے اور پانی پر آگئے پس جو مقابل ہوا اوسکو قتل کردیا اور کچھ لوگوں کو
قید کیا اور ایک جماعت مینے دیکھی کہ اون میں بچے اور عورتیں تھیں پس مجھکو اندیشہ ہوا کہ یہ مجھسے پہلے
پہاڑ پر چڑھ جاوینگے تب مینے ایک تیر پھینکا کہ وہ اونکے اور پہاڑ کے درمیان میں گرا جب
اونہوں نے تیر دیکھا تو وہ کھڑے ہوگئے اسی عرصہ میں مینے اونکو جالیا اور اونکو اسطرف کھیرا
اور اس جماعت میں ایک عورت قوم بنی فزارہ سے تھی اور وہ ایک چادر چمڑے کی اوڑھے
تھی اور اوسکے ساتھ ایک اوسکی بیٹی تھی نہایت خوبصورت پس سبکو گھیر کر میں حضرت ابوبکرؓ کے
پاس لے آیا حضرت ابوبکرؓ نے اوس لڑکی کو مجھے دیدیا اسکا انعام پس مدینہ منورہ کو ہم
آگئے اور مینے اوس لڑکی کا کپڑا تک نہیں کھولا تھا (کپڑا نہ کھولنا اشارہ ہے جماع نکرنے
کی طرف) اتفاقاً مدینہ کے بازار میں مجھکو حضرت رسول خدا صلعم ملے اور ارشاد فرمایا کہ اے سلمہ تو وہ عورت
مجھکو بخشدے تب مینے کہا کہ یا رسول اللہ وہ عورت تو مجھکو بہت پیاری لگتی ہے حالانکہ مینے ابھی تک اسکا کپڑا تک
نہیں کھولا پھر دوبارہ مجھکو رسول خدا صلعم دوسرے دن بازار میں ملے اور پھر فرمایا کہ اے سلمہ
بخشدے تو مجھکو وہ عورت تب مینے جواب دیا کہ وہ لیجئے آپ یا رسول اللہ قسم ہے خدا کی کہ مینے
ابھی تک اوسکا کپڑا بھی نہیں کھولا پس آنحضرت نے اوسے لیکر مکہ کو بھیجدیا اور اہل مکہ سے
اوسکے عوض میں بہت مسلمانونکو جو کفار کے قید میں تھے چھڑوا دیا اقول اگرچہ ترجمہ صاحب
کا غریب صحیح نہیں ہے مگر اصل مدعا میں سوا اسکے کہ نام قبیلہ میں غلطی کی ہے فزارہ بالزاء
المعجمہ ثم الراء المہملہ کی جگہہ فرازہ بالمہملہ ثم المعجمہ لکھدیا ہے اور کچھ غلطی نہیں ہے مترجم اس قوم

حدیث واقع ہے **اقول** اتنی ہی جھوٹھ بات ہے اگر کچھ ثبوت رکھتے ہو تو بیان کرو **قال**
اور نکتہ باریک اسمین یہ ہے کہ جو کچھ معاملہ اساری بنی قریظہ کے ساتھ کیا گیا وہ خدا کے حکم سے
نہیں کیا گیا تھا بلکہ موافق رسم و عادت عرب کے ہوا و جس بات میں سعد بن معاذ حکم قرار دیئے گئے
تھے اور یہ ٹھہرا تھا کہ نسبت بنی قریظہ کے جو لڑائی میں قید نہیں ہو گئے تھے بلکہ خود انھوں نے
اپنے تئیں سپرد کر دیا تھا جو فیصلہ سعد بن معاذ کر دیں اور جو حکم وہ دیں وہ کیا جاوے پس جو کچھ
انکے ساتھ ہوا وہ حکم سعد بن معاذ کا تھا نہ حکم خدا کا **اقول** بحث مفصل اوپر گذر چکی ہے
اور ہم اسٹناوٹ کی تقریر کو بھی ذا فیرہ باطل کر چکے ہیں ضرورت اعادہ کی نہیں مگر ہمارے قول کی
کی تصدیق درمیان اپنے باریک نکتہ کے دیکھ لیجیے کہ آپنے ایک الزام تو سعد بن معاذ صحابی
جلیل القدر پر عائد کیا کہ برخلاف حکم خدا ناحق ایک جماعت کا خون اپنی گردن پر لیا اور دریاے
استغراق وا ثبت مرتکب جرم فحش ہوے دوسرا الزام آپنے پیغمبر صلعم پر عائد کیا کہ ایسے ظالم کے
فیصلے پر جو سراسر برخلاف حکم خدا تھا اور مبنی بر ظلم عظیم تھا عمل فرما کر ایک جماعت کو قتل کر دیا
اور ذریت کو لونڈی غلام بنا لیا اور اپنے اصحاب پر تقسیم کر دیا واہ کیا خوب نکتہ باریک بیان
کیا کہ بڑا موٹا الزام پیغمبر صلعم اور بڑے صحابی جلیل القدر پر دھر دیا اینٹ کے لیے مسجد ڈھا دی
قال روایات متعلق غزوہ بنی فزارہ صحیح مسلم میں یہ حدیث ہے (عن سلمۃ) قال غزونا
فزارة وعلينا ابو بكر رضي الله عنه امّره رسول الله صلعم علينا فلما كان بيننا وبين الماء
ساعة امرنا ابو بكر رضي الله عنه فعرسنا ثم شن الغارة فورد الماء فقتل من قتل
عليه وسبى وانظر الى عنق من الناس فيهم الذراري فخشيت ان يسبقوني الى الجبل
فرميت بسهم بينهم وبين الجبل فلما رأوا السهم وقفوا فجئت بهم اسوقهم وفيهم امرأة
من بني فزارة عليها قشع من ادم قال القشع النطع معها ابنة لها من احسن العرب
فسقتهم حتى اتيت بهم ابا بكر رض فنفلني ابو بكر رض ابنتها فقدمنا المدينة وما كشفت
لها ثوبا فلقيني رسول الله صلعم في السوق فقال يا سلمة هب لي المرأة فقلت يا رسول الله صلعم

قریب ہے جو بیان ہے ذکر کیا ہے کہ پر دہ کرو تم نہین ہے کوئی جانتا ہے آیا بیوی ہوالی قیامت کے دن تک سے
وہ ایسی ہی ہو گی دیکھئے کیسا اس غزوہ مین بھی بہت عورتین لونڈیان بنائی گئین اور باطلاع
بیچ بھی یا وہ ہ حاملہ ہوا صحیح مسلم مین نافع سے روایت ہے کہ قد اغار رسول اللہ صلعم علی بنی
المصطلق وہم غارون وانعامہم تسقی علی الماء فقتل مقاتلتہم وسبی سبیہم
واصاب یومئذ قال یحیی احسبہ قال جویریۃ او البتۃ بنت الحارث قال وحدثنی
ہذا الحدیث عبد اللہ بن عمر وکان فی ذلک الجیش حدثنا محمد بن مثنی قال حدثنا
ابن ابی عدی عن ابن عون بہذا الاسناد مثلہ وقال جویریۃ بنت الحارث ولم یشک
تحقیق تاخت کی رسول اللہ صلعم نے بنی مصطلق پر اور وہ غافل تھے اور چوپائے اونکے پانی پلائے
جاتے تھے پانی پر پس قتل کیا لڑنے والونکو اور لونڈی غلام بنالیا اونکے سبایا کو اور پایا اوس روز
جویریہ بنت الحارث کو یحیی راوی یہان شک کرتے ہین کہ اونکے شیخ سلیم نے پایا تو گیان
یہ کہا یا بالیقین جویریہ بنت الحارث کہا) کہا نافع نے کہ یہ حدیث مجھسے بیان کی عبد اللہ
بن عمر نے اور وہ تھے اس لشکر مین مسلم کہتے ہین کہ حدیث کی ہمسے محمد بن مثنی نے کہا حدیث کی
ہمسے ابن ابی عدی نے ابن عون سے اسناد مذکور حدیث سابق سے مانند اسی حدیث مذکور کے
کہا جویریہ بنت الحارث اور نہ شک کیا یعنی اس طریق مین وہ شک جو یحیی نے کیا تھا کہ سلیم نے
کیا لفظ کہی تھی نہین ہے بلکہ اس طریق مین جویریہ بنت الحارث بلا شک مروی ہے مین حیران
ہون کہ مجتہد اب اور کس تفصیل کے امیدوار ہین مگر یہ کہ مزاولت اور تتبع احادیث نبوی سے
محروم ہین قال اور وسی کے ساتھ اون تمام اختلافات روایات کو بھی جو اس معاملے مین
ہین اور نہایت تعجب انگیز ہین بیان کرینگے اقول ذرا مجھ سے ہیچ کے نام اختلاف اور تعجب کا
لیجیو ایسا نہو کہ پشیمانی اوٹھانی پڑے قال ذکر آنحضرت کے سراری کا ماریہ قبطیہ کے
بطور تحفہ آئی تہین اور نسیر رسول خدا صلعم کے تصرف مین آئی تہین اور ان سے حضرت ابراہیم
کے پیدا ہونے مین کچھ شبہ نہین ہے مگر شبہ اس بات مین ہے کہ آنحضرت صلعم کا اونکو تصرف مین لانا

یہ بات ثابت ہے کہ اس لڑائی مین اسیر کفار لونڈی غلام بنائے گئے اور پیغمبر خدا صلعم کو حکم
اوسکی اطلاع ہوئی اور پیغمبر خدا صلعم نے حکم فسخ استرقاق اور عدم جواز ملکیت کا نافذ نہ فرمایا بلکہ
مالک کنیز مذکور سے سوال کیا کہ یہ کنیز مجھکو ہبہ کر دے پس اوسکے دلیل کمال ہے اس ثبوت کی ملکیت
مسلم کے نسبت کنیز مذکورہ کے مجتہد عصر اوسکا یہ عذر کرتے ہین قال اس جگہ بہت
بھی بلاشبہہ مطلع ہونا رسول خدا صلعم کا اس بات سے کہ اسیران بنی فزارہ لونڈی و غلام بنائے گئے
ثابت ہوتا ہے مگر خود اس حدیث سے ظاہر ہے کہ یہ قصہ قبل فتح مکہ و قبل نزول آیت حریت و رفع
اسلیے ہمارے استنباط مین کچھ نقصان نہین ڈالتا اقول یہ تو آپکا بار ولی مسند مجتہد کا
ہے مگر بڑی قسمت ابو بکر صدیق رضی کی کہ یہان آپکے طعن سے بچ گئے ورنہ یہی فتوا کہ اس
کا الزام مانند سعد بن معاذ کے اوپر دھر دیتے اور پیغمبر خدا صلعم کو جائز رکھنے والے رسول کے
تابع اونکی مرضی اور رسم جاہلیت کا کر دیتے شعر قتل اکن تو ہو
ورنہ ہیچ از دل بیرحم تو تقصیر نبود قال روایات غزوہ بنی المصطلق اقول
عذر معمولی سے فرماتے ہین قال معنا از یادہ تفصیل اس غزوہ کے اسیرون کی اور
جسقدر ملی ہے اوسکو ہم جویریہ کے حال کے ساتھ بیان کرینگے جو منجملہ سبایا غزوہ مذکور اور
ہوئی ہین اقول بہت ہی جلد مجتہد صاحب اس غزوہ کے اسیرون کی تفصیل بھول گئے ایک صفحہ
پہلے اسی یعنی صفحہ پر خود حدیث بخاری کی ابن محیریز سے نقل کر چکے ہو یہان بھول
ہم اوسکو لکھتے ہین عن ابن محیریز قال رایت ابا سعید رضی فسالتہ فقال خرجنا مع رسول
اللہ صلعم فی غزوۃ بنی المصطلق فاصبنا سبیا من سبی العرب فاشتہینا النساء
فاشتدت علینا العزبۃ فاحببنا العزل فسالنا رسول اللہ صلعم قال ما علیکم الا
تفعلوا ما من نسمۃ کائنۃ الی یوم القیمۃ الا وہی کائنۃ ابو سعید خدری رض کہتے ہین
کہ ہم پیغمبر صاحب کے ساتھ غزوہ بنی المصطلق مین گئے پس پایا ہمنے سبایا کو سبایا عرب سے پس خواہش
کی ہمنے عورتون کی پس دشوار ہوا ہمپر تجرد پس پسند کیا ہمنے عزل کو پھر پوچھا ہمنے رسول اللہ صلعم

کی کیا ضرورت ہی یہان یہ بات مجتہدون پر واسطے تفریع احکام غیر منصوصہ کے واجب ہی سو انھون
نے سب وجوہات سے کا پتہ لگالیا ہی چنانچہ بحث اسکی اوپر گذر گئی قال اور ہمکو قرآن مجید سے یہ بات
ثابت ہی کہ بعد شروع زمانہ اسلام بھی جب تک احکام ازدواج نازل نہین ہوئی تھی تمام ازدواج موافق
رسم عرب کے عموماً اوس زمانہ مین جاری تھی ہوتی تھی اقول ہمکو قرآن سے ثابت ہی کہ جسقدر امور عرب مین
جاری تھے سنت کے سبب مشروع تھے بہت سے اونمین حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عہد سے مشروع چلے آتے
تھے اور بعض امور غیر مشروع بھی باتباع رسم آبا کے جاری ہو گئے تھے سو جو امر کہ مبنی بر رسم جاہلیت
تھے ابتدائے زمانہ اسلام سے اونکی اجازت نہین دی گئی اور نہ کبھی کوئی امر ملیہ اون امور کے اہل اسلام
مین رائج ہوا اور ہم اوپر یہ بھی ثابت کر چکے ہین کہ جسقدر اقسام ناجائز نکاح کی تھین اور جو بہت
ناجائز استرقاق کی تھی وہ سب ابتداء بعثت سے ہی ممنوع تھی قال نہ اوس زمانہ مین یہ جو بعد
کو حرام ہو گئے خیال تھا نہ اوس تعداد کا جو بعد کو قرار پائی اقول بعض رشتون کا بیشک شبہ پہلے
ہی سے خیال تھا مثلاً ممانعت تزوج زوجۂ پدر اسکا پہلے ہی سے خیال تھا کبھی کسی نے بعد ظہور اسلام کے
مسلمانون مین سے نہین کیا اور اگر کسی نے کیا تو اوسپر حکم قتل نافذ ہوا اگر بعض رشتون کا خیال
اس سبب سے نتھا کہ وہ اوائل مین مشروع تھے مثلاً جمع بین الاختین اسکی کچھ ممانعت شریعت ابراہیمی
مین نتھی پس جب تک کہ وہ بات منسوخ نہوئی تب تک ہر آئینہ مشروع تھی اوسکو یہ کہنا کہ پابند
رسم جاہلیت عرب کے بلا اجازت شارع یا خلاف مرضی خدا کے جاری تھی تحدید ازدواج مین اوائل
اسلام مین نتھی بلکہ یہان تک کہ عورتین کوئی نکاح مین لاسکتا مشروع تھین اور شرعاً گناہ تھا یہ
بات نہین کہ بسبب رواج اور رسم جاہلیت کے گناہ نتھا بلکہ اجازت شرعی یہی تھی اور شرایع سابقہ مین
بھی کچھ تحدید ازدواج مین نہوئی تھی قال اور نہ اوس شرط اہم عدل کا جو تعدد ازدواج کے لیے
مقرر ہوئی جس سے حقیقتہً معدومیت تعدد ازدواج لازم آتی ہے اقول اگرچہ اسکا جواب
مجتہد صاحب کے پاس نہین ہی کہ عدل کا کچھ خیال نتھا اگر ہمنے فرض کیا کہ بشبہ عدل کا بھی خیال
نتھا اور وجہ اوسکی یہ تھی کہ عدل فرض نتھا دیکھو کہ روزے رمضان کے فرض نتھے اس سبب

بواسطہ استغراق کی دلیل ہو سکتی ہی یا نہین اقول اسمین تو کچھ شک نہین کہ فعل پیغمبر خدا صلعم کا محمول اوپر تشریع اور
وابیکا امر یا مشروع اور ابتاع جاہلیت کے نہین ہو سکتا لیکن فعل آپ کا بعد از وفات تک قائم رہے اوسکے جواز مین تو
کسی طرح کوئی مسلمان کلام ہی نہین کر سکتا قال ہم کہتے ہین کہ نہین ہو سکتے اسلیے کہ
قرآن مجید مین یا حدیث نبوی مین تو حکم و علت اور سبب طاری ہونیکا فوقیت کا کسی جگہ مذکور
نہین ہی اقول حکم طاری ہونے فوقیت کا تو قرآن و حدیث مین ایسا صاف موجود ہی کہ کوئی
اوس سے انکار نہین کر سکتا اور جس جس بدعت سے سبب یا علت کی گردانی گئی وہ بھی بہت ظاہر ہی
اور احادیث مین مذکور ہی خود مجتہد عصر اوسکے اقرار کرنیسے چار آنے ہین باقی رہا سبب فوقیت
اسکا دریافت کرنا ہمارا اور آپ کا کام نہین یہ کام علما مجتہدین کا ہی سوا اونکے اقوال بھی ہمنے
مع وجوہ ثبوت کے اوپر لکھدیے ہین علت و سبب فوقیت اور ملک ایمان کی بیان کیا ثبت
ہی یہان تو یہ بحث ہی کہ فعل پیغمبر صلعم کا لائق اقتدا کے ہی یا نہین آپ کہتے ہین کہ نہین ہم کہتے ہین
کہ بیشک ہی جو کام پیغمبر صلعم نے کیا اور اونکے حضور صحابہ بھی وہ کرتے رہے اور کسیکو اوسکی ممانعت
نہ فرمائی گئی تو جواز اوس فعل کا بہر حال ثابت ہو گیا خواہ اوسکی علت یا سبب ہمکو معلوم ہو
یا نہو و حدیث متفق علیہ مین آیا ہی عن عایشۃ صنع رسول اللہ صلعم شیئا فرخص فیہ
فتنزہ عنہ قوم فبلغ ذلک رسول اللہ صلعم فخطب فحمد اللہ ثم قال ما بال اقوام
یتنزہون عن الشیء اصنعہ فواللہ انی لاعلمہم باللہ واشدہم لہ خشیۃ ۔ عایشہ سے
روایت ہی کہ کیا پیغمبر صلعم نے ایک کام یعنی اجازت دی وسکی پھر بچے تئین بچایا اوس کام
سے کچھ لوگون نے پھر پہنچی یہ بات پیغمبر صلعم تک تب پیغمبر صلعم نے خطبہ پڑھا خدا کی حمد کی پھر فرمایا
کہ کیا حال لوگون کا ہی کہ اپنے تئین بچاتے ہین اوس کام سے کہ جسکو مین کرتا ہون قسم ہی خدا کی کہ
مین ہر آئینہ بہت زیادہ جاننے والا ہون خدا کا نسبت اونکے اور زیادہ تر خائف ہون سبب
اونکے قرآن مین موجود ہی لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ البتہ ہی تمکو
بیچ پیروی اور اقتدا پیغمبر صلعم کی ہی اب ہمکو ایسے صریح معاملہ مین علت و سبب ڈھونڈھنا

بیان اوسکا کہ آیت سے استدلال کس قسم مین کیا جاتا ہے قال اللہ تعالیٰ سورہ احزاب مین
فرماتا ہے یَا اَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَحْلَلْنَا لَکَ اَزْوَاجَکَ الّٰتِیْٓ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا
مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْکَ ای نبی ہمنے حلال کین تیرے لیئے تیری بی بیان
جنکا مہر تو دے چکا ہے اور جو تیرے ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین وہ بھی جنکو اللہ نے تجھکو دیا ہے
اقول قطع نظر اون غلطیون کے جو ترجمہ مین کی ہین جنکا ذکر بحث کلمہ یا ملکت مین ہم کر چکے ہین اس
جگہ ہم صرف یہ کہتے ہین کہ اس آیت سے کس طرح یہ ثابت ہوا کہ تصرف پیغمبر صلعم کا سراری پر بموجب
رسم جاہلیت کے تھا آیا کوئی کلمہ اس آیت مین اس مدعا پر دلالت کرتا ہے ہرگز نہین بلکہ ہرگز نہین وجہ یہ ہیکہ
یہان ازواجک معطوف علیہ ہے اور ما ملکت معطوف ہے اور اصل وضع عطف کی در حالت نہونے کسی قرینہ
مخالف کے مقتضی تغایر کی ہے درمیان معطوف اور معطوف علیہ کے پس ظاہر ہوا کہ دو صنف
حلال تھین ایک ازواج دوسری مملوکات اور جس طرح ازواج صیغہ جمع عام ہے اسی طرح کلمہ ما
بھی عام ہے حرف من جو ما پر داخل ہے ہم اوسکو بیانیہ کہتے ہین مجتہد دہرا اوسکو تبعیضیہ کہتے
ہین ہمنے تبعیضیہ کا قول فرض کر لیا اونکے قول پر یہ بات ظاہر ہوئی کہ مملوکات پیغمبر صلعم
کی متعدد تھین جب بعض کی تھین تو فنکہ ہر طرح یہ مدعا ہمارا حاصل ہے اور خود ثابت ہے کہ خود
پیغمبر صلعم کے پاس بھی مملوکات متعدد تھین خواہ سراری تھین ہون یا نہون کیونکہ ہمکو سراری
سے کچھ بحث نہین صرف ثبوت مملوکات سے بحث ہے عام اس سے کہ وہ سراری ہون یا نہون
اور چونکہ خود اسی آیت مین حکم قرآنی درباب جواز سراری کے نافذ ہے پس یہ دعوی کہ تسری
پیغمبر صلعم کے بموجب رسم جاہلیت کے تھی صاف صریح جھوٹھا ہو گیا کہ اس سے حلال ہونا
مملوکات کا بموجب حکم تشریعی خدای تعالی کے بنص صریح ثابت ہے **قال** وہ بی بی
جنکی نسبت خدا نے فرمایا وَمَا مَلَکَتْ یَمِیْنُکَ مِمَّآ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْکَ صرف حضرت ماریہ
قبطیہ ہین **اقول** اگر مراد بی بی سے زوجہ ہے تو غلط صریح ہے اور اگر بحسب محاورہ لفظ
بی بی تعظیما ہے تو تخصیص ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا مین کلام ہے کیونکہ تخصیص پر کوئی دلیل نہ

قرآن میں ہی حکم موجود ہی پس کمال غفلت مجتہد عصر کی ہی کہ اوس حکم کو ابتدائی سمجھے ہیں
قال اور وہ حکم یہ ہی کہ جسقدر ازواج وسراری تمہارے تصرف میں آچکے اونکو تو ہم حلال
رکھتے ہیں مگر اب کوئی عورت مت کرو اقول جناب آپ کیسے مجتہد ہیں کہ آپکو اسقدر بھی
علم نہیں کہ وہ آیت جسکا آپنے یہ ترجمہ کیا اس باب میں سب سے پہلے نازل ہوئی ہی یا اس
سے پہلے اور کوئی آیت بھی اوتر چکی ہی ذری آنکھ کھولو اوس آیت سے پہلے کا [illegible]
میں لکھی ہوئی موجود ہی اور غالب ہی کہ آپنے بھی وہ آیت کو نزولا اسی [illegible]
سے [illegible] آپ [illegible] اچھا تھا کہ پہلے اوسکو بیان فرمایا ہوتا بعد اوسکے اس [illegible] کیا
ہوتا اور علاوہ بریں اس آیت کے ترجمے میں آپ دیدہ و دانستہ [illegible]
کہ الا ما ملکت یمینک کا ترجمہ بالکل اوڑا گئے ایسے ایسے ہی خود ساختہ [illegible] آپکی قلعی
کھل گئی ترجمہ آیت کا یہ ہی کہ نہیں حلال ہیں تجھکو عورتیں بعد اسکے اور نہ یہ کہ بدل [illegible]
تو انکو [illegible] اور [illegible] بیان اگرچہ پسند آوے تجھکو حسن اونکا مگر وہ کہ جنکا مالک ہو وہی ہاتھ
تیرا [illegible] حکم نفی حل نساء سے مملوکات مستثنے ہیں وہ حکم صرف نسبت ازواج ہی کی ہی
قال پس اس حکم سے صاف پایا جاتا ہی کہ واقعات سابق سنت جب سے مرد عرب [illegible]
اقول یہ خوب اجتہاد ہی کہ تین چار یا تین از قسم آئین [illegible] لکھ کر یہ لکھ دیا کہ اس
پایا جاتا ہی الخ وہ کون سی دلیل ہی جس سے یہ بات پائی جاتی ہی آیا صرف قرآن میں موجود
نہونا کسی اور حکم کا دلیل اسکی ہی اگر صرف یہی دلیل ہی تو یہ دلیل مثبت مدعا نہیں چنانچہ
بیان اوسکا اوپر گذر گیا اور اگر کوئی اور دلیل ہی تو اوسکو کس دن کے لیے دل میں [illegible]
چھوڑا ہی اوسکو بیان کیجیے قال چنانچہ وہ آیتیں جنسے ہمنے استدلال کیا یہ ہیں
اقول استدلال کسی دعوی پر ہوتا ہی اور ظاہر ادعوی آپکا یہ ہی کہ تصرف سراری [illegible]
مسلمین بدون حکم شرعی و بدون حکم خدا کے صرف بوجہ رسم عرب کے کہ رسم جاہلیت تھی یا قطع نظر اوس سے
[illegible] وہ آیات جو آپ لکھتے ہیں اونمیں سے ایک کلمہ بھی اس مدعا پر دلالت نہیں کرتا [illegible]

پہنچی اسلیے کہ مخصوص ہین سے مستثنے ہین اور یہ بات بالبداہۃ باطل ہے کیونکہ وہ آنحضرت پیغمبر صلعم
پاس اونکی سر پر رہین اور حلال رہین مخصوص ہونیسے کسی طرح مستثنی نہین ہوسکتین ایسی صورت
استثنا بار پر رفو نہین ہوسکتین بلکہ یہ عام اجازت واسطے آیندہ کے ہے کہ تصرف سراری حکم نفی
حل آیندہ سے مستثنے ہے **قال** آپ کہان آتے ہو کہ یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ واقعات موافق رسم
زمانہ عرب ہوتے تھے اور بعد وقوع بالتخصیص جائز رکھے گئے تھے اسلیے آیندہ کے استغراق کی دلیل
نہین ہوسکتی **اقول** جناب بالتخصیص جائز رہنے کے کیا معنی کوئی دلیل تخصیص بیان کیجیے
ورنہ ایسے لغو بات تو قابل التفات کے بھی نہین ہم ہر فقرہ مجتہد صاحب کے تعرض کرتے جاتے
ہین کہ اس سے یہ دعوی ثابت نہین ہوتا اور آپ پھر کہتے ہین کہ آیات مذکورہ کے کون سے لفظ سے
یہ دعوی مجتہد صاحب کا ثابت ہوتا ہے اہل انصاف دیکھ لین کہ آیات مین ایک کلمہ بھی ایسا
نہین کہ جس سے اس دعوی مجتہد صاحب کا ثبوت متوہم بھی ہوتا ہو چہ جائی آنکہ ثابت ہو بس
مین حیران ہون کہ مجتہد صاحب کیا خیال پلاؤ پکا رہے ہین غور کرو کہ جب آنحضرت پیغمبر صلعم
تک بار یہ قبیلہ اونکی سر پر رہین اور کوئی حکم ممانعت سراری کا نافذ نہوا بلکہ آیت اخیرہ مین صاف
اجازت عموماً واسطے آیندہ کے بھی دیگئی اور ایک ناپاک کلمہ رسم و رواج جاہلیت
کا جو زبان پر مجتہد صاحب کے ہے کسی طرح پر ثابت نہین بس صحت کو جواز اقتدائی اس امر جائز نہین کیا
خلاصہ رہا اور اگر فرض کیا جاوے کہ اس بارہ مین معاذ اللہ جیسا کہ مجتہد کا قول ہے پیغمبر صلعم تمام عمر تابع رسم
جاہلیت رہے تو وہ رسم جاہلیت بھی سبکے بالغ پیغمبر صلعم رہے ہمارے حق مین سنت ہے اور وہ رسم
ہزاران درجہ رسوم علم سے بہتر ہے **ابیات** آن کہ رست تو خونش خوان ؛ ست
از عقاست غنبونش جوان ؛ خون شہیدان را ز آب اولی ترست ؛ این خطا از صد
صواب اولی ترست ؛ **قال** خصوصاً جبکہ مجلسہ قتیلا جو نذر وہ سے ہین بھی مستحق ہوتا ہے
باعث رغبت نہین رہا **اقول** آپ کچھ سمجھتے بھی ہین یا بقول آنکہ **شعر** حرف درویشان
بدزدد مرد دون ؛ تا بخواند بر سلیمی صد فسون ؛ دو لفظ فقہا کے دیکھ کر بغیر سوچے سمجھے

ونیز حرف گیری کرنے لگے شعر منطق الطیر خاقانی صد ہست ٭ منطق الطیر
سلیمانی کجاست ٭ یہ کون کہتا ہے کہ استیلا سبب رقیت ہے یہ بات آپنے کسکے کلام مین دیکھی ہے
مین نشان تو دیجیے یا یہ کہ اپنے جی سے ایک بات گڑھتے ہین جب آپکو رقیت او ملکیت مین
تمیز نہین پھر آپ کیا خاک اعتراض کر سکتے ہین ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ سبب رقیت کفر ہے یعنی جب
بسبب کفر کرنے کے حریت اختیار کو کھو دیا او نفس بہیمی غالب آگیا تو بعضا اوصاف بہیمی کے سوا
انکے جملہ اونکے ایک خاصیت قابل التملک بھی ہے اور کچھ باقی نرہا او عصمت حریت زائل ہوگئی
لیبل مثل بہائم وحشیہ کے ہم قابل ہوگیا کہ جو کوئی اوسپر غالب آکر پکڑ لاوے اوسیکا مملوک ہے
پس سبب رقیت کفر ہے او سبب ملکیت استیلا ہے دیکھو کہ بہائم وحشیہ اور طیور اور جانوران آبی
و دریائی اگرچہ قابل التملک ہین مگر جبتک کہ کوئی اونکو پکڑ نہ لے تب تک کسیکی مملوک نہین جب
کسینے اونکو پکڑ لیا تو وہ اوسکے مملوک ہوگئے اور یہ ایسی اصل محکم ہے کہ اسی پر غلامی مبنی ہے
اور شارع نے اوسکو جائز رکھا ہے چنانچہ ہم اس باب مین فروع رسالے مین کلام مفصل لکھ چکے ہین یہ
وہ مستحکم بات ہے کہ اسکے بابت ہم کہہ سکتے ہین مَثَلُ كَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ أَصْلُهَا
ثَابِتٌ وَفَرْعُهَا فِي السَّمَاءِ تُؤْتِي أُكُلَهَا كُلَّ حِينٍ بِإِذْنِ رَبِّهَا بخلاف آپکے اصل رسم
و رواج جاہلیت کے کہ موجب تشنیع جمیع انبیاء عم اور اصحاب او عترت اہلبیت کے ہین اور ہرگز یہ
مصداق مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيثَةٍ اجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْأَرْضِ مَا لَهَا
مِنْ قَرَارٍ ہے اور یہ جو آپ فرماتے ہین کہ نذر و ہبہ مین بھی استیلا متحقق ہوتا ہے غلط محض ہے
نذر و ہبہ سبب نقل ملکیت ہے مانند بیع کے بڑا تعجب ہے کہ مجتہد شیعہ خود آپنے بحر الرائق کی
عبارت نقل بھی کی مگر پھر بھی اقسام تملک جو اوسنے لکھے ہین اب تک او سمجھ نہ
بحر الرائق کو پھر ملاحظہ کیجیے الغرض جب یہ امر ثابت ہے کہ حضرت ماریہ قبطیہ رض بطور ہدیہ
آنحضرت پیغمبر صلعم کے تصرف مین رہین او مجتہد صاحب کوئی دلیل اسپر کہ آیندہ کے لیے سریہ
بنانا ممنوع کیا گیا پیش نکر سکے یا یہ کہ تسری تنہا خصائص پیغمبر صلعم سے ہے کبھی ثابت نکر سکے

مین شروع کتاب الجہاد مین **قال** پھر ایک روایت مین آیا ہے کہ رسول خدا صلعم نے فدیہ لیکر
اونکو چھوڑ دیا پھر وہ مسلمان ہوگئین اور رسول خدا صلعم نے اونسے نکاح کیا **اقول** یہ
کسی روایت صحیح مین نہین ہے **قال** ایک روایت مین ہے کہ ثابت بن قیس کے قید مین
پڑین اور اونھون نے لونڈی بنایا پھر رسول خدا صلعم نے اونکو ثابت سے مول لیا
پھر آزاد کیا پھر نکاح کیا **اقول** یہ بھی کسی صحیح روایت مین نہین **قال** ایک روایت مین ہے
کہ ثابت نے اونکو مکاتب کیا وہ رسول خدا صلعم کے پاس گئین اور مدد چاہی آنحضرت صلعم نے
بدل کتابت کو ادا کردیا اور نکاح کرلیا **اقول** البتہ یہ روایت ابوداود مین ہے کہ غزوۂ
بنی المصطلق مین وہ پکڑی آئین اور قسمت غنائم کے وقت ثابت بن قیس بن شماس رضہ
کے حصے مین آئین اور اونھون نے اونکو مکاتب کردیا پھر وہ پیغمبر صلعم کے پاس آئین اور مال
بدل کتابت کا مانگا آنحضرت صلعم نے بدل کتابت دیکر اونکو آزاد کرادیا اور پھر اونکے ساتھ نکاح کرلیا چنانچہ الفاظ حدیث کے
یہ ہین قالت انا جویریۃ بنت الحارث وانما کان من امری ما لا یخفی علیک وانی
وقعت فی سہم ثابت بن قیس بن شماس وانی کاتبت علی نفسی فجئت اسألک
فی کتابتی فقال هل لک الی ما هو خیر منه قالت وما هو یا رسول الله قال اؤدی
عنک کتابتک واتزوجک قالت قد فعلت الحدیث اور اس حدیث اور حدیث
مسلم مین کچھ تعارض نہین ہے اوس حدیث مین جو یہ الفاظ ہین اصاب یومئذ جویریۃ اوس سے
یہ ثابت نہین ہوتا کہ پیغمبر خدا صلعم کے خمس مین وہ آئی ہون یا حضرت صلعم کے حصہ
صفی مین آئی ہون اوسکے معنی یہ ہین کہ پایا اوس روز جویریہ کو سوا اسکے کچھ نہین
کہ وہ اوس روز پائی گئی تعجب ہے نسبت پانے قیدیون کے اور قتل کرنے محاربین کی
اکثر بطریق اسیر کے ہی کی جاتی ہے دیکھو اسی حدیث مین ہے قتل مقاتلتہم وسبی ذراریہم
یعنی قتل کیا اونکے لڑنے والون کو اور لونڈی غلام بنایا اونکے بچون کو حالانکہ قتل
اونکا اور لونڈی غلام بنانا اونکے بچون کا خود نفس نفیس پیغمبر صلعم کے ہی ہاتھ سے

تعجب معلوم ہوتا ہی اقول خیر ہی جناب مجتہد صاحب کیسا تعجب معلوم ہوتا ہی ایسا تعجب تو
نہین جیسا کہ ایک کریہہ منظر شخص نے آئینہ مین اپنا مونہہ بھونڈا دیکھکر تعجب سے
آئینہ کو بدشکل سمجھکر پھینک دیا تھا جناب کو بھی ایسا ہی حال نظر آتا ہی جیسا کچھ جو کچھ
معاملہ ہی سامنے آیا جاتا ہی مخفی نرہے کہ جناب فضیلت مآب مجتہد عصر فرید دہر کا تو
یہہ کہ سب الزام دیتے ہین مسلمانون کے مگر بہت باندھتے ہین تو ایسی ایسی کتابون کے
حوالے سے الزام دیتے ہین کہ جسکو اہل اسلام کے نزدیک کچھ بھی قابل اعتبار کے
نہین کبھی کسی مجتہد فقیہ نے اوپر اعتماد نہین کیا بلکہ علی العموم سب علما اونکو مخفی نامعتمد
ٹھہراتے چلے آئے ہین پس جو کچھ بحوالہ اون کتابون کے مجتہد صاحب رقم فرماوینگے
تو اوپر ہم کچھ بھی التفات نکرینگے اور اونکی بناپر جو کچھ مجتہد صاحب لکھینگے اوسکو لغو
محض سمجھکر اوس سے کچھ تعرض بھی نکرینگے مگر ہان صحاح مین جو اختلاف نکالین گے
تو اوسکے جوابدہی مسلمانون کے ذمے ہی قال صحیح مسلم کی ایک حدیث سے معلوم
ہوتا ہی کہ حضرت جویریہ قبل ہجرت مکہ مین حضرت فاطمہ علیہا السلام کے پاس تھین اور کام
جو نماز پڑھنے مین آنحضرت صلعم کو ستاتے تھے اونمین آنحضرت کی مدد کرتی تھین
جس سے اونکے اسلام پر استدلال ہو سکتا ہی اقول خدا سے ڈرو کیا مونہہ لیکے یہ بات کہتے
الایوم لیس فیہ حیا تم کیسے مجتہد دیانت دار ہو تمنے تو غضب ہی کیا ہی کوئی صاحب
ایمان ہوگا کہ بعد دریافت کرنے اس تحریف و بدبیانی کے تمھاری بات پر اعتماد کریگا
شرح اس خیانت اور تحریف کی ضمن نقل حدیث مین کیجاوگی اور ہمنے دو حدیثین صحیح مسلم
اور ایک بخاری کی اوپر باب بیان غزوہ بنی المصطلق مین نقل کی ہین اونسے بخوبی ثابت
ہی کہ جویریہ بنت الحارث غزوہ بنی المصطلق مین پکڑی آئی تھین قال پھر اوسی صحیح مسلم
کی دوسری حدیث مین ہی کہ اونکو بنی المصطلق کے غزوے مین جناب رسول خدا
صلعم نے بطور لونڈی کے قیدی کیا اقول بیشک یہ روایت موجود ہی صحیح مسلم

آپکے دونون شانون کے درمیان مین رکھدی اور پھر بہت سے سب ہنسے اور ایک دوسرا
دو شارہ کرنے لگا اور عبداللہ بن مسعود رض کہتے ہین کہ مین کھڑا ہوا دیکھتا تھا اگر مجھکو
مجال ہوتی تو مین اوسکو پھینک دیتا لیکن آنحضرت سجدے مین ٹھہرے رہے اور آپ نے
سر نہ اوٹھایا یہان تک کہ ایک شخص نے حضرت فاطمہ رض کو خبر دی جب حضرت فاطمہ اونہون
نے اوسکو پھینکا اقول اگرچہ ترجمہ بہت الفاظ کا غلط ہے مگر چونکہ وہ لفظ مدار بحث نہین
ہم اوسکے تعرض نہین کرتے مدعا مجتہد عصر کا یہ ہے کہ جویریہ رض ملک یمین مسلمان تھین
پس جو اونکا پکڑا جانا غزوہ بنی المصطلق مین اور حصے ثابت بن قیس مین لگے مین آنا اور
روایات مین ہے یہ اختلاف صریح تعجب انگیز ہے اور اس حدیث کو ابن عابد سند لائے
ہین کہ اس سے ثابت ہے کہ جویریہ رض حضرت فاطمہ رض کے ساتھ گئین اور اونھون نے
اور حضرت فاطمہ رض نے وہ اوجھڑی کے بچہ دان کی جھلی جو کافرون نے حضرت صلعم کے
شانون پر رکھدی تھی اوتار کر پھینکی اور یہ الفاظ حدیث کے نقل کی ہین
(فجاءت ہی وجویریۃ فطرحتہ) اب دیکھنا چاہیے کہ درحقیقت یہ الفاظ صحیح مسلم
مین ہین یا مجتہد صاحب نے ازراہ بددیانتی کے اپنی طرف سے گڑھکر الفاظ حدیث کو
بدل ڈالا ہے مین کہتا ہون کہ صحیح مسلم ایسی کتاب نہین کہ کمیاب ہو کوئی ولایت ایسی
نہوگی کہ جسمین اوسکے متعدد نسخجات موجود نہون اوسمین ہرگز یہ الفاظ نہین مجتہد
صاحب کی تحریف ہے مسلمانو ہر نسخہ مطبوعہ اور قلمی جمع کرکر دیکھو تو اونمین عبارت
منقولہ مجتہد بھلا نہین بھلا نہین بھلا نہین بلکہ یہ عبارت ہے کہ (فاخبر فاطمۃ
فجاءت وھی جویریۃ فطرحتہ عنہ) اور اوسکے معنی یہ ہین کہ خبر دی اوسنے
فاطمہ رض کو پھر آئی فاطمہ اور حال فاطمہ کا یہ تھا کہ وہ چھوٹی لڑکی تھی پھر اوتار پھینکا فاطمہ رض
نے اوسکو پیغمبر صلعم سے بھلا کہان جویریہ علم شخص معرفہ کہان جویریہ اسم منصرف
تصغیر جاریہ کہان ہے وجویریۃ وصل معطوف و معطوف علیہ ہوا و عاطفہ کہان

یا ذبح نہیں ہوا تھا ایسے ہی لفظ اصحاب کا بھی ہے **قال** چنانچہ یہ سب پریشان روایتیں
اسی مقام پر لکھی جاتی ہیں **اقول** شعر چونکہ سرگردی وبہ گرد مہرت زسالمی گردندہ
آید در سیرت ؎ جناب مجتہد صاحب کیا خوب پریشان دیکھے ہو آپکی پریشانی آپکے
مقلدوں کی سمجھ میں آپکی کھلی جاتی ہے مگر سیرۃ ہشامی لے دوڑے ہیں اور جناب کو نہ
معلوم ہو کہ یہ سیرت ہی پر رکھ بیٹھے اوسکا جواب مسلمانوں کی سند نہیں ہے ہم اوسکو دربار
استنباد مسائل فقہیہ کچھ سند نہیں کرتے ہمارے ہاں چار اصول ہیں کتاب اللہ سنت
رسول اللہ جو بسند معتبر ثابت ہو اجماع امت قیاس مجتہدین ان چار اصول سے ہم حجت
لاتے ہیں کتب سیر و تواریخ کی روایات کا ہم کچھ بھی جواب نہ دینگے اور ہم آپکے اقوال سے
جو مبنی اوپر روایات غیر ثابتہ کتب سیر و تواریخ کے ہیں بھلا کہیں شرمندہ ہونگے اور اونکو محض
مہمل اور غیر قابل التفات سمجھینگے **قال** صحیح مسلم میں ابن مسعود سے یہ حدیث ہے عن ابن
مسعود قال بینما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی عند البیت وابو جہل و
اصحاب له جلوس وقد نحرت جزور بالامس فقال ابو جهل ایکم یقوم الی سلا
جزور بنی فلان فیاخذه فیضعه فی کتفی محمد اذا سجد فانبعث اشقی القوم
واخذه فلما سجد النبی صلعم وضعه بین کتفیه قال فاستضحکوا وجعل بعضهم
یمیل الی بعض وانا قائم انظر لو کانت لی منعة طرحته عن ظهر رسول الله صلعم
والنبی صلعم ساجد ما یرفع راسه حتی انطلق انسان فاخبر فاطمة فجاءت وهی
جویریة فطرحته عنه ایک دفعہ رسول خدا نزدیک خانہ کعبہ کے نماز پڑھتے تھے
اور ابو جہل اپنے یاروں میں بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا اور وہاں اونٹ ذبح ہوئے تھے کل
ابو جہل نے اپنے یاروں سے کہا کہ بھلا کون ایسا شخص ہے جو جاکر اونٹ کی اوجھڑی وغیرہ
آنحضرت کے دونوں شانوں کے درمیان میں رکھدے جبکہ آنحضرت سجدے میں
جاویں پس ایک بڑا شقی اوٹھا اور جب آنحضرت سجدے میں گئے تو اوسنے وہ اوجھڑی

اونسے نکاح کیا **اقول** مول لینے کی تصریح تو کسی روایت مین نہین ہے مگر یہ بات ہے
کہ صفیہ رضہ خیبر کی لڑائی مین پکڑی گئین اور دحیہ کلبی کے حصے مین آئین اور پھر اونکے
پاس سے پیغمبر خدا صلعم کے پاس آگئین خواہ بذریعہ بیع آئی ہون خواہ حضرت صلعم نے پھر
اونکے بدلے خمس مین سے دوسری لونڈی دیدی ہو یا اور کچھ غرض پھر حضرت صلعم نے
اونکو آزاد کرکے اونکے ساتھ نکاح کر لیا اور آزادی اونکی اونکا مہر قرار پایا چنانچہ بخاری
مین روایت ہے عن انس رضہ قال صلی النبی صلعم الصبح قریبا من خیبر بغلس
ثم قال الله اکبر خربت خیبر انا اذا نزلنا بساحة قوم فساء صباح المنذرین
فخرجوا یسعون فی السکک فقتل النبی صلعم المقاتلة وسبی الذریة وکان فی السبی
صفیة فصارت الی دحیة الکلبی ثم صارت الی النبی صلعم فجعل عتقها صداقها
الحدیث نماز پڑھی رسول اللہ صلعم نے صبح کی قریب خیبر کے تاریکی مین پھر کہا اللہ اکبر
خراب ہوگیا خیبر بیشک ہم جب نازل ہوتے ہین میدان مین کسی قوم کے تو کیا برا ہے صبح
ڈرائے گیون کی پس نکلے وہ پھرتے تھے کوچون مین پھر قتل کیا پیغمبر خدا صلعم نے لڑنے
والون کو اور لونڈی غلام بنایا ذریت کو اور اوس سبی مین صفیہ بھی تھین پہر جا پہونچین
وہ دحیہ کلبی کی بعد اوسکے ہوگئین پیغمبر صلعم کی پھر اونکی آزادی کو پیغمبر صلعم نے اونکا
مہر ٹھہرایا **قال** سب سے زیادہ بخاری کی حدیث ہے جس سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ آنحضرت
صفیہ کو کسی نے لونڈی یا ما ملکت ایمانکم مین سمجھا ہی نہین **اقول** مجتہد صاحب کی یہ بات
غلط ہے اور یہ بخاری کی حدیث جو ہمنے نقل کی ہے اوس سے ثابت ہے کہ وہ منجملہ سبایا کے تھین
اور پھر آزاد کر دی گئین و اونکی آزادی ہی اونکا مہر قرار پایا اب ہم دیکھتے ہین کہ مجتہد صاحب کی
حدیث مستندہ سے یہ دعوی اونکا ثابت ہوتا ہے کہ صفیہ رضہ کو کسی نے لونڈی یا ما ملکت
ایمانکم مین سمجھا ہی نہین یا بر خلاف اوسکے ثابت ہوتا ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ آخبرنی
حمید انہ سمع انس بن مالک قال اقام النبی صلعم بین خیبر والمدینة ثلث لیال

وہی جویریہؓ جا بیٹھا لیہ یوا و جا لیہ بچھر ایک قہر ہیہ تو دیکھو کہ ترجمہ طرحتہ کا لکھتے ہین کہ فاطمہؓ
اور جویریہ نے اوسکو پھینکا مین ان لفظ صرف کا پڑھنے والا بھی یہ سمجھتا ہی کہ طرحت واحد مونث
کا صیغہ ہی فاطمہؓ اور جویریہؓ دو عورتین اوسکی فاعل نہین ہو سکتی ہین اگر ایسا ہوتا
تو لفظ طرحتاہ ہوتا جس سے یہ بات سمجھی جاتی کہ پھینکنے والی دو عورتین تھین طرحتہ کہ
صاف باعلان تمام دلالت کر رہا ہی اسپر کہ پھینکنے والی صرف اکیلی فاطمہؓ تھین اب فرمائیے
جناب مجتہد صاحب با اینہمہ بددیانتی اور تحریف کتب مقدسہ کے آپ کو کیا توقع ہی کہ
مسلمان آپکو اپنا خیرخواہ اور مومن صادق سمجھینگے ہین جناب مین ملتمس ہون
کہ آپنے کہین (وہی جویریہؓ) کی جگہہ (ہی و جویریۃ) اصل کتاب مین تو نہین بنا دیا
اگر ایسا کیا ہو تو بہر خدا اوسکو صحیح کر دیجیے ورنہ آیندہ اسکا بڑا ہی وبال آپکی گردن پہ
رہیگا آمدم برسر مطلب جب یہ بات ثابت ہوئی کہ مجتہد صاحب نے عبارت مسلم مین تحریف
کی ہی اور تحریف کو اپنا مستند کیا ہی اور حقیقت مسلم مین ہی جویریہ نہین ہی بلکہ وہی جویریہؓ ہے اور جویریہ تصحیف
جاریہ ہی نہ علم تو مجتہد صاحب جو بڑے لاف و گزاف سے مدعی اختلاف روایات ہو کر
اوسکو معاملۂ تعجب انگیز بیان فرما رہے ہین درحقیقت بہشت رولی اوٹھین کی ہی آیندہ کا
قصور کچھ نہین ہی وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَاءٌ وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا
يَزِيْدُ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا خَسَارًا **قال** باینہمہ ہم کہتے ہین کہ وہ جو کچھ ہوا قبل نزول
آیت مین وقوع ہوا اور اسلیے وہ واقعات کسی طرح سے پیش ہو ہون بنیاد مسئلہ استرقاق
نہین ہو سکتی **اقول** اتنا طول کلام آپنے دیا عبث تھا یہی معمولی عذر پیش فرما کر خاموش
ہو رہتے ع گفتن ہمین بس است کہ آسیب من بلغ است پر حدیث کے الفاظ مین
آپنے کیون تحریف کی صرف یہی معمولی عذر پیش کر دیا ہوتا **قال** حضرت صفیہ بنت
حیی بن اخطب الیہودی اکثر روایتون مین ہی کہ حضرت صفیہ خیبر کی لڑائی مین پکڑی گئین
اور بطور لونڈی کے دحیہ کلبی کے حصے مین آئین اونسے مول لیکر رسول خدا صلعم نے

ابتداءً انکا مملوک ہونے پر دلالت کرے یا وہ حدیث جو ہمنے بخاری سے نقل کی ہے اوسکی
معارض ہو بلکہ یہ حدیث تمامتر موید اوسکی ہے کہ جب وہ ابتدا مین مملوک بنائی گئی تھین
اور پھر پیغمبر خدا صلعم نے اونکے ساتھہ زفاف کیا اور طعام ولیمہ کی دعوت کی تو جو لوگ
کہ اونکے آزاد کر دینے سے واقف نتھے اونھون نے آپس مین شک کیا کہ آیا صفیہ بی بی
منکوحہ بنائی گئی ہین یا کہ بطور مملوکہ کے ہین کہ اونکے ساتھہ زفاف ہوا اگر یہ قول مجتہد عصر
کا سچا ہوتا کہ حضرت صفیہ کو حق نے لونڈی یا ما ملکت یمانکم سمجھا ہی نہین تو صحابہ پیغمبر
صلعم اوسمین شک کیون کرتے بلکہ بالیقین یہی سمجھتے کہ یہ منکوحہ ہین پس ہین حیران
ہون کہ مجتہد صاحب کی سمجھہ کہان تشریف لے گئی ہے کہ ایسی صاف بات کو بھی نہین
سمجھتے اور غایت اعوجاج سے سیدھی بات کو اولٹی سمجھکر کج بحثی پر مستعد ہو جاتے
ہین **قال** درصل واقعہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اونکا شوہر خیبر کی لڑائی مین مارا گیا وہ رانڈ
رہ گئین اون سے حضرت نے نکاح کر لیا **اقول** یہان تک بیان مجتہد کا صحیح ہے واقع
مین اونکا شوہر جنگ خیبر مین مارا گیا تھا اور وہ نو عروس تھین چنانچہ بخاری مین یہ روایت
موجود ہے اور نکاح کرنا بھی حضرت صلعم کا اونکے ساتھہ ثابت ہے اور ہم خود اوسکا اقرار کرتے
ہین لیکن یہ امر مستلزم اسکے نہین کہ وہ داخل سبایا نہون اگر داخل سبایا نتھین تو لشکر
مین حضرت کے کسطرح آگئین کیا خیبر سے کہین اور چلی گئی تھین اور وہان سے خود بخود تشریف لائی
تھین اگر کچھہ ثبوت اسکا مجتہد کے پاس ہے تو پیش کرین تا کہ ہم اون صحیح حدیثون مین جو بخاری
سے ہمنے نقل کی ہے کسی طرح اسکا شک کرین یا دونون حدیثون مین کسی قسم کا تعارض ہو ورنہ
یا کسی راوی کے سہو یا غلطی یا بناوٹ پر حمل کرین بلا وجہ موجہ ثقات لوگون پر تہمت لگانا
گمراہ لوگون کا کام ہے جیسا کہ مجتہد عصر نے نہایت تعصب و عناد سے تہمت لگائی چنانچہ
فرماتے ہین **قال** راویون نے اونکو سبایا مین لکھا اور اوسپر قیاساً قصے بناوٹ کے
اقول آپکو یہی بہادری ہے کہ یہ کلمہ بلا وجہ موجہ ایسے ثقات لوگون کی نسبت کہا جاے

بنی علیه بصفیة فدعوت المسلمین الی ولیمته وما کان فیها من خبز ولا لحم
وما کان فیها الا ان امر بلالا بالانطاع فبسطت فالقی علیها التمر والاقط
والسمن فقال المسلمون احدی امهات المؤمنین او ما ملکت یمینه فقالوا
ان حجبها فهی احدی امهات المؤمنین وان لم یحجبها فهی مما ملکت یمینه فلما
ارتحل وطأ لها خلفه ومد الحجاب ترجمہ قیام فرمایا پیغمبر صلعم نے درمیان خیبر و مدینہ
کے تین رات زفاف کرتے تھے ساتھ صفیہ رضی کے پس بلایا میں نے مسلمانوں کو اونکے
ولیمہ کے کھانے کیطرف اور نہ تھی اوس ولیمہ میں کوئی چیز روٹی اور گوشت سے اور کچھ بھی
نتھا اوسمین مگر یہ کہ حکم دیا پیغمبر صلعم نے ایک چمڑے کی بساط کا بلال کو کہ بچھائی گئی پس
رکھا اوسپر خرما اور پنیر اور گھی پس کہا مسلمانوں نے یہ ایک ہے جملہ امہات المؤمنین
کے ہے یا ایک ہے لونڈیوں میں سے کہا لوگوں نے اگر پردہ میں رکھا اونکو پیغمبر صلعم نے
تو یہ ایک ہے جملہ امہات المؤمنین میں اور اگر نہ پردے میں رکھا تو یہ مملوکات میں ہے پس جب
کوچ کیا پیغمبر صلعم نے تو پیچھے اپنے سوار کیا اونکو اور کھینچی یا پردہ مجتہد عصر نے بھی یہ حدیث
لکھا ترجمہ کیا ہی مگر [illegible] کے ترجمے میں چند غلطیاں ہیں کہ ہم اوسے تعرض نہیں کرتے
مگر ایک بات بہت صریح خلاف قاعدہ زبان عرب لکھی ہی جس سے معلوم ہوتا ہی کہ اونکو
کچھ بھی واقفیت زبان عربی نہیں ہی اوسکو ہم واسطے اظہار کمال زبان دانی مجتہد کے
لکھتے ہیں اس عبارت کا (فدعوت المسلمین الی ولیمته) ترجمہ یہ فرماتے ہیں کہ اونکے
ولیمہ کے واسطے مدینہ ہی مسلمانوں کو بلایا یہ قصر اونکا سراسر غلط ہی ازبسکہ قصر کیطرف
اونکو توجہ زیادہ ہی ایسا ہی ہر جگہ اوسکو دخل دیتے ہیں یہاں کیا چیز ہی کہ دلالت کرتی ہی
اوپر قصر الصفة علی الموصوف کے یہ تو نہ باب انا سعیت فی حاجتک سے ہی نہ کوئی حرف قصر
کا یہاں ہے نہ ضمیر واحد متکلم کی [illegible] بسبب ناواقفی کے بالفاظ قصر غلط ترجمہ کردیا اب ہم
اصل مدعا کیطرف رجوع کرتے ہیں اس حدیث میں کوئی لفظ ایسا نہیں کہ صفیہ رضی کی

ہمارا تو دین و ایمان اقتدا اور پیروی افعال پیغمبر صلعم کی ہے اگر آپ اسی تناقض ہی پر آپکو
اختیار رہی مگر صاف ظاہر ہوگیا کہ وہ بات جو پیشتر آپکے زبانی تھی کہ فعل رسول اللہ صلعم
مانند قول کے ہے اونکو دون پر صرف زبانی قول لوگوں کے دکھانے کو تھا اعتقاد قلبی نہ تھا لنا
اعمالنا ولکم اعمالکم لا حجة بیننا وبینکم اللہ یجمع بیننا والیہ المصیر **قال**
مسئلہ اگر فرض کیا جاوے کہ یہ سب واقعات اسی طرح پر واقع ہوئے تھے و استرقاق اساری عمل
میں آیا تھا تو بھی یہ سب واقعات ماقبل نزول آیت من و فدا کے ہیں اور اسلیے بنیاد مسئلہ
استرقاق اساری نہیں ہو سکتے **اقول** سنئے سبب او عبث اسقدر باتیں لکھیں اور ہمکو بھی
تکلیف تحریر جواب کی دی یہی معمولی عذر پیش کرنا تھا جسکا ہم ہر جگہ پر نا منظور کرتے چلے آئے
ہیں **قال** روایات متفرقہ بخاری او مسلم میں ابو ہریرہ سے یہ روایت ہے کہ اہدی ... اہدا
لرسول اللہ صلعم غلاما یقال لہ مدعم فبینما مدعم یحط رحلا لرسول اللہ صلعم اذ اصابہ سہم
عائر فقتلہ ایک شخص نے رسول خدا صلعم کے واسطے ایک غلام بطور ہدیہ بھیجا جسکا نام مدعم تھا پس ایکمرتبہ وہ مدعم حضرت صلعم
کا اسباب اتار رہا تھا کہ ناگاہ اوسکے ایک مقام پر تیر لگا اور اس سے وہ مرگیا **اقول** لفظ اذ اصابہ سہم عائر کا ترجمہ
کرتے ہیں اوسکے ایک مقام پر تیر لگا حال آنکہ یہ ترجمہ غلط ہے جناب مجتہد صاحب کو عائر کے معنی معلوم نہیں ظاہرا
(ایک مقام) جو ترجمہ میں لکھا ہے وہی معنی عائر کے سمجھے ہیں حال آنکہ عائر کے معنی ایک مقام
نہیں بلکہ سہم عائر اوس تیر کو کہتے ہیں کہ جسکا پھینکنے والا معلوم نہو **شعر** تقول لہ
سہم عائر قد اصابکا * وقلبی الی الحاظ عینیک ناظر یعنی کہتی ہے تو کہ تیر عائر
تیرے آ لگا ہے حال آنکہ دل میرا تیری ترچھی نگاہوں کو دیکھ رہا ہے **قال** الجوہری العائر من
السہام والحجارة التی لا یدری من رماہ یقال سہم عائر یعنی عائر سہام اور حجارہ
نہ معلوم ہو کہ کس نے پھینکا کہا جاتا ہے اصابہ سہم عائر یعنی لگا اوسکو ایک تیر
والا اوسکا معلوم نہیں پس صحیح ترجمہ یہ ہے کہ ایک تیر جسکا پھینکنے والا معلوم نہیں لگا
یہ بات امر ما نحن فیہ سے کچھ تعلق نہیں رکھتی مگر ایسے لغت ادب ...

کہ جنکی روایت پر اکثر مسائل فقہ مبنی ہیں ایسا بیہودہ کلمہ نسبت اونکی کہنا گویا تمام صحیح بخاری بلکہ تمام صحاح کو ناقابل اعتبار ٹھہرانا ہی اور یہ پردہ عداوت دین متین کی ہے وہ احادیث جنہیں تماف لفظ سمعی کا نسبت حضرت پیغمبر صلعم کے موجود ہے انس بن مالک رضی سے مروی ہیں ایک حدیث کو ثابت دوسری کو عبد العزیز بن صہیب انس رضی سے روایت کرتے ہیں عبد العزیز بن صہیب الفاظ سمعت بیان کرتے ہیں اور ثابت یہ کہتے ہیں عن انس قال یعنی ایک راوی کہتے ہیں سنا میں نے انس سے دوسرے کہتے ہیں کہا انس رضی نے تو دو راویوں کا قصور کچھ نہیں معلوم ہوتا اگر قصہ قیاسی بنایا ہوگا تو انس بن مالک انصاری صحابی خادم رسول اللہ صلعم نے ہی بنایا ہوگا اور جب حضرت انس جو ایسے جلیل القدر صحابی اور خادم رسول اللہ صلعم ہیں ایسے جھوٹے قصے حضرت پر بنانے لگے تو اور کسکا اعتبار رہا جناب مجتہد صاحب پہونچے تو خدا سے ڈرو کہاں تک اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو متہم کیے چلے جاؤگے گمراہوں کی تقلید سے ہادیان دین کو کہاں تک مطعون کروگے مثنوی

بوی کبر و بوی خشم و بوی آز
از پیاز و سیر تقوی کرده‌ام
پس دعاها رد شود از بوی آن
چوب رد باشد جزای هر دغا

در سخن گفتن بیاید چون پیاز
آن دم سوگند غمازی کند
آن دل کژ می نماید در زبان

گر خوری سوگند من کی خورده‌ام
بر دماغ همنشینان بر زند
اخسئوا آمد جواب آن دعا

قال پس ان مختلف روایتوں سے یہ بات کہ در حقیقت کیا واقعہ پیش آیا اور فعل جناب رسول خدا صلعم کس طرح اور کس سبب واقع ہوا بخوبی ثابت اور متحقق نہیں ہوتا **اقول** جو واقعہ در حقیقت پیش آیا اور جس طرح پر فعل جناب رسول اللہ صلعم واقع ہوا وہ سب احادیث صحیحہ سے ثابت و متحقق ہی ہم نہیں جانتے بخوبی ثابت ہونا مجتہد صاحب کے نزدیک کس چیز کا نام ہے **قال** اسلیے یہ واقعات کسی مسئلہ عظیمہ کی بنیاد نہیں ہوسکتے **اقول** واہ کیا خوب اجتہاد مجتہد عصر کا ہے کہ افعال پیغمبر صلعم بنیاد کسی مسئلہ شرعیہ کی نہیں ہوسکتے اور طریقہ پیغمبر صلعم کا لائق اقتدا نہیں جناب مجتہد صاحب

جناب امام علی الرضا رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے جناب امام محمد تقی رضی اللہ عنہ انکے پاس بھی ام ولد باوریا علی نقی
تھیں جناب امام علی نقی ؑ انکے پاس بھی ام ولد تھیں جنسے امام حسن عسکری متولد ہوئے امام حسن عسکری
انکے پاس بھی نرجس نامی ام ولد تھین کہ جنکے بطن سے امام محمد مہدی متولد ہوئے دیکھو یہ وہ ذوات
مقدسہ وارث علم انبیا ہین کہ انکی اقتدا بموجب خبر مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہماری ہدایت
و نجات کی موجب ہے یہ وہ پاک نفس ہین کہ اگر ہم یہ کہین کہ یہ سب کے سب کسی بات مین خلاف احکام
قرآن کے مرتکب ہوئے تو ہماری عین شقاوت ہے یہ وہ ابواب مدینۃ العلم ہین کہ اگر ہم یہ کہین کہ وے
آخر تک قرآن کی کسی آیت کو نسمجھے تو ہمارا جہل مرکب اور باعث بدبختی ہے کیونکہ جب ان اکابر دین
علماء اہل بیت نے آخر بین سے استغراق جائز رکھا تو بیشک و شبہ جاننا چاہیے کہ فی الحقیقت استغراق
جائز ہی ہے اور جو انکے خلاف کہتا ہے وہ گمراہ ہے الغرض کہ ہم قرآن و حدیثوں اور افعال پیغمبر علیہ
السلام اور اصحاب کرام اور عترت ذوی الاحترام سے جواز استغراق ثابت کر چکے اب
اصل ثالث یعنی اجماع امت مین بحث رہی ہم یہ کہتے ہین کہ عہد صحابہ رضی اللہ عنہم سے آجتک
بلا خلاف جواز استغراق پر اجماع منعقد ہوا ہے کیونکہ اسمین قرون ثلثہ و عترت رسول اللہ صلعم اور
جمیع ائمہ مجتہدین شامل رہے اور کسی فقیہ مجتہد محدث عالم نے اختلاف نہین کیا پس یہ اجماع امت
حجت ہے ان اللہ لا یجمع امتی علی ضلالۃ و ید اللہ علی الجماعۃ ومن شذ شذ فی النار
رواہ الترمذی یعنی تحقیق خدا جمع نکریگا امت میری کو گمراہی پر اور خدا کا ہاتھ جماعت پر ہے اور جو جدا ہوا
پھینکا گیا دوزخ میں۔ اتبعوا السواد الاعظم فانہ من شذ شذ فی النار پیروی کرو
گروہ اعظم کی تحقیق جو جدا ہوا ڈالا گیا دوزخ مین رواہ ابن ماجۃ من فارق الجماعۃ
شبرا فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ جسنے مفارقت کی جماعت کی بالشت بھر پس
تحقیق نکالا ربقہ اسلام کو اپنی گردن سے رواہ ابو داؤد و احمد ہر چند کہ باوجود دلائل
قطعیہ حجیت ہونا اجماع امت محمدیہ کا ثابت ہے اور اہل سنت اور اثنا عشریہ اور اور سب فرقہ اسکو حجت
مانتے ہیں لیکن نظام وغیرہ کہتے ہین مگر چونکہ مجتہد بعد اوسکے منکر ہین پس اسکو بھی بربنائی حجت ہونے اجماع کے

ظاہر ہے کہ رکن عظیم قابلیت اجتہاد کا یعنی مہارت اور مخالطت عربیت مین مجتہد عصر سے
فائت ہے اور یہی سبب ہے وہ غلطی مین پڑے ہین قال ابن حدیث ہمارے مدعا کے مخالف نہین ہے
اسلیے کہ ابتداے اسلام مین جو لوگ غلام تھے وہ سب بطور غلام تسلیم کیے گئے تھے اقول
مگر اس حدیث سے یہ بات تو خوب معلوم ہوئی کہ ابتداء ملکیت سے تا روز مرگ مدعم کہ تھوڑے
دنون بعد غزوۂ خیبر سے وہ تیر کے زخم سے مرگیا ہے یعنی سنہ ہجری تک پیغمبر صلعم نے اوسکو
آزاد نہین کیا ایس معلوم ہوا کہ شارع ؑ کو معدوم کردینا غلامی کا جیسا کہ مجتہد صاحب اکثر
جگہ دعوی کرتے ہین منظور نہ تھا گو کہ جمیع دعاوی مجتہد صاحب کے یہ حدیث خلاف نہو پھر بھی
بعض دعاوی کے تو بیشک مخالف ہے یہان تک مجتہد صاحب نے بحث آیات قرآن اور احادیث اور
افعال پیغمبر صلعم اور صحابہ رضی اللہ عنہم مین کی اور بعون اللہ وقوتہ ہمنے ہر مقام پر اونکو خوب
ہی مغلوب کیا یقین تو یہ ہے کہ بعد ملاحظہ اس رسالے کے اس بحث مین کوئی حرف زبان پر
نہ لاوینگے مگر اب ہمکو یہ بھی منظور ہے کہ منجملہ ثقلین کے عترت پیغمبر صلعم کے حال سے بھی استدلال
کرین کیونکہ حضرت صلعم نے فرمایا ہے انی تارک فیکم ما ان تمسکتم بہما لن تضلوا
بعدی کتاب اللہ وعترتی اہل بیتی مین چھوڑے جاتا ہون تم مین وہ چیز کہ اگر اوسکے
ساتھ تمسک کرتے رہوگے میرے بعد گمراہ نہوگے ایک کتاب اللہ کی ہے دوسری عترت پیغمبر
اہل بیت پیغمبر لیکن دیکھنا چاہیے کہ اہل بیت رسول اللہ صلعم کا بعد وفات پیغمبر صلعم کے اسبارے مین
کیا عمل رہا اور کیا حکم رہا باب العلم جناب علی مرتضی کی ام الولد تھین خولہ بنت جعفر بن قیس
حنفیہ اونکی سریہ تھی کہ جسکے سبب سے محمد بن حنفیہ پیدا ہوے ایک روایت سریہ علی بن ابیطالب رض
کی ہم اوپر بھی لکھ چکے ہین جناب سید الشہدا امام الثقلین ریحانۃ الجنۃ امام ہمام حسین بن علی رضی اللہ
عنہ اونکی سریہ بانو دختر یزدجرد بن شہریار بادشاہ عجم تھین اونکا حال بلا خلاف سب کو معلوم ہے
جناب امام ہمام امام جعفر الصادق رضی اللہ عنہ اونکا تصرف مین حمیدہ ام ولد تھین کہ جنسے حضرت
امام موسی کاظم رض متولد ہوے جناب امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ انکے پاس بھی ام ولد تھین کہ

اس کی سبب ہین متوجہ ہوئے ہین **قال** اگرچہ ہماری اس تحریر سے خوب تشفی ہوئی ہے کہ جناب رسول اللہ صلعم
نے تقلید کو مذہب اسلام سے معدوم کر دیا تب بھی بلا شبہ مسلمانون کے دل مین دو شبہے پیدا
ہو گئے **اقول** جھوٹھی بات تو ہم سنا بھی نہین کرتے ہم اس قول مجتہد کا جھوٹھا ہونا ثابت کر چکے
ہین **قال** یہ کہ احکام مذہبی بجا لانے مین اول قرآن مجید پر عمل کرنا چاہیے پھر حدیث پر پھر قیاس مجتہدین پھر
اجماع پر اور اجتہاد پر **اقول** یہ سچ ہے کہ اول اللہ ہی کو مین قرآن کو مقدم رکھنا چاہیے پھر حدیث کو
مگر اسمین کلام ہے کہ قیاس اجماع پر مقدم ہے یا اجماع قیاس پر مقدم ہے مسلمانون کا عقیدہ ہے کہ قیاس کو
اجماع کے سبب ترک کیا جاویگا مجتہد عصر خلاف اوسکے فرماتے ہین بہر حال یہ بحث دوسری ہے یہان بیان
لفظ ضرور نہین اس جگہ جیسا مجتہد عصر فرماتے ہین اوسی کو فرض کیا جاتا بعد فرض کرنے اس امر کے
ہم کہتے ہین یہ اوس شخص کے حق مین ہے جو قرآن و حدیث و قیاس اور علاوہ منصوص و غیر منصوص کو
سمجھتا ہو اور جو شخص کہ آپکے مانند ہین کہ صرف و نحو کا بھی نہین سمجھ سکتے زبان عرب سے آگاہ نہ
جویریہ بتغییر جاریہ کو نام جویریہ ام المومنین کا سمجھتے ہین حرف فعل مونث واحد کو صیغہ تثنیہ
مونث کا سمجھتے ہین اصابتہ سہم عاہر کے یہ معنی کہتے ہین کہ ایک جگہ تیر آلگا الی غیر ذلک ایسون کو
اجتہاد کرنا کسی طرح جائز نہین پہونچتا اونکو تو ہر آئینہ تقلید علما ہی واجب ہے کیونکہ وہ دلایل شرعیہ
پر نظر کرنے سے بسبب ناواقفی و بیعلمی کے معذور ہین اور مراد ہماری تقلید سے یہ ہے کہ جو مسئلہ
پیش آوے اوسمین کسی عالم شرائع سے دریافت کرے کہ اسمین حکم شریعت غرا کا کیا ہے اور چونکہ وہ خود
کلام خدا اور رضا اسکے رسول کو نہین سمجھ سکتا پس واسطے اوسکے عالم کے فتوی پر عمل ضرور ہے فاسئلوا
اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون دیکھیے کہ آپنے حدیث اعتاق کنیز قبطیہ فی تمیم مین روایت
بخاری سے نقل کی کہ اعتقیہا فانہا من ولد اسمٰعیل اس حدیث مین علت اعتاق منصوص ہے چنانچہ
آپ بھی اوسکی علت کے معترف ہین جیسا کہ آپکے ترجمے سے ظاہر ہے باوجود اسکا اور بھی باوجود
محمول کرنے صیغہ امر کے وجوب پر پھر آپ السیف فاحش غلطی مین پڑے کہ اولاد اسمٰعیل ہونے کو باوجود
منصوص ہونے کے علت عتق قرار نہین دیتے اور اسی بنا پر قول قدیم شافعی و قول اسفرائنی پر معترض ہوے

کچھ ضرورت نہین اسلیے کہ ہم اپنا مدعا قرآن و حدیث سے ثابت کر چکے اگر ہم بر بنا حجت ہونے
اجماع امت کچھ بحث کرین تو ہم پر اول یہ بات واجب ہوگی کہ ہم قرآن و حدیث سے حجت قطعی ہونا
اجماع کا ثابت کرین اور ایک طویل کلام ہے جو ہمین لکھنا پڑیگا پس ہم اسقدر تطویل کی کچھ
ضرورت نہین سمجھتے مگر ہم اس بنا پر بحث کرتے ہین کہ آیا معنی قرآن کے قرون ثلثہ مین ایسے
ہی سمجھے گئے جیسے کہ ہمنے سمجھے ہین یا جیسے مجتہد عصر نے سمجھے ہین اور علی ہذا القیاس مجتہدین کبار
نے معانی آیات کے ہماری تفسیر کے مطابق سمجھے یا مطابق بیان مجتہد عصر کے اس بات کو گو نا
کر اجماع حجت ہے مگر یہ تو بیشک ماننا چاہیے کہ اصحاب رسول اللہ صلعم کے اکثر وہی قوم تھے کہ جنکے
زبان مین قرآن نازل ہوا ہے لغت عرب اور طرق استعمال کلام کو ان سے زیادہ کوئی نہین
جان سکتا اور بعض بعض تو ان مین ایسے تھے کہ افصح الفصحا اور ائمہ عربیت کے نزدیک مستند
چلے آتے ہین اور بانی علوم عربیہ ہین پھر ائمہ مجتہدین کبار مین بھی اکثر خاص عرب بلکہ اوسی قوم
کے تھے کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ اصحاب رسول اللہ صلعم اور ائمہ اہلبیت اور
ائمہ مجتہدین فاسق فاجر بھی نہ تھے کہ کسی غرض سے کتاب اللہ کو برخلاف اسکی مراد کے محمول کرتے
اور یہ بھی مسلم ہے کہ قرآن مجید ہمیشہ اونکی قراءت و تلاوت مین رہتا تھا اور وہی جامع قرآن بھی
تھے پس اب دیکھنا چاہیے کہ اونھون نے معنی قرآن ایسے ہی سمجھے ہین جیسے کہ ہمنے سمجھے یا
کہ آپنے کچھ بیشک ہمین نہین کہ ساری سلف کے استرقاق کا کسی نے انکار نہین کیا اور اوسی پر عمل ہوتا
رہا چنانچہ آپ بھی صفحہ ۱۲۱ پر اسکے معترف ہین پس جو مدعا ہمارا تھا کہ اما جو اما منا بعد و اما فداء
مین ہے باتفاق اہل زبان اور باتفاق اون لوگون کے جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہے
مبطل استرقاق و مفید حصر جیسا کہ آپکا دعوی ہے نہین ہے جیسا باتفاق اہل زبان اور باتفاق
ائمہ قریش کہ جنکی زبان مین قرآن نازل ہوا ہے لفظ اما کے معنی ہمارے موافق ثابت ہوے تو
برخلاف لغت کے معنی اما کے بیان کرنے اور اوسکے مطابق قرآن کے تحریف پر باتباع
وتقلید گمراہ لوگون کے آمادہ ہونا صاف صریح ضلالت ہے آپ ہم بعض اقوال مجتہدین کا

لی ہے ایا یہ ہے کہ امام آپ کی ہی پیروی کی ہے یا واقعی پیروی کی ہے قال اگر مسئلہ امامت کا تو وہی
وار پاویگا جو قرآن مجید میں ہے اور کوئی اقول ۔ اتنی بات ہے کیا کہ تبع دیکھو کہ انھوں
نے اس مسئلہ کو قرآن کے موافق جاری رکھا ہے یا خلاف قرآن کے قال مگر مشکل یہ ہے کہ
جو جو بات کہ خلفاء راشدین کے وقت میں ہوئی اونپر لالی اعتماد و جانا ہے کے اطلاع ہمکو
ہونیکا کوئی ذریعہ موجود نہیں ہے اقول یہ دوسری بات ہے پہلے یہ ہے کہ یہ بات کیوں نہیں
فرمائی اس دراز پیچ اور منا الطات سے جو پیشتر سے کرتے چلے آئے کیا حاصل ہوا اگل خلفا راشدین کے
جو بیان کچھ کہتا جسکو ثابت کرنا منظور ہوگا ثابت کر دیگا آپ صحیح کے نفس الامر کی سطر اپنے باز
واسکا اوسکا اقرار کرتے ہو چنانچہ لکھتے ہو صحابہ کے زمانے میں اوسکا خیال نہ ہونا جو بات کہ وہ
بالا کچھ تعجب کی بات نہیں ہے مقصود اکنکے حادثہ میں موجود نہ ہونا کسی چیز کا مستلزم عدم ثبوت
چیز مذکور کا نہیں اگر یا خبار متواترہ زبانی لوگونکے متواتر کوئی بات ثابت ہوجاوے تو ہر آئینہ مفید
یقین ہے مثلاً پکڑا جانا بانو دختر کسریٰ کا غزوہ فارس میں اور دیا جانا اونکا جناب سید الشہدا
ریحانۃ الجنۃ سبط رسول اللہ صلعم امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما کو اور متولد ہونا جناب
امام المومنین قدوۃ العارفین سید السادات امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا اونسے باخبار
متواترہ ثابت ہے پس اوسکے یقینی ہونے میں کیا شک و شبہ ہے یقین تو یہ ہے کہ آپ بھی اسکا انکار نکرینگے
اور اپنے تئین اونھین کی اولاد میں سے ظاہر کرینگے قال وای برحال کتب سیر و تواریخ کے کہ اونسے بجز
چند واقعات ناقابل الاشتباہ کے وقوع کے اطلاع کے اور کوئی نتیجہ نہیں نکلتا اقول ہم
بلکہ یہی کہتے ہیں کہ اونسے استدلال صحیح نہیں چنانچہ ہمنے اب تک اونسے کسی واقعہ سے استدلال
نہیں کیا اور نہ آیندہ کرینگے مگر وای برحال جناب سامی کہ ابتدا سے فرماتے تو یہی ہے لیکن
استدلال بھی اونسے کرتے رہے فعل آپکا آپکے قول کی ابتدا سے خلاف ہی رہا آپ یہ فرمائیے
کہ وہ چند واقعے ناقابل الاشتباہ جنکا آپنے تذکرہ فرمایا کون کون ہیں تفصیل ہو کہ معلوم ہو
فرمائیے یا وہ آپکی رای پر مفوض ہیں جنکو آپ قابل الاشتباہ فرماوین وہ قابل الاشتباہ ہو جاوین

اہل قبلہ تیرہ سو برس سے برابر ایک غلط بات سمجھتے رہے ہیں اور نہیں بڑے بڑے زبان دان محاورہ دان
عالم لغت قرآن واقف مواقع نزول احکام و آیات ہوے اور ان معانی میں کسیطرح اختلاف نہیں
کیا آج ایک شخص ناواقف بیعلم کے کہنے سے اون معانی کو ہم کیونکر بدل سکتے ہیں یہ بات تو بہت
ہی پکی اور مستحکم اور بہر آئینہ قابل التفات ہے آپ اوسکو کسطرح لغو اور غیر قابل التفات فرماتے ہیں قال یہ مسئلہ کہ
اجماع امت سے کوئی حکم شرعی قایم مثل حکم منزل من اللہ قایم ہوجاتا ہے غلط محض ہے اقول کون
کہتا ہے کہ یہ حکم اجماعی کو حکم منزل من اللہ کہتے ہیں مگر ہاں یہ کہتے ہیں کہ اجماع تمام امت مرحومہ کا موجب خبر
مخبر صادق کے گمراہی اور غلط بات پر نہیں ہو سکتا اگر ایسا ہو تو خبر مخبر صادق کی غلط ہو جاوے اور یہ
محال ہے پس اجماع امت کا گمراہی اور غلط بات پر بھی محال ہے قال لا تجتمع امتي على الضلالة
اور من شذ شذ في النار کی صحت کی تسلیم کرنیکے بعد بھی یہ امر طلب ہے کہ خدا یا رسول خدا صلعم
نے جماعت کو دوسرا شارع یا موجد احکام مذہب بنایا تھا یا اوسکو معصوم یا ناقابل سہو و خطا
ٹھہرایا تھا یا نہ تھا اقول آپ اونکو بطور فرض تسلیم کیجیے اور اونمیں میں گفتگو کیجیے خواہ
مطابق اون ضابطے کے جو آپنے بہ تقلید شاہ ولی اللہ و شاہ عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہما کے قایم
کیا ہے خواہ مطابق اور کسی ضابطے کے ان احادیث میں گفتگو کیجیے کوئی بات باقی نہ رہے
دل کی حسرتیں سب نکلیں بلکہ نکال لیجیے مسلمانوں کے ضوابط عقلیہ بنسبت انبیا کے ایسے نہیں
کہ کوئی صاحب عقل اونمیں کچھ سقم نکال سکے اور یہ جو آپ فرماتے ہیں کہ خدا یا رسول خدا نے الخ اس
اسکو سمجھ لیجیے کہ پیغمبر خدا صلعم فرماتے ہیں ید اللہ على الجماعة ومن شذ شذ في النار کہ خدا کا
ہاتھ جماعت پر ہے جو اوس سے علیحدہ ہوا وہ دوزخ میں الا جاویگا غور کیجیے کہ جس پر خدا کا ہاتھ
ہو ایا اوسکا غلطی میں پڑنا محتمل ہے یا نہیں اور اگر وہ غلطی میں پڑ سکتا ہے تو اوسکا مخالف جو حق پر ہے
دوزخ میں کسطرح پڑ سکتا ہے اسکو سمجھ کر جواب دیجیے خدا کے ہاتھ کے نیچے آئیے خواہ شق ثانی اختیار
فرمائیے اور قیل و قال ضرور نہیں وما علينا الا البلاغ المبين قال اسکی بحث کے لیے ایک دوسرا
رسالہ چاہیے اقول دوسرا رسالہ بھی تحریر فرمائیے ہاتھ میں قلم موجود ہے مانع مزاحم کوئی نہیں اور مکرر

اور جنکو شنتہ یعنی قرار دین وہ شتہ ہو جاوین یا کوئی ضابطہ سنت اور غیر شنتہ کے دریافت کرنیکا
مقرر ہی اور اگر کوئی ضابطہ ہی تو اوہی ضابطہ ہی جو سنتہ لکھا ہی یعنی تو اوسکا اعتبار رہا اور کچھ ہی اگر اور
کچھ ہی تو اوسکو بیان کیجیے **قال** اگر اون کتابون کو ہم استنباط مسائل کا ہی مین دخل دین
تو ہم صاف صاف ہندو ونکے مقلد ہون گے جنہون نے مہابھارت کو اپنے ہان کتب متعدد
مین داخل کر لیا ہی **اقول** ہم اس قول کو آپکے بہت جان و دل سے پسند کرتے ہین اور اہل اسلام
کا ہمیشہ قول ہی شروع سے چلا آتا ہی اور ہمارے قرآن و احادیث نبویہ سے بھی یہی بات ثابت ہی اور سلف
ہمارے علما متقدمین رحمۃ اللہ علیہم انبیا کے معاملہ مین بہت چھان بین کر چکے ہین اور روایات کے
حال کی بہت ہی تحقیق کی ہی اور نکا ہم بہت شکر ادا کرتے ہین کہ اونکی تحقیقات سے ہم خبر صحیح اور ضعیف
اور موضوع مین ہر وقت تمیز کر سکتے ہین مگر آپکا یہ قول صرف زبانی ہی ہی کہ عمل اوسکے برخلاف ہی
اور آپ مہابھارت سے خوب ظاہر ہی رہا حال مہابھارت کا سو کیفیت اوسکی یہ ہی کہ اوسکے
مصنف یعنی بیاس جی کو وے لوگ صاحب وحی و الہام بتاتے ہین اور اونکے اعتقاد مین یہ ہی
کہ مہابھارت و بھاگوت وغیرہ اٹھارہ پوران وحی الہام سے لکھے گئے ہین چنانچہ اسی مہابھارت
مین لکھا ہی کہ بیاس جی کو نارائن سمجھو اگر وہ نارائن نہوتے تو مہابھارت وغیرہ کسطرح تالیف کرتے
اس باب مین اعتقاد ہنود کا بجمیع الوجوہ ایسا ہی ہی جیسا آپکا اعتقاد ہی دربارہ تالیف کتب بیبل
کے کہ آپ بھی اونکی تالیف کو محمول اوپر ایسے لوگون کے فرماتے ہین کہ جو نبی تو نہین مگر صاحب
الہام ہین اور جو حال کہ معدوم ہونے سلسلہ روایت کا بیاس جی تک ورنہ ثابت ہونا اوسکا بروایت
صحیح مرفوع متصل بیاس جی تک ہنود مین ہی اوس سے زیادہ حال کتب بیبل کا ہی غرض ہماری اس تحریر سے فقط
آپکا اطلاع دینا ہی کہ ہم آپکے اس مقولے کو تعلیقات تبیین الکلام مین حجت پکڑینگے
اور اس قول کی بنا پر آپسے مواخذہ عظیم کرینگے یاد رکھیو **قال** دوسرا شبہ تو نہایت ہی لغو ہی
اور لائق التفات نہی **اقول** دوسرا شبہ مطابق آپکی تحریر کے یہ ہی کہ تمہین صدہا مین تمام
اہل قبلہ اور اجماع امت کے برخلاف ہی کیونکر تسلیم ہو سکتا ہی اور مراد آپکی یہ ہی کہ معنی قرآن جو تمام

کہو تم نے کیونکر سمجھا یہ سلام ہے کہ عترت رسول اللہ صلعم اور اصحاب رسول اللہ صلعم کو باوجود داعی
شدید لحاظ آیت مذکورہ کے آیت مذکورہ سے غافل بنا کر اون سب کو مصداق آیت کے
الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ کا ٹھہراتے ہو تم لوگ تمھاری طرح بے علم اور نافہم تھے
کہ جو ہر وقت قرآن و حدیث پڑھتے تھے مگر حکم خدا سے غافل ہوتے فرض کرو کہ ابوبکر تو غافل
ہو گئے تھے عمر بن خطاب اور عثمان بن عفان اور علی بن ابی طالب اور جتنے صحابی تھے کیا ہر
ہر کیا ہر ایک غفلت کا پتلا تھا اسقدر جم غفیر کا غافل ہو جانا ایک ایسے حکم سے کہ قرآن کی
نص صریح ہو ہر زمانہ عادۃً محال اور ممتنع ہے ذری ذری سی بات پر تو باہم گفتگو اور مشورہ کیا
کرتے تھے اور ہر بار قرآن و حدیث سے تمسک کرتے تھے ایسی نص صریح سے اسقدر تجاہل
کہ ہزار ہا پر نوبت پہونچی تھی کیونکر غافل ہو گئے کسی طرح یہ بات کسی صاحب عقل کے سمجھ
میں نہیں آسکتی اور پھر دلیل اسکی کیا ہے کہ وہ سب کے سب غافل ہو گئے بلا وجہ موجہ الزام غفلت کا
ایسے ایسے ابرار و اخیار امت پر دھرنا سخت ناروا ہے سو آشفتہ گرنا درست این وجود حیثیت
جان سپید گشت و روان ہر دو حیثیت ہے طرفہ یہ ہے کہ آپنے جنگ جمل کی لڑائی کے بیان میں پیشتر
اس سے خود یہ لکھ چکے ہو کہ بہت سے اصحاب کا قتل اسامہ سے انکار کرنا دلیل اسکی ہے کہ وہ نزول آیت میں
و فادہ سے واقف تھے یہاں برخلاف اسکے یہ کہتے ہو کہ اس اجماع کا سبب اتفاقیہ بھول جانا
تھا کہ نادانستہ اس آیت سے غفلت ہو گئی کہیں اونکو واقف ٹھہراتے ہو کہیں ناواقف
بناتے ہو عجب جاہل ہے آپکا اپنی غلطی کا اقرار کیوں نہیں کرتے جواب نہ الزام غفلت کا دھرتے
ہو قال چند روز اتفاقیہ غفلت رہی اقول خدا سے ڈرو خود اقرار کرتے ہو کہ تیس برس
خلافت عدل رہی ان تیس برس کو بلفظ چند روز جو تعبیر کرتے ہو کچھ بھی خدا کا خوف ہے
بڑا تعجب ہے کہ ایسے ایسے عاقلات ایسے ایسے خدا کا کلام سمجھنے والے قرآن کے جمع کرنے والے
احکام قرآن کے بشدت تمام جاری کرنے والے متقی متورع تیس برس تک غفلت اتفاقی میں
پڑے رہیں قال اوس زمانہ کے بعد کے لوگوں نے اوس بھول کو امر قصدی اور ارادی سمجھا

بھی دیکھا جاویگا **قال** مگر اس مقام پر اسقدر لکھنا چاہیے کہ یہ مسئلہ اسلام کا ہے کہ جسطرح ایک
آدمی کا غلطی میں پڑنا ممکن ہے اسی طرح ایک گروہ کا بلکہ ایک زمانہ کے لوگوں کا غلطی میں پڑنا ممکن ہے
اقول اسلام کا تو یہ مسئلہ نہیں آپکی طبیعت کا گھڑا ہوا مسئلہ ہے شیعہ اسلام تو یہ فرماتے ہیں لا تجتمع
امتی علی الضلالۃ آپ اوسکے خلاف کہکر اپنی تہمت اسلام پر لگاتے ہیں جب ہمکو مخبر صادق
نے بالیقین ثبوت کو سونپ گئی تو ہم مسلمانوں کا اعتقاد صحیح مسئلہ ہے کہ امت محمدیہ کا خطا پر مجتمع ہونا ممتنع ہے گو ممتنع الذاتی
نہو مگر ممتنع بالغیر ہے **قال** پس اجماع امت ہر ایک شخص کو جو اوس اجماع کو غلط یا غلط بنا پر سمجھتا ہو وہ قسم الیقین ثابت ہی
اقول جو شخص کہ اجماع امت کو غلط یا غلط بنا پر سمجھے تو اوسکی سمجھ کی غلطی ہی اور ایسا شخص بموجب خبر مخبر صادق کے وہ خدا کے
ہاتھ سے خارج ہو کر دوزخ میں داخل ہے قول مخبر صادق کا ظاہر ہو چکا ہے کہ اوسکا غلط ہونا ممتنع ہے وہ اوپر ہی ذکر ہو چکا **قال** اعلانی
پر جو اجماع امت ہے آپ اوسکی غلطی علانیہ ظاہر ہوتی ہے **اقول** ابتک غلطی ظاہر ہونے پر مستعد ہو بیٹھے تھے مگر خدا کی قدرت دیکھو
کہ تمہارے سبھی عالمان نا عاقبت اندیش یکسر ہی گئے ہیں کہ اگر کچھ بھی قوت منفعلہ رکھتے ہوگے تو کسی کی غلطی پکڑ نیکا ارادہ نام نہ لو گے والا
الہ نیستی فاضل ماشاءاللہ اب اجماع کی غلطی کے بیان شروع ہوتے ہیں ہمکو خبر فرماؤ اوسکو بھی دیکھیں **قال** اول تو نص صریح قرآنی
کے برخلاف ہے **اقول** پہلی ہی حدیث میں غلطی اپنی پکڑ وائی دیکھو سطر ۳ صفحہ ۵ صفحہ ہذا سے اوس وقت تم لکھتے ہو کہ لونڈی
غلام بنانا الفاظ صریح باطل نہیں کیا گیا جب الفاظ صریح لونڈی غلام بنانا باطل نہیں کیا گیا تو پھر نص صریح کہاں رہی
میں جبرا لکھی ان کہ آپ نص صریح کسکو کہتے ہو اور کیا خیال پکا رکھا ہے ہمیں ابتدا اجماع مطابق ہو اور منصوص صریح قرآنی کے جو دال
ہو اوپر جواز استرقاق کے کہ ہم اوسکی تفصیل بیان کر چکے ہیں ایک نص نہیں بلکہ بہت ہیں اور جو کوئی اون نصوں کو ملاحظہ کریگا
آپکی غلطی اور عدم واقفیت او سپر بخوبی کھل جائیگی **قال** دوسرے اوس اجماع کا سبب کوئی حکم احکام مذہبی
نہ تھا بلکہ ایک اتفاقیہ طبعی ایسا سبب تھا کہ نادانستہ اوس آیت سے غفلت ہو گئی **اقول**
کیسے غلطی میں پڑے ہو غلطی میں نہیں پڑے ہو بلکہ دیدہ و دانستہ گمراہوں کی تقلید سے حق
بات چھپاتے ہو اور جھوٹی بات زبان پر لاتے ہو خلافت خلفائے راشدین کا عین عروج جہاد کا
تھا اور اوسمیں روزانہ معاملہ اساری کا واقع ہوتا تھا پھر اجماع اصحاب رسول اللہ صلعم کا مسئلہ
اساری پر بلا سبب کسطرح کہا جا سکتا ہے اور اوسکو امر اتفاقی طبعی بجز کسی نادان کے کون

ہو گیا کیا یہ اقوال مجتہدین علما است در باب جواز استرقاق بلا قصد جہالت خواب ہیں اونکی
زبان سے نکلے تھے یا بطور ہزل کے او مضمون نکے کہے تھے جو یہ کہا جاوے کہ یا قصد اجتماع ہو گیا انہ
اغلوطات سے کچھ حاصل نہیں قال تفصیل اوسکی پھر اقول اجمال تو دیکھا گیا کہ اوس سے
سر سر الحاد مجتہد کا پیدا تھا اب تفصیل کو بھی دیکھنا چاہیے کہ اوس سے رہ گئے کیا کہ تفصیلی ہو قال
عرب میں رواج لونڈی غلام کا اور لڑائی کے قیدیون کو لونڈی و غلام بنانیکا ایسا قدیم
چلا آتا تھا اور ایسا نہ ہونے عجیب سمجھا جاتا تھا کہ کسی کے دل میں اسکا خیال بھی نہ تھا کہ اوسکی موقوفی
ہوگی اقول ہم پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ شارع علیہ السلام نے ہر طرح کا مروج غلامی کو دائر نہیں
رکھا صرف اوسی غلامی کو جو مبنی بر قواعد عقلیہ تھے جائز رکھا اور باقی کو بذریعہ حکم صاف کے
بند کر دیا اور وہ غلامی جو جائز رکھی گئی تھی صرف یہی تھی جو کفار عرب یا کہ دیگر لڑائی کرین وہی تھا جو
واستیلا کے ایک دوسرون کو یا اونکی ذریت کو قید کر لاوین چنانچہ اب تک اوسی طرح کی غلامی شرعاً
باتفاق علما جائز ہے اور یہ قول کہ ایسا قدیم چلا آتا تھا آپکا صاف غلط ہے مجتہد صاحب نے اب تک
کوئی دلیل اسپر پیش نہیں کی اور بلا دلیل تو ہم ایسی بات پر اعتقاد نہیں کرتے علاوہ بران قدامت مستلزم اسکی نہین
کہ کسی کے دل میں خیال اوسکی موقوفی کا نگذرے اگر اس ملازمہ پر مجتہد صاحب کوئی دلیل رکھتے
ہون تو پیش کرین سوا اسکے اور بہت رسمین جاہلیت قدیمہ کی عرب میں تھین اور نہایت عجیب سمجھی
جاتی تھین یک لخت موقوف ہو گئین علاوہ بر رسوم جاہلیت کے بعض امور جو شرائع سابقہ میں بھی جائز
تھے اور قدیم سے چلے آتے تھے بمجرد ایک حکم کے ایک آن میں موقوف ہو گئین قدامت کسی چیز کی
مستلزم اسکی نہین کہ کسی کے دل میں خیال اوسکی موقوفی کا نہ آوے اور کبھی نگذرنا خیال
موقوفی کا کسی کے دل میں مستلزم اسکا نہین کہ ہر وقت ممدوح ہے اگرچہ ہم کہتے ہیں موقوف ہو جاوے
قال اس خیال کو بعض واقعات ابتدائے زمانہ اسلام نے جو بدر لڑائی کے ... اور بلاشبہ لوگ قدیم
زمانہ قدیم لونڈی و غلام سمجھا اور نیز مذہب اسلام کے اون احکام میں جسمین وہ لونڈی و غلام جو
قبل نزول آیت حریت لونڈی و غلام ہو چکے تھے بطور لونڈی و غلام کے تسلیم کیے گئے تھے اور

اقول ذہول کا ثبوت بھی پیغمبر یا بیدلیل جو دل مین آتا ہی لکھہ سکتے ہو واقع مین ذہول
نتھا بلکہ عین مدعا قرآن تھا جسپر اونھون نے اجماع کرکے عمل فرمایا اور واقع مین اوس زمانہ کے
لوگون نے اونکے فعل کو امر قصدی اور ارادی ہی سمجھا تھا اور جیسا اونھون نے سمجھا تھا حقیقت
مین ایسا ہی تھا اگر تمھارے پاس کوئی دلیل غفلت کی ہی تو پیش کیون نہین کرتے **قال**
اوسکے بعد ظلمت تقلید نے دنیا مین اندھیرا کر دیا **اقول** قبل از ظلمت تقلید تو اندھیرا نتھا
اوس زمانہ مین اگر کسینے اصحاب کبار کے برخلاف مدعا آیت کا سمجھا تھا تو اوسنے کیون نہین
مشعل روشن کی مگر یہ بھی آگ آپنے بارادہ اطفا نور قدیم کے جلائی ہی یُرِیدُونَ لِیُطْفِئُوا
نُورَ اللّٰہِ بِاَفْوَاہِہِمْ وَاللّٰہُ مُتِمُّ نُورِہٖ وَلَوْ کَرِہَ الْکَافِرُونَ ٥ آپکی وہی مثل ہی جو قرآن مین
وارد ہی مَثَلُہُمْ کَمَثَلِ الَّذِی اسْتَوْقَدَ نَارًا فَلَمَّا اَضَاءَتْ مَا حَوْلَہٗ ذَہَبَ اللّٰہُ
بِنُورِہِمْ وَتَرَکَہُمْ فِی ظُلُمَاتٍ لَا یُبْصِرُونَ صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ فَہُمْ لَا یَرْجِعُونَ ٥
پھر یہ بھی غور فرمائیے کہ باب تقلید تو بہت مدت بعد کھلا ہی ائمہ مجتہدین تو مقلد صحابہ تھے امام
شافعی رحمۃ اللہ علیہ تو صحابی کی تقلید سے قیاس کو بھی ترک نہین کرتے چنانچہ وہ فرماتے
ہین کہ نحن رجال وہم رجال ہم بھی آدمی ہین اور وہ بھی آدمی تھے بھلا ایسا شخص جو قیاس کو بھی
صحابی کے قول پر مقدم رکھتا ہی نص صریح کے مقابل مین اصحاب کی تقلید کسطرح کر سکتا ہی
ہان امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ البتہ زیادہ تر متوجہ بطرف تقلید اصحاب رسول اللہ صلعم کے ہین
سو وہ بھی اسیقدر جائز رکھتے ہین کہ قیاس کو اونکی تقلید سے چھوڑ دیا ہی نہ یہ کہ نص صریح کے مقابلہ
مین بھی تقلید صحابی کی کیجاوے چونکہ ائمہ اربعہ تک تقلید کا تذکرہ بھی بہت ہی کم تھا اور بعد اونکے
بھی ایک مدت مدید تک علما ایسے ایسے مجتہد ہوگئے کہ پابند تقلید نتھے بلکہ اکثر ائمہ اربعہ سے مسائل
مین خلاف کرتے تھے پس مقولہ مجتہد کا کہ اوسکے بعد دنیا مین ظلمت تقلید نے اندھیرا کر دیا صاف
غلط اور محض دھوکا بازی اور ضلالات اور ضلال ہی **قال** اور از خود بلا قصد اجماع ایسے
اجتماع ہو گیا **اقول** بھلا کوئی شخص بجز مجنون یا سفیہ کے یہ بات کہہ سکتا ہی کہ بلا قصد اجتماع

لونڈی و غلام جو قبل نزول آیت حریت لونڈی و غلام ہو چکے تھے بطور لونڈی و غلام کے
تسلیم کیے گئے تھے آپ ہی فرمائیے کہ یہ احکام قرآن و حدیث کے جنکی رو سے رقیت اون رقیقوں کی
تسلیم کی گئی تھی کسکی تھی آیا خدا ہی کی تھی یا کسی اور کی تھی اگر خدا کی تھی تو جب بموجب احکام خدا کے
رقیت انکی تسلیم کی گئی اور جب اون احکام سے تسلیم رقیت کو استحکام ہوا تو یہ جو آپ دعوی کرتے تھے کہ
بموجب رسم زمانے کے تسلیم کی گئی تھی صاف جھوٹھا ہو گیا اور جب بموجب احکام خدا کے رقیت تسلیم
کی گئی تو یہ تسلیم عین شریعت ہے اور جب تک یہ تسلیم بکلمات نص منسوخ نہو گی تب تک ابد الاباد قائم
و دائم رہیگی لا مُبَدِّلَ لِحُكْمِهٖ اوسکے حکم کا کوئی بدلنے والا نہیں اور یہ جو آپ فرماتے ہیں اور
متعدد احکام اونکی نسبت قرآن و حدیث میں موجود تھے الخ اس سے مدعا ہمارا بخوبی ثابت ہو گیا
یعنی بعد ان سب امور کے معاملہ رقیت کا محض رسم و خیال ہی نرہا بلکہ جب احکام قرآن و حدیث انکی
نسبت متعدد صادر ہوا اور خدا کے بھیجے ہوئے پیغمبر نے اسارے کو لونڈی غلام بنایا تو معاملہ
شرعی ہو گیا اور خیال و رسم کا جو شبہ ہوتا تھا وہ بھی جاتا رہا اور معاملہ پکا شرعی مثل اور معاملات
شرعیہ کے پختہ ہو گیا یہاں ایک بات اور بھی قابل بیان ہے مجتہد صاحب نے اور یہ لکھا ہے کہ اس اجماع کا سبب
کوئی حکم احکام مذہبی سے نتھا بلکہ ایک اتفاقیہ طبعی ایسا سبب تھا کہ نادانستہ اس سے غفلت
ہو گئی یہاں یہ فرماتے ہیں مذہب اسلام کے اون احکام سے جنکی رو سے لونڈی و غلام جو قبل نزول آیت
حریت لونڈی غلام ہو گئے تھے بطور لونڈی غلام کے تسلیم کیے گئے اور متعدد احکام اونکی نسبت
قرآن و حدیث میں موجود تھے اس تقریر سے مجتہد صاحب کی تقریر سابقہ صاف باطل ہو گئی اور ظاہر
ہو گیا کہ سبب اجماع بھی احکام مذہبی منصوصہ قرآن و حدیث ہیں اور اجماع امت بسبب انہیں احکام
کے اسپر منعقد ہوا کہ رقیت بلا قید زمان کے عموماً شرعاً جائز ہے اور احکام منصوصہ مخصوص کسی
زمانے کے ساتھ نہیں ہیں پس جو شخص کہ مدعی خصوصیت احکام مذکورہ کا ساتھ زمانہ بدو اسلام
کے ہے وہ البتہ مخالف جماعت و اجماع کے ہے اور قول اوسکا بسبب مخالفت اجماع کے البتہ مردود ہے
قال اخیر غزوات میں آیت من و فدا نازل ہوئی اقول یہ بات غلط ہے کہ اخیر غزوات میں نازل

رقیت اسلام میں بھی تسلیم کی گئی نہیں ہو سکتی کیونکہ جو احکام مفسر اور بہت صاف ہیں وہ کسی دلیل
مجمل اور خفی سے منسوخ نہیں ہو سکتے اب رہا حصر سو اوسکا بھی یہ حال کہ کوئی لفظ اوس آیت میں
ایسا نہیں کہ حصر پر دلالت کرتا ہو اگر آپ یہ کہیں کہ کلمہ انما واسطے حصر کے ہے تو ہم کہینگے کہ علاوہ
بات یہ ہے ہمنے اوپر ثابت کر دیا ہے کہ وہ مادہ مانعۃ الجمع میں بھی جیسا کہ یہاں ہے مستعمل ہوتا ہے اور دیگر
معانی میں بھی سوا حصر کے مستعمل ہے پس آپ کا دعا حصر بلا دلیل باطل ہے اگر آپ کہیں کہ فخر رازی نے
لکھا ہے کہ انما واسطے حصر کے ہے تو ہم کہینگے کہ لغت عرب میں جیسے آپ ویسے فخر رازی فرق
اتنا ہی ہے کہ وہ بلدہ رے عراق عجم کے ہیں آپ بلدہ دہلی ہندوستان کے ہیں کسی عرب عربا کا
قول سند لائیے یا کسی نحوی یا عالم لغت کے قول سے استدلال فرمائیے اور ہر گاہ اہل حجاز قریش
اور دیگر عرب عربا نے کلمہ انما کو مفید حصر نہیں سمجھا تو بالیقین جاننا چاہیے کہ وہ کلمہ ہرگز واسطے
حصر کے نہیں اگر واقع میں وہ کلمہ مخصوص واسطے حصر کے ہوتا تو اہل زبان کہ جنکی زبان میں قرآن
نازل ہوا ہے بلاشک ایسا ہی سمجھتے اور مقتضا حصر کے عمل فرماتے اور پر جواز استرقاق کے باتفاق
اجماع نہ کرتے بھلا اوروں کا تو ذکر ہی کیا ہے خود صاحب وحی نے بھی کہ جنسے زیادہ کوئی قرآن کو
نہیں سمجھتا انما کو اس آیت میں مفید حصر نہیں سمجھا اگر ایسا سمجھتے تو اسارئے ہوازن اور اوطاس
وغیرہا کو کیوں رقیق بنا لیتے اور بعض ہوازن کو کیوں قتل کرا دیتے **قال** بعد نزول اس آیت کے
جناب رسول خدا صلعم اگرچہ تمام اسارے پر من وفدا کیا الا ہو کہ قبل نزول اس آیت کے بھی ایسا ہوتا
تھا اس سبب سے خیال حصر موجودہ آیت پر نہوا **اقول** سراسر جھوٹھ بات ہے اسارئے مذکور کو فدیہ لیکر
چھوڑا تھا اور نہ حکم صریح ممانعت کا نافذ ہوا اور پھر کسی محارب مقاتل کو نہ فدیہ لیکر چھوڑا نہ احسان
رکھکر بلا فدیہ چھوڑا چنانچہ بحث اسکی مفصل گذر گئی اور مجتہد عصر جو یہ فرماتے ہیں خیال حصر موجودہ
آیت پر نہوا تکذیب اس قول کی خود انہیں کے قول سے جو بیان جنگ بنی جذیمہ میں فرمایا ہے فظاہر
اوس قول سے ظاہر ہے کہ اکثر اصحاب کو اس امر کا اچھی طرح علم تھا اور اچھی طرح جیسی آیت کے معنی سمجھے تھے علاوہ
ہم کہتے ہیں کہ خیال حصر کے کیا معنی بر خلاف حصر ہمیشہ عمل میں آتا رہا یہ قضیہ شرطیہ بنا بر مجتہد دہر کا

ہوئی اسقدر تحریر طویل بمنزلہ عدم ہونے کی مگر اب تک اوسکے اثبات پر کوئی دلیل شرعی بجز توہمات و
تخیلات فاسدہ کے پیش نہین کی مگر تکمیلاً اسکی بھی ہم یہ کہتے ہین کہ پیغمبر بھی تو اسیر کا لونڈی و غلام
بنانا پیغمبر صاحب نے جائز رکھا اور قتل بھی جائز رکھا چنانچہ ہوازن سے ایک آدمی کو پکڑوا کر قتل کرا دیا
اور ذریات مین سے خمس آپ لیا اور باقی کو اصحاب پر تقسیم کر دیا اور خمس مین سے ایک یا دو لڑکیان
عمر بن خطابؓ کو عطا فرمائین اور غزوہ اوطاس مین جسقدر سبایا غنیمت مین آئین انکو اصحابؓ
کو بانٹ دیا چنانچہ یہ سب امور احادیث صحیحہ سے ثابت کئے ہین پس بعد اس آیت کے بھی حکم
جواز رقیت مین بعہد جناب رسالت مآب صلعم کچھ فرق نہ آیا اور بدستور بموجب فرمان پیغمبر صلعم
کے جاری و نافذ رہا **قال** اون آیات مین بھی قیدیون کی نسبت احکام محصورہ صادر ہوئے **اقول**
مین احکام محصورہ کو نہین سمجھا آیا یہ کوئی قسم احکام کی ہے جیسا منصوصہ اور مفسرہ اور محکمہ
اور ظاہرہ یا کچھ اور حصر سے آپکی کیا مراد ہے عنایت فرما کر اسکی شرح فرما دیجیے **قال** اور لونڈی
و غلام بنانا الفاظ صریح سے نہین بلکہ بوجہ حصر باطل کیا گیا **اقول** ہرگاہ کہ بقول مجتہد کے
رسم غلامی رسم قدیم تھی اور اوسکے متروک ہو جانیکا کسیکو خیال بھی نہ تھا اور احکام قرآن و احادیث
اور افعال پیغمبر صلعم سے زیادہ تر استحکام اوسکا ہو گیا تھا پس مقتضای بلاغت قرآن اور مقتضای
حال تو یہ تھا کہ اوسکے ترک اور ممانعت کا حکم بہت تصریح سے بالفاظ صریح بہت ہی تاکید کے
ساتھ نافذ ہوتا جسطرح پر کہ حرمت خمر و ربا نافذ ہوا ہے نہ یہ کہ بالفاظ غیر صریح مجملہ غیبیہ سے اور پھر
کہ احکام جواز رقیت ایسی منصوص اور مفسر اور صاف جواز رقیت پر دلالت کرتی ہین کہ اونمین
کسی زبان دان کو شک و شبہہ نہین ہے پس خالی اس سے نہین کہ وہ احکام دالہ اوپر جواز رقیت کے
منسوخ ہو گئی یا بدستور باقی ہین اگر بدستور باقی ہین تو دعوی ابطال ان کا باطل ہے اور اگر منسوخ
ہو گئی تو یہ آیت انکی ناسخ ٹھہری اور چونکہ آپ خود مقر ہین کہ ابطال استرقاق بالفاظ صریح نہین
پس یہ آیت کسطرح جبر ناسخ احکام منصوصہ مفسرہ کے جو ایسے صریح ہین کہ انکی صراحت مین کسی
کو کچھ بھی شبہہ نہین ہے ہو سکتی اور ان محصور احکام کی بنا پر آپ بھی مقر ہین کہ ابتدا سے اسلام مین

کہ (جو کہ قبل نزول اس آیت کے بھی ایسا ہوتا تھا اس سبب سے خیال حصر موجودہ آیت پر نہوا) عجیب
قضیہ قابل تماشا ہی کہ مقدم کو تالی کسی طرح پر لازم نہیں یعنی ہونا عمل کا اوپر قتل و استرقاق و من و فداء
کے قبل از نزول آیت عدم جواز قتل و استرقاق و حصر جواز کے درمیان من و فدا کے مستلزم اسکا
ہرگز ہرگز نہیں کہ عدم جواز قتل و استرقاق و حصر جواز من و فدا پر خیال نہو دیکھو قبل از نزول آیات
تجدید نکاح و منع جمع بین الاختین کے عمل اوپر ازدواج ما فوق الاربع اور ما دون الاربع اور جمع
بین الاختین اور عدم جمع پر ہوتا تھا اگر عمل سابقہ موجب عدم لحاظ ہوتا تو لازم آتا کہ جیسا کہ بقول
مجتہد آیت من و فدا میں خیال حصر پر نہوا ایسی ہی ان آیات میں تحریم ما فوق الاربع اور تحریم جمع
بین الاختین پر بھی خیال نہوتا واللازم باطل فالملزوم مثلہ غرضکہ سب تقریر لائق مجتہد دہر کے
تمامتر توہمات برخلاف قواعد علوم اصول میزان و مناظرہ کے اور سب ہیچ و پوچ ہیں ہم مجتہد سے
یہ دریافت کرتے ہیں کہ حصر پر کسکو خیال نہوا آیا پیغمبر صلعم کو نہوا یا اصحاب کو نہوا اگر پیغمبر صلعم کو خیال
نہوا تو صاف ثابت ہوا کہ واقع میں آیت کا حصر غلط اور خلاف مراد صاحب شریعت کے ہوا اور اگر اصحاب
کو خیال نہوا تو پیغمبر صاحب نے کیوں خیال نہ کرایا اور کیوں خیال نہوا کیا تبلیغ اوس آیت کی باعلان
تمام مثل تبلیغ دیگر آیات قرآن کے نہ فرمائی گئی تھی اور تعمیل حکم یا ایہا الرسول بلغ ما
انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ کی کچھ بھی نہیں کی گئی دیکھو اہل
علم معانی و بیان اس آیت کی تفسیر کس خوبی کے ساتھ میں کلمات آیت سے اس بات کو ثابت
فرماتے ہیں کہ پیغمبر خدا صلعم نے ذرہ سی بات کی تبلیغ میں بھی کسی طرح کی غفلت نہیں کی اور جو احکام نازل ہوئے
اونکا ایسا اعلان کیا کہ کسی طرح کا شک و شبہہ تبلیغ میں نہ رہا چنانچہ بتائید اوسکے بخاری روایت
کرتے ہیں عن عائشہ قالت من حدثک ان محمدا علیہ السلام کتم شیئا مما انزل علیہ
فقد کذب وہو یقول یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الآیہ عائشہ
فرماتی ہیں کہ جسنے یہ بات تجھسے کہی کہ محمد علیہ السلام نے اوس میں جو خدا نے اونپر اوتاری ہی کچھ بھی
چھپایا تو اوسنے جھوٹھ بولا شان یہ ہی کہ خدا فرماتا ہی ای رسول اچھی طرح سے پہونچا دو لوگون کو کل

علم آخر احد کا نافذ ہوا اصحاب میں ایسا کوئی نہ رہا کہ جسنے حکم حرمت نہ سمجھا ہو آیت تحریم سے پہلے کی
آیت وہ ہی جو سورۂ نسا میں ہی چنانچہ یہ بات حدیث ابوداؤد سے ثابت ہی اور وہ آیت یہ ہی یا ایھا
الذین امنوا لا تقربوا الصلوٰۃ وانتم سکاریٰ حتیٰ تعلموا ما تقولون یعنی
جو منو پاس نجاؤ نماز کے اوس حال میں کہ تم نشہ میں ہو جب تک کہ سمجھنے لگو اوس بات کو جو تم کہتے ہو دیکھو
اس آیت سے کچھ حرمت خمر کی ثابت نہیں ہوتی صرف حکم ہی کہ جب تک نشہ میں ہو تب تک نماز کو ادا نہ کرو اور
پیغمبر صلعم نے کچھ ممانعت فرمائی تھی چنانچہ بعض اصحاب شراب پیتے تھے اور حضرت صلعم کو بھی اوسکی اطلاع تھی اگر شروع
و حرام ہوئی ہوتی تو بیشک پیغمبر صلعم اونکا تدارک کرتے اور جس طرح بعد نزول آیت تحریم کے منادی و تشدد
فرمایا پہلے ہی ایسا تشدد اور منادی کرتے البتہ اسقدر بیشک ہی کہ پیغمبر صلعم ایسی چیزوں کی جنسے عقل
میں فتور و فساد آجاتا ہی اور بعورت غفلت میں ہمیشہ محترز رہتے ہیں اور لوگوں کو اوروں کے حق میں قبل از تحریم
مباح سمجھتے تھے پیغمبر بھی مکروہ جانتے تھے مگر قبل از نزول آیت تحریم حکم تحریم کا نہیں دیا اگر بطور فرض محال یہ
بھی فرض کریں کہ پہلے کسی آیت میں شراب حرام ہوئی تھی اور بسبب کسی قسم کے اجمال کے حرمت اوسکی نہیں سمجھی تھی اور محتاج بیان کی
رہی جب بیان اوسکا آیت ثانیہ سے ہو گیا تو وہ آیت بھی مفسر ہو گئی یہ بات ہمارے مدعا کے موافق ہی نہ مخالف کیونکہ اس طور سے یہ بات
ثابت ہوئی کہ آیت من و فدا در باب وجوب من و فدا کے مجمل ہی جس طرح آیت تحریم خمر مجمل تھی اور محتاج بیان کی تھی
اب یہ دیکھا جاوے کہ بیان اوسکا قولاً یا فعلاً شارع علیہ السلام کی طرف سے ہوا جیسا کہ بیان آیت تحریم خمر کا ہو گیا یا نہوا اگر
نہوا تو متشابہات میں داخل رہی اور عمل اوسپر متعذر ہو گیا اور اگر بیان ہو گیا تو مفسر ہو گئی سو ہم دعویٰ
کرتے ہیں کہ اس آیت کا بیان فعلی کے واقعہ ہوازن اور اوطاس اور بنی قریظہ اور خیبر وغیرہ کے بیان اوسکا
ہو گیا اور من و فدا واجب نہ ٹھہرا آپنے کوئی بیان ایسا کہ جس سے وجوب من و فدا ثابت ہوتا ہو نہیں کیا
پس یہ نظیر آپکی ہمارے موافق مدعا ہی نہ آپکے ہم اسکا انکار نہیں کرتے کہ کوئی کلام ایسا ہو جسکو اہل زبان نے
خوب سمجھا ہو مگر اہل زبان کے نسمجھنے کے واسطے کوئی امر جو مانع فہم لغت ہو ہر آئینہ ضرور ہی دیکھو وجوہ خمسہ
سے حصہ صدر **قال** بیع امہات اولاد ممنوع ہونے پر ابتدا عہد خلافت حضرت عمر رض تک بیع ہوتی رہی
اقول اسسے آپکا مدعا ثابت نہیں ہو سکتا آپکا مدعا تو جب ثابت ہوتا کہ جب صحابہ کا اجماع حضرت عمر رض

مامور ہوئے کہ مدینہ میں پھر کر اوسکی منادی کرادیں بلا توقف جریان کی ممانعت کی بھی ایسی ہی منادی
کرا دی گئی تو اتنا تعجب ہے کہ صرف یہی ایک حکم باوجودیکہ احکام سورۂ براۃ سے اور چند احکام پیشتر نازل
ہو چکا تھا اعلان و تبلیغ سے باقی رہگیا اور احکام باوجودیکہ اعلان میں زمانہ قریب تھا کچھ مشہور ہوا
صرف اسی حکم میں تو شہرہ ہو گیا علاوہ بران حضرت ﷺ اگر رحلت فرمائی آیت تو قرآن میں موجود تھی وہ
تو نہیں لکھ گئی تھی بڑا تعجب ہے کہ کسی صحابی نے نہ حضرت کی حیات میں اوسکو پڑھا نہ بعد وفات کے
رہا اور اگر کسی صحابی کو بھی اوسکی اطلاع تھی اور کسیکی تلاوت میں وہ نہیں تھی تو وہ متواتر نہ ہوئی
اور جب وہ متواتر نہ ہوئی تو قرآن ہونا بھی اوسکا باطل ہو گیا خلاصہ مدعا یہ ہے کہ یہ آیت متواتر ہے یا نہیں
اگر متواتر ہے تو صد ہا صحابہ کا علم اوسپر ضرور ہے اور اگر متواتر نہیں تو جزو قرآن نہیں شق اول
میں باوجود شہرت تامہ اور تواتر عامہ کے کہ زبان زبان و دہان دہان تھی عمل اوسپر صحابہ کا نہوا تو یا باعث
اوسکا وہی وجوہ خمسہ ہیں جو ہمنے لکھیں ہیں یا اور کچھ اگر اور کچھ ہے تو بیان کیجیے اور جو کوئی وجہ
اونمیں وجوہ خمسہ سے ہے تو بیان اونکا اوپر گذر گیا **قال** صحابہ کے زمانے میں اوسپر خیال نہونا وجوہ
مذکورہ بالا کچھ تعجب کی بات نہیں ہے **اقول** کوئی وجہ ایسی کہ باعث زوال تعجب ہو آپنے
بیان نہیں فرمائی بعد تحریر چند کلمات لایعنی کے ایک دھوکے کی بات یہ لکھدی کہ کچھ تعجب
کی بات نہیں دیکھیے لو وجہ خمسہ مرقومہ بالا کو اوسکے بعد رفع تعجب اور استبعاد کے کوئی وجہ
معقول تحریر کرو ورنہ ایسے لغویات آپکے تو کوئی صاحب عقل سنیگا **قال** شراب کی حرمت
نازل ہونیکے بعد کوئی نہیں سمجھا تھا کہ شراب حرام ہو گئی ہے یہانتک کہ تین دفعہ اوسکی حرمت
نازل ہوئی **اقول** سراسر افترا اور کذب بہتان صریح ہے حرمت کی یہی ایک آیت ہے انما الخمر
والمیسر والانصاب والازلام رجس الی قولہ تعالی فہل انتم منتہون
اسکے بعد یہ ہوا کہ تمام مدینہ میں منادی حرمت کی کرادی گئی اور بیع خمر اور تداوی بالخمر حرام
کر دی گئی اور خمر جو موجود تھی پھینکوا دی گئی یہانتک کہ اوسکے سرکا بنانے کی بھی اجازت نہ دی گئی
برتن شراب کے جو معمولی اوسکے تھے اونکے استعمال کی بھی ممانعت فرمائی گئی اوسکے پینے والے پر

کہ یہ بیضالطہ مجتہد کا تقاضا یہ کہ مرا ہوگیا ہے وبس قال حضرت ابوبکر صدیق رض کی خلافت مرتدین کے قتل
کرنے مین ختم ہوگئی اقول یہ بھی بات دوسرا افترا ہے مرتدین سے کُرز و معاملہ رہا فتوح شام اور جہاد مین
و بلاد دمشق و بعض بلاد روم سپہ سالاری خالد بن ولید کی خلافت مین ظہور مین آئی ماشاء اللہ جناب
مجتہد صاحب کو جیسا اور علوم مین زیادہ تر دخل ہے علم تاریخ و سیر مین بھی اوس سے کچھ کم ہے مین علاوہ بران وفات
رہنا بطرف مرتدین کے مانع اسکا نہین کہ احکام قرآن کے اجراء سے غفلت کی جاوے اور اونکو صفحۂ دنیا سے
بھی محو کردیا جاوے آخر ہزارون احکام شریعت کے جاری کیے جاتے تھے تعجب ہے کہ صرف اسی ایک حکم کی اجراء مین
ابوبکر صدیق رض اور جمیع صحابہ کو غفلت ہوگئی قال اور حضرت عمر رض اور حضرت عثمان رض کے زمانہ مین دارالخلافت
سے بہت دور دور کے فاصلہ پر لڑائیان ہوئین اقول اس سے عدم توجہی یا نہ ملنا موقع بحث کا آیت من ش
فدا پر کسطرح سے لازم آیا سنن و مستحبات پر توجہ رہا مسائل مین بحث کا موقع ملتا رہا کیا وجہ تھی کہ صرف
اسی ایک امر اہم کی نسبت کسی بات کا موقع نملا اور برخلاف اوسکے عمل فرماتے رہے ایسے خلیفہ نامی کہ
جاری کرنا اونکا احکام قرآن کو بشدت و کد و جہد عالم مین معروف و مشہور ہے کسطرح سے روادار جاری
رہنے ایسے امر نامشروع کے جو قرآن سے ممنوع ہے ہوئے قال حضرت علی مرتضی رض کی خلافت آپس کے جھگڑے
مین انجام ہوئی اقول شاید مجتہد عصر کے ذہن مین یہ ہو کہ تمام مدت خلافت مین کبھی اونھون نے
ختم قرآن نہ فرمایا اور پہلے وہ جو قرآن پڑھا تھا یا سنا تھا وہ بھی ون جھگڑے مین بھول گئے کہ آیت
قرآنی خیال مین بھی نرہی قال اور امام حسن علیہ السلام کی خلافت تو آفتاب یوم باران کے مانند تھی
اقول جناب مجتہد صاحب آپکی ان وجوہ فاسدہ تو یہ بات لازم آئی کہ موقع توجہ کا صرف اس آیت
کی طرف ہمیشہ متعذر رہا محال ہے لڑائی جھگڑے سے بھی مہلت تو جسکے ہین خالی بیٹھنا بھی مانع توجہ جہاد و مرتدین
اور کفار بلاد قریبہ کے بھی مانع ہے بلاد بعیدہ پر جہاد کے لیے لشکر بھیجنا بھی مانع توجہ ہے خصوصاً دونون کی
خلافت بھی مانع ہے بہت دونون تک کی خلافت بھی مانع ہے ایک حکایت ایک نیل گودنے
والے کی کہ صورت شیر کی اپنے جسم پر گودانا چاہتا تھا آپ کے اس کی بھی نہین اور وہ بھی نہین سے یاد آئی ہے
کہ لکھا ہوا بہشت ۴/۲۱ حکایات لشنواز صاحب سان   درطرق و عادت قنوتیان

کی خلافت تک اسپر رہا کہ بیع امہات الاولاد جایز ہے [illegible] پھر منع نہین ہوا بلکہ دعویٰ نہی
کا یہ گمان تھا کہ بیع امہات الاولاد جائز ہے اور اون کا [illegible] اور صحابہ اوسکا
حکم سے مطلع ہو گئے تھے لیکن با وقفیت وہ نہین آئی [illegible] بعید نہین ہے برخلاف
ما نحن فیہ کے کہ خود باعتراف آپکے کوئی بھی قائل ہوسکتا [illegible] اسکا [illegible] حرام ہے وہ جسمین
ممانعت امہات الاولاد کی ہے متواتر نہین بلکہ خبر مشہور بھی نہین [illegible] صحابہ [illegible] آپکے نام ثابت
ہوتے ہین یا دس بیس کی تعداد ہے [illegible] کچھ مستبعد نہین مگر متعہ [illegible] کا قائل ہونا خلاف منع
پیغمبر صلعم کی بالبداہت باطل ہے قال متعہ کے غیر ممنوع ہونیکا [illegible] صحابہ بلکہ حضرت علی مرتضیٰ کو بھی
خیال نہ تھا اقول کلام یہین بعینہ وہی کلام ہے جو بیع امہات الاولاد مین گذرا اگر یہ بات غلط ہے کہ حضرت
علی کو بھی خیال نہ تھا کیونکہ بخاری اور مسلم اور موطا مین راوی حدیث [illegible] خود جناب شاہ مرتضیٰ رضی اللہ
عنہ ہی ہین اور کتب احادیث اثنا عشریہ مین بھی روایت حرمت متعہ کی خود اونہین علی جناب سے ہے گو کہ
وہ کسی طرز پر محمول ہو اور یہ مسئلہ تو کسی طرح پر تطبیق نہ پا سکے مسئلہ ما نحن فیہ کے نہین ہو سکتا کیونکہ ابتک اس مسئلہ
مین علماے اسلام کا اختلاف باقی ہے ایک فریق اوسکو جائز دوسرا فریق ناجائز کہتا ہے اور اوس مسئلہ پر انعقاد
اجماع صحابہ مین بھی باہم کلام ہے قال خلفاے راشدین کے زمانہ مین یہ خیال نہ تھا یہی سبب ہوا کہ انکے
وقت مین اس مسئلہ پر بحث نہ ہوئی بہت کم موقع ملا اقول اول تو دعویٰ نہ خیال ہونیکا ہی باطل ہے
اور پھر مجتہد صاحب کے پاس کیا دلیل ہے جب برابر حکم استرقاق جاری رہا تو نہ خیال ہونا مجتہد صاحب کا
خیال باطل ہے ثانیاً کم ملنے موقع کا دعویٰ بھی سراسر باطل ہے [illegible] تعلق جہاد مین [illegible] وقت
[illegible] جہاد جو خلفاے راشدین کے ہی وقت مین تھا کونسا زیادہ ہو سکتا ہے اگر آیت من و فدا کا مطلب بمطابق
خیال باطل مجتہد کے ہوتا تو بیشک و شبہ یہی وقت تھا کہ اوس وقت مین اس پر بحث واقع ہوتی اوس سے زیادہ
ضرورت بحث کا وقت ابتک تو کوئی بھی پیش نہین آیا ثالثاً اسیران بنی قریظہ کے بحث مین خود اقرار
کرتے ہین کہ بعض صحابہ آیت من و فدا سے واقف تھے اور اسی سبب سے اونہون نے قتل اسیران سے انکار کیا
مین حیران ہون کہ یہان برخلاف اسکے دعویٰ خیال نہ ہونیکا کس بنا پر وہ [illegible] ہین [illegible] ہوا

برتن و دست و کتفها بید رنگ　　سینه بندم از صورت شیر و پلنگ　　بر چنان صورت بپا پی بی گزند

از سر سوزن کبودیها زنند　　سوی آن دلاک شد قزوینیی　　که کبودم زن بکن شیرینیی

گفت چه صورت زنم ای پهلوان　　گفت بر زن صورت شیر ژیان　　طالعم شیرست نقش شیر زن

جهد کن رنگ کبودی سیر زن　　گفت بر چه موضعت صورت زنم　　گفت بر شانه گهم زن آن رقم

چونکه او سوزن فرو بردن گرفت　　درد آن در شانه گه مسکن گرفت　　پهلوان در ناله آمد کای سنی

مر مرا کشتی چه صورت میزنی　　گفت آخر شیر فرمودی مرا　　گفت از چه عضو کردی ابتدا

گفت از دمگاه آغازیده ام　　گفت دم بگذار ای دو دیده ام　　از دم و دمگاه شیرم دم گرفت

دمگه او دمگهم محکم گرفت　　شیر بی دم باش گو ای شیرساز　　که دلم سستی گرفت از زخم گاز

جانب دیگر گرفت آن شخص زخم　　بیمحابا و مواسای و رحم　　بانگ کرد او کین چه اندامست از و

گفت این گوش است ای مرد نکو　　گفت تا گوشش نباشد ای حکیم　　گوش را بگذار و کوته کن کلام

جانب دیگر خلش آغاز کرد　　باز قزوینی فغان را ساز کرد　　کین سوم جانب چه اندامست نیز

گفت این هست اشکم شیر ای عزیز　　گفت تا اشکم نباشد شیر را　　گشت افزون درد کم زن زخمها

خیره شد دلاک و بس حیران بماند　　تا بدیر انگشت در دندان بماند　　بر زمین زد سوزن از خشم اوستاد

گفت در عالم کسی را این فتاد　　شیر بی گوش و دم و اشکم که دید　　اینچنین شیری خدا خود نافرید

چون نداری طاقت سوزن زدن　　از چنین شیر ژیان پس دم مزن　　جناب مجتهد صاحب قبلہ پانچ

صحابیوں کی نسبت تو آپنے عذرات بدتر از گناہ پیش کیے مگر ہزاروں مرد اور ہزاروں عورت کہ جنہیں
بڑے بڑے فقیہ اور فقیہہ تھیں اسکے خیال سے نیچا کیا غدیر ہی فقط ہی باتوں پر ایک ایک عورت خلفا
عہد سے مسئلہ شرعیہ میں خوب جھگڑتی تھی باہم مسائل شرعیہ ورثہ تمنیا کا قرآن پر بہت گفتگو ہوتی تھی اگر اس
آیت میں اِنَّما مفید معنی حصر تھا تو کیا وجہ ہے کہ اوروں نے بھی جو از مسئلہ استغراق پر کہ بڑی دھوم دھام
جاری تھا اعتراض پیش کیا اوروں کی طرف سے بھی تو کچھ عذر پیش کیجیے عبداللہ بن عمر اور دیگر صحابہ کہ جنکی
نسبت در بیان جنگ بنی جذیمہ آپ بھی فرماتے ہیں کہ وہ نزول آیت میں وفد سے واقف تھے انہیں کا

اور تھے تو کسیکے واسطے بھی تھے لیکن لازم آتا ہے کہ اونکو معنی لا اور الا یہ بھی جو کلمہ لا الہ الا اللہ مین ہین اون
مین سے بسبب اسباب قویہ کے خیال رہا ہوگا علی ہذا القیاس کوئی اونسے کچھہ بات کہتا ہوگا تو اوسپر
بھی بسبب اسباب قویہ مذکورہ کے کچھہ خیال نکرتے ہونگے فیصل قضایا بھی بدون خیال کرنے کے الفاظ دعوی
اور جواب اور شہادت پر فرمایا کرتے ہونگے کیونکہ اسباب قویہ مذکورہ کو کچھہ خصوصیت کلمات قرآن سے تھی نہین
ہے اگر موثر ہین تو سب کلمات مین موثر ہین اور نہین تو نہین الغرض اوس خیر القرون مین تو ہی اندھیر کہ دوست اسلام
مین بقول اہل ہند برہم کا راج ہو رہا ہوگا اور وہان زیادہ تر کیفیت قابل تماشا کے یہ ہوگی کہ مدعی اور مدعا علیہ
اور گواہ بھی تو اوسی زمرۂ خیال نکرنے والونمین ہی ہونگے پس ایک عجیب کیفیت عرب و عجم مین صحابہ کبار کی
ہوگی اور اسباب قویہ پیشتر مجتہد عقلمند کی کیا بہار غفلت کی ہوگی کہ نہ دکھاتے ہونگے واہ جناب مجتہد
صاحب خوب تعظیم کی اصحاب کبار اور خیر القرون اور خلافت خلفا عدل کی آپ سے دوست کہ ہوتے دشمن کی
کچھہ حاجت نہین یہان تک تو جناب مجتہد صاحب کے بیان سے خیر القرون کی مناقب اور خوبیان اور عدم
توجہی بطرف کتاب اللہ کے ظاہر ہوئی آگے وہی متوجہ ہوئے بطرف قرن ثم الذین یلونہم چنانچہ فرماتے ہین قال
اوس زمانے کے بعد لوگونکی توجہ اس بات پر زیادہ تر تھی کہ اوس زمانے کے واقعات کو جہانتک
ہوسکے دلائل سے قوی کرین اسلیئے غلامی کی نسبت آیات تلاش ہونے لگین اور مجبوری آیت من و فدا کو منسوخ
بتانے لگے **اقول** حاصل اس تقریر کا یہ ہوا کہ زمانہ پیغمبر صلعم مین تو تبلیغ اس حکم کی نہوئی جیسے کہ اور احکام
کی ہوتی تھی اور زمانہ صحابہ مین جواز غلامی کا باعث غفلت صحابۂ پیغمبر صلعم کی ہوئی زمانہ تابعین مین دیدہ
و دانستہ مکر محکم اور برابطال حق کے باندھی گئی اور جب کوئی اور بات نہ بن آئی تو کتاب اللہ کی آیت
محکم کو اپنی ہوائے نفسانی کے سبب سے منسوخ ٹھہرا لیا تو ضرور کہ پیغمبر صلعم کے عہد سے ہی اس آیت کا یہ حال رہا
کہ درجہ بدرجہ دستور ظلم برابر ہوتا رہا اور اوسکی سبب سے مرتکب گناہ کبیرہ کے ہوتے رہے پیغمبر صلعم نے تو تبلیغ اوسکی
جیسی اونپر فرض تھی ویسی نکی اور قرآن مین خدا فرماتا ہے یَا اَیُّہَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ
رَّبِّکَ ط کے ہوگئے صحابہ کمال غفلت اونہین کی مصداق وَالَّذِیْنَ ہُمْ عَنْ اٰیَاتِنَا غَافِلُوْنَ ○
اور بَلْ اٰتَیْنَاہُمْ بِذِکْرِہِمْ فَہُمْ عَنْ ذِکْرِہِمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ کے ہوئے تابعین تو یہ ظہر کیا

لیکن آپ نے فرمایا ہے کہ بیشک کسی نے نہیں کہا اور الزام مخالفت اجماع سے بھی اکتفا نہ کیجیے بلکہ مخالفت نصوص
قطعیہ کو بھی اسکے ساتھ شامل کیجیے اور تعجب ہے کہ جہان تک کتب صحاح اور تواریخ سے معلوم ہوا ہے اونپر ہم بھی
کہہ سکتے ہیں کہ واقع میں ایسی بحث خلاف نص و اجماع ابتدا پیدائش آدم سے حرم یا آپکی ہے یا ایک شخص نے
[illegible] اجماع ملائکہ اور نص کے ابتدا پیدائش آدم کے وقت کی تھی سو آدم سے لیکر کوئی بحث کرنیوالا
حضرت آپ سے سیاحت کا ہم حیثیت نہ دیکھا گیا نہ سنا گیا قال مگر جو کہ مسلمانون کا مقرر کیا ہوا ہے ایک مسئلہ
ہے کہ اجماع ثانی اجماع اول کو منسوخ کر دیتا ہے اقول یہ مسئلہ مسلم جمہور فقہا نہیں ہے بلکہ صرف فخر الاسلام
اسکے قائل ہیں مگر ہمنے اسکو تسلیم کیا قال اور اجماع ثانی شروع ہونے کے لیے ضرور ہے کہ کوئی نہ کوئی شخص
اجماع اول سے اختلاف کرے اقول یہ آپکا جہل ہے کیفیت و ماہیت اجماع سے واللہ سے اجماع کہتے ہیں اتفاق
ایک عصر میں جملہ مجتہدین امت محمدیہ کا ایک مسئلہ پر متفق ہون پس اگر ایک عصر کے مجتہدین کا اتفاق ہوا
تو اجماع منعقد ہوا اور اگر عوام الناس جیسے کہ آپ ہیں کسی مسئلہ پر متفق ہو گئے تو ایسے بھی اجماع منعقد
نہیں ہو سکتا اور اگر ما سوا علما امت محمدیہ کے کچھ لوگ جو خارج از سنت ہون متفق کسی مسئلہ پر ہو جاویں
تب بھی اجماع منعقد نہیں ہو سکتا پس ایک شخص نے اگر اجماع سابقہ سے اختلاف کیا اور اجماع جملہ مجتہدین عصر کا
واقع ہو گیا تو اوسکا قول اسیوقت مردود ہو گیا اور وہ قول شاذ اوسوقت نہ آیندہ کبھی مقبول ہو سکتا ہے
و اصلاً قابلیت احتجاج اور استناد کی اسواسطے انعقاد اجماع آیندہ کے نہیں رکھتا ہان اگر اوسی زمانہ مین
مجتہدین امت اسپر اتفاق کر لین تو اجماع ثانی منعقد ہو سکتا ہے اور یہ صورت اجماع کی نہیں کہ آج
[illegible] خلاف اجماع اول کے کچھ کہا جاتا ہے بعد ایک مدت کے وہ اجماع نہیں ہے بلکہ اقوال مردود شاذ ہونگے خلاف اجماع
[illegible] پہلے سے جاتے ہیں اور اسیوقت بسبب مخالفت اجماع اول کے مردود ہو جاوینگے اور اجماع ثانی کا سبب
[illegible] بالذات ہو اسلیے کہ علما اسلام مشرق سے مغرب تک بلاد و قبائل میں منتشر ہیں اجماع
ثانی برخلاف اجماع اول کے عادۃً متعسر الحصول بلکہ محال معلوم ہوتا ہے جیسا کہ اسوقت آپکا قول مخالف اجماع
پایا گیا [illegible] اگر آپ مجتہدان امت محمدیہ سے بھی ہوں تب بھی یہ قول آپکا بسبب انفراد کے ایسا مردود ہے
[illegible] اور نہ کبھی آیندہ در باب انعقاد اجماع آیندہ کے مفید ہے قال اگر شخص مین ہون اقول [illegible]

صحت نامۂ دُرّ الآفاق

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹	۱	نوو سے	نثوی
۵۳	۲	نمیر	عبیر
〃	۹	تالّون	تلوّن
۶۳	۲۲	لَاَ	لَاَ
۶۴	۹۰	تستمع	تمتّع
۹۵	۲۱	قطعہ	ابیات
۱۰۲	۹	بِالّو	بِاللّو
۱۰۵	۲۱	مسٔل	سَبق
۱۱۰	۱۴	اناء	راناء
۱۱۷	۱۱	فیو	فسبو
۱۲۱	۱۲	فی	افی
〃	۱۹	نبین	تقتین
۱۲۳	۱۲	اکثر	اکبر
۱۲۹	۷	تجدیدیہ	تجدید
۱۳۲	۱۳	قائل	قابل
۱۳۶	۱۴	اوسکا	اِسکا
۱۴۳	۴	ایسی	ایسا
۱۴۹	۹	مملکت	بلکہ
۱۵۰	۲	نہو	نو
۱۵۵	۲	لائق	لاحق
۱۶۱	۳۰	اِکمل	مکمّل
۱۸۱	۱۳	بین	من
۱۹۳	۱۹	الرسول	رسول
۱۹۷	۱	تمام	کہ تمام
۲۰۰	۱۲	قائل	قائل
۲۲۴	۱۳	قتالا	مقتالا
〃	۱۴	جیح	ترجیح
۲۴۰	۱۰	آبیت	قرنیہ
۲۶۲	۱۹	حی	رحی
۲۸۰	۱۱	امہات	اموات
۲۸۶	۱۲	اصابۃ	اصابہ
۲۹۲	۳	لایتبع	ان ابد لایتبع
۲۹۹	۱۱	قدکو	پدر
۳۰۰	۵	تجدیدیۃ	تجدیدیہ
〃	۹	اصول میزان	اصول و میزان

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۳۰۴	۹	حدیثیں	حرمت	۳۱۰	۱۴	کیواسطے	کی واسطے

انتباہ

صفحہ ۲۱۲ سطر ۶ لغایت ۱۵ پر جو حدیث مع شرح نقل ہوئی ہے اوسکی
شرح و متن کے تمیز کے نشان اسی صفحے کی سطر ۴ مین
ہوئے تھے مگر چونکہ چھاپے کے وقت وہ علامات
دب نہ سکی اسلئے زیر خط جو عبارت ہے
اور نیز سطر ۱۳ کی اس قدر
عبارت فان لک فی
الخمس الکل من ذلک
عبارت متن یعنی
حدیث ہے اور باقی عبارت
شرح فقط

قطعۂ تاریخ طبع

رد اشقاق بحسن زیارات سنگرین | از طبع گشت قابل تحسین و آفرین
آمد زغیب واد ندا بہر سال طبع | رد اشقاق دافع بہتان ملحدین
۱۲۹۱ھ